

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ
 إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٤٩﴾ (سُورَةُ الْحُجْرَاتِ)



اسلام کا نظام حقوق و فرائض

تألیف

ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

تجذیب و اضافہ

حافظ خالد نوٹو انصاری

تحت اشراف

عبد اللہ ناصر رحمانی



انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

جملہ حقوق بحق
انصار السنۃ پبلیکیشنز
محفوظ ہیں

نام کتاب: اسلام کا نظام حقوق و فرائض
تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی
تخریج و اضافہ: حافظ حامد محمد انصاری
تحت اشراف: علامہ عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ
اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی
ناشر: ابو موسیٰ منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17- اردو بازار لاہور فون: 042-7357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

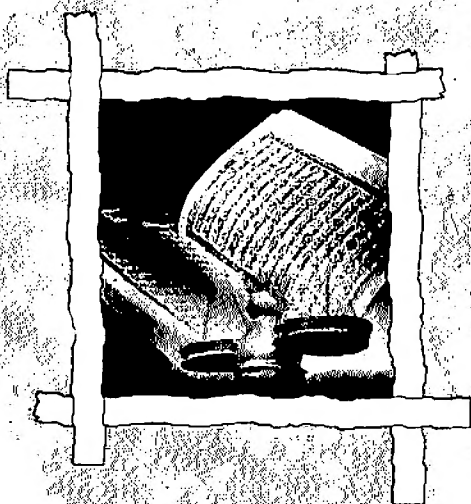
E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاهُ شُعْبًا وَقَبَائِلَ لِيَتَعَارَفُوا ۚ
 إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٤٩﴾ (سُورَةُ الْحُجُرَاتِ)

اسلام کا نظام

حقوق و فرائض



تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صنیعی
 تخریج و اضافہ: عاتق حامد منیر
 تحت اشراف: مولانا عبدالستار ناصر رحمانی

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17- اردو بازار لاہور 7357587

نہایت مختصر مسائل

- تقریظ ۱۳
- مقدمہ ۲۰

باب ۱: اللہ تعالیٰ کے حقوق

- اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم کے ساتھ بات کرنا ۳۲
- صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ۳۲
- صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ۳۲
- صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا ۳۵
- حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کرنا ۳۷
- نذر نیاز اور منت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ماننا ۴۱
- صرف اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا ۴۲
- صرف رب کائنات کے لیے رضا اور خوشنودی ۴۲
- اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا ۴۳
- اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ۴۴
- اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا ۴۵
- اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا ۴۶
- اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہ کرنا ۴۶
- طاغوت کی اطاعت سے بچنا ۴۷
- شیطان کی عبادت نہ کرنا ۴۸

- نماز کی پابندی کرنا ----- ۴۹
- زکوٰۃ ادا کرنا ----- ۵۱
- رمضان کے روزے رکھنا ----- ۵۳
- بیت اللہ کا حج کرنا ----- ۵۳
- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا ----- ۵۵
- شرک سے بچنا ----- ۵۶
- کفر اختیار کرنے سے بچنا ----- ۶۳
- اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنا ----- ۶۴

باب ۲: نبی کریم ﷺ کے حقوق

- رسول اللہ ﷺ پر ایمان ----- ۶۷
- ☆ نواقض ایمان بالرسول ----- ۷۲
- ☆ آپ ﷺ کی شخصیت میں طعن ----- ۷۲
- ☆ آپ ﷺ کی شریعت میں طعن کرنا ----- ۷۵
- اطاعت رسول ﷺ ----- ۷۶
- اتباع رسول ﷺ ----- ۷۹
- اختلافی امور میں نبی اکرم ﷺ کی طرف رجوع ----- ۸۲
- رسول کریم ﷺ کی کسی معاملہ میں مخالفت نہ کی جائے ----- ۸۵
- ”تزک احداث“ بدعات کا چھوڑنا ----- ۸۸
- رسول اللہ ﷺ سے خیر خواہی ----- ۹۷
- رسول اللہ ﷺ سے محبت ----- ۱۰۰
- رسول اللہ ﷺ کی عزت و تعظیم کرنا ----- ۱۰۶

- باب: ۳ . دین اسلام کے حقوق

- باب: ۴ قرآن حکیم کے حقوق

- باب: ۵ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق

- [illegible]

- والدین کا حکم ماننا ----- ۱۶۰
- والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ----- ۱۶۲
- والدین کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا ----- ۱۶۵
- والدین کو گالی دینے سے پرہیز کرنا ----- ۱۶۶
- والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرنا ----- ۱۶۷

اولاد کے حقوق

باب: ۹

- نیک اولاد کی دعا کرنا ----- ۱۷۰
- اولاد کو قتل نہ کرنا ----- ۱۷۱
- اولاد کا اچھا نام رکھنا ----- ۱۷۲
- اولاد کی اچھی تربیت کرنا ----- ۱۷۲
- تمہارے بچے کی تلقین کرنا ----- ۱۷۳
- اولاد کے ساتھ شفقت سے پیش آنا ----- ۱۷۴
- دین اسلام کا علم سکھانا ----- ۱۷۵
- عدل و مساوات قائم رکھنا ----- ۱۷۶
- اولاد کے لیے حسب استطاعت مال و دولت چھوڑنا ----- ۱۷۷

حقوق زوجین

باب: ۱۰

- خاوند کے حقوق ----- ۱۷۸
- خاوند کو خوش رکھنا ----- ۱۷۸
- خاوند کا حکم ماننا ----- ۱۷۹
- خاوند کے مال کی حفاظت کرنا ----- ۱۸۰
- خاوند کی شکری گزاری ----- ۱۸۱

- بیوی کے حقوق ۱۸۲
- بھلائی کرنا ۱۸۳
- گالی گلوچ سے اجتناب ۱۸۳
- اچھا سلوک کرنا ۱۸۴
- مار پیٹ نہ کرنا ۱۸۶
- وقت دینا ۱۸۷
- جہنم کی آگ سے بچانا ۱۸۹
- بیوی پر خرچ کرنا ۱۹۰
- مہر ادا کرنا ۱۹۱
- بیوی کو گھر کی زینت بنانا ۱۹۲

باب ۱۱: مساجد کے حقوق

- مساجد کی تعمیر ۱۹۳
- مساجد میں نماز پڑھنا ۱۹۳
- مساجد کو صاف رکھنا ۱۹۴

باب ۱۲: بندے کے اللہ پر حقوق

باب ۱۳: ہمسایوں کے حقوق

باب ۱۴: قریبی رشتہ داروں کے حقوق

- صلہ رحمی کرنا ۲۰۳
- حسن سلوک سے پیش آنا ۲۰۶

○ عدل و انصاف کرنا ----- ۲۰۷

○ رشتہ داروں سے تعاون کرنا ----- ۲۰۸

○ ایک دوسرے کو تکلیف دہ باتیں نہ کہنا، اور احسان نہ جملانا ----- ۲۱۰

باب: ۱۵ ----- بہن بھائیوں کے حقوق ----- ۲۱۶

باب: ۱۶ ----- یتیموں کے حقوق ----- ۲۱۶

○ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ----- ۲۱۶

○ مال کی حفاظت کرنا ----- ۲۱۷

○ یتیموں کی کفالت کرنا ----- ۲۱۹

باب: ۱۷ ----- محتاجوں، غریبوں اور مساکین کے حقوق ----- ۲۲۰

باب: ۱۸ ----- عمر رسیدہ لوگوں کے حقوق ----- ۲۲۲

○ سماجی معاملات میں تکریم کا حق ----- ۲۲۲

○ معمر افراد کی تکریم اجلال الہی ”اللہ کی تعظیم“ کا حصہ ہے ----- ۲۲۳

○ عمر رسیدہ افراد کی تکریم علامت ایمان ہے ----- ۲۲۳

○ معمر افراد کا وجود باعث برکت سمجھنا ----- ۲۲۴

○ سہولیات زندگی کی فراہمی میں ترجیح کا حق ----- ۲۲۵

○ استطاعت سے زیادہ بوجھ سے استثناء کا حق ----- ۲۲۶

باب: ۱۹ ----- معذوروں کے حقوق ----- ۲۲۸

○ خصوصی توجہ کا حق ----- ۲۲۸

- قانون معاشرت کے نفاذ میں استثناء کا حق ۲۲۹
- جہاد اور دفاعی ذمہ داریوں سے استثناء کا حق ۲۳۰
- باب: ۲۰ حکمرانوں اور رعایا کے حقوق ۲۳۲
- باب: ۲۱ خدام اور مزدوروں کے حقوق ۲۳۳
- باب: ۲۲ مہمانوں کے حقوق ۲۳۶
- کھانا کھلانا ۲۳۶
- مہمانوں کی عزت کرنا ۲۳۷
- ☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مہمان نوازی کی مثال ۲۳۹
- باب: ۲۳ مسافروں کے حقوق ۲۴۱
- راستے کے حقوق ۲۴۲
- باب: ۲۴ جان اور مال کے حقوق ۲۴۳
- جان (نفس) کے حقوق ۲۴۴
- ☆ تزکیہ نفس ۲۴۴
- ☆ تزکیہ نفس کے ذرائع ۲۴۶
- ۱۔ اللہ کی طرف رجوع کرنا اور توبہ کرنا ۲۴۶
- ۲۔ اللہ کو ہر وقت ہر حال میں یاد رکھنا ۲۴۸
- ۳۔ اپنے نفس کو خواہشات کا بندہ بنانے سے بچنا ۲۴۹
- ۴۔ اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا ۲۵۰
- زینت اختیار کرنا ۲۵۰
- مناسب کھانا ۲۵۱

- منہ کو صاف رکھنا ----- ۲۵۲
- مال کے حقوق ----- ۲۵۲
- حلال کمانا ----- ۲۵۳
- زکوٰۃ ادا کرنا ----- ۲۵۳

باب: ۲۵ اسلام میں اقلیتوں کے حقوق ----- ۲۵۵

- اچھے طریقے سے اسلام کی دعوت دینا ----- ۲۵۸
- غیر مسلموں کے معبودوں کو برا نہ کہنا ----- ۲۵۹
- اہل کتاب سے نکاح جائز ----- ۲۶۰
- بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنا ----- ۲۶۱
- ظلم زیادتی نہ کرنا ----- ۲۶۱
- اہل کتاب کا کھانا ----- ۲۶۲
- کافر مشرکین کو ہدیہ دینا ----- ۲۶۲
- اہل کتاب اگر سلام کہیں ----- ۲۶۲
- احسان کرنا ----- ۲۶۳
- غیر مسلموں کو پناہ کا وعدہ اور عہد کا پورا کرنا ----- ۲۶۳
- نجی زندگی اور شخصی رازداری کا حق ----- ۲۶۵
- مذہبی آزادی کا حق ----- ۲۶۶
- اقتصادی اور معاشی آزادی کا حق ----- ۲۶۷
- روزگار کی آزادی کا حق ----- ۲۶۸
- تحفظ اور سلامتی کا حق ----- ۲۷۰

باب: ۲۶ جانوروں کے حقوق ----- ۲۷۲

- جانوروں پر ظلم نہ کیا جائے ----- ۲۷۲
- جانوروں کو آگ میں نہ جلایا جائے ----- ۲۷۳
- موذی جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے ----- ۲۷۴

باب: ۲۷ دنیا کا پہلا دستوری عہد و پیمان میثاق مدینہ -- ۲۷۵

- پہلے دستور کی دفعات ----- ۲۷۵
- اہل ایمان کی ذمہ داریاں ----- ۲۷۷
- یہودیوں کے حقوق ----- ۲۷۹
- قیام امن اور دفاع کی مشترکہ ذمہ داریاں ----- ۲۸۰

باب: ۲۸ انسانی حقوق کا عالمی چارٹر ----- ۲۸۲

- خطبہ حجۃ الوداع ----- ۲۸۲
- رسول اللہ ﷺ کا خطبہ یوم النحر ----- ۲۸۳
- حجۃ الوداع کے موقع پر ایک اور خطبہ ----- ۲۸۴
- آپ ﷺ کا ایک اور خطبہ ----- ۲۸۵
- وسط ایام تشریف کا ایک اور خطبہ ----- ۲۸۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾..... ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۙ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

أَمَّا بَعْدُ : فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلْضَلَالَةُ فِي النَّارِ .“

دین اسلام میں فرائض، واجبات اور ذمہ داریوں پر بھی حقوق کے ساتھ ساتھ یکساں زور دیا گیا ہے۔ متعدد قرآنی آیات اور احادیث نبویہ اس پر شاہد عدل ہیں، جن سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلامی شریعت کے ان اہم ماخذ و مصادر میں انسانی فرائض و واجبات کو کس قدر اہمیت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَ
بِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ
الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾

(النساء: ۳۶)

”اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور رشتہ دار پڑوسی، اور اجنبی پڑوسی، اور پہلو سے لگے ہوئے دوست، اور مسافر اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ۔ بے شک اللہ اکڑنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔“

اور رسول مکرم ﷺ نے درج ذیل حدیث میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے باہمی تعلق کو بڑی تاکید سے بیان کیا ہے:

((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا مُعَاذُ، أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ.))

”معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا بندے پر کیا حق ہے؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ

ارشاد فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ اللہ پر بندے کا کیا حق ہے؟ معاذ اللہ نے کہا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ (اپنے ایسے) بندوں کو عذاب نہ دے۔“

اسی طرح سرور دو عالم ﷺ نے مملکت کے تمام مسلم و غیر مسلم باشندوں کو رنگ و نسل، وطن یا دنیوی حیثیت کے بغیر وہ تمام بنیادی حقوق عطا کیے جو قرآن حکیم نے متعین کیے ہیں، مثلاً جان و مال، عزت و آبرو اور نجی زندگی کا تحفظ، عورتوں اور خادموں کے حقوق کا تحفظ، عقیدے کی آزادی کا حق، مذہبی دلازاری سے تحفظ، حاجت مندوں، مسکینوں اور معذوروں کے لیے وسائل مملکت سے متمتع ہونے کا حق وغیرہ۔ آپ ﷺ نے حقوق العباد پر اس قدر زور دیا کہ اُن کی ادائیگی کو نہایت اعلیٰ درجے کی عبادت بنا دیا۔ یہاں تک کہ ان کی ادائیگی کے بغیر دوسری عبادتوں کو، خواہ وہ کتنی کثرت سے کی جائیں، بارگاہ الہی میں ناقابل قبول ٹھہرایا لیکن اس کے ساتھ آپ نے واضح فرما دیا کہ بنیادی حقوق انسان کا مطلب ”مادر پدر آزادی“ نہیں ہے بلکہ یہ حقوق اُن حدود کے اندر ہوں گے جو اللہ نے مقرر کی ہیں۔ مثلاً خواتین کو جلاب و خمار اوڑھنے کا حکم دیا گیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ أَزْوَاجَكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۹)

”اے میرے نبی! آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے، اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکالیا کریں، یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائے، اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا بے حد رحم کرنے والا ہے۔“

اور تہرج جاہلیہ سے منع کیا گیا۔ اُمہات المومنین کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے گھروں

میں وقار کے ساتھ رہیں اور کسی سے پردے کی آڑ سے بات کریں بھی تو اس قدر محتاط لہجے میں کہ سننے والے کے دل میں کوئی غلط قسم کی اُمید نہ پیدا ہو جائے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنَّ اَتَّقِيْتَنَّ فَلَا تَغْضَعَنَّ بِالْقَوْلِ فَيَطْعَمَ الَّذِي فِيْ قَلْبِهٖ مَّرَصٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَّ قَرْنَ فِيْ بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰٓئِٕۤهٖ﴾ (الاحزاب: ۳۲، ۳۳)

”اے میرے نبی کی بیویو! تم کوئی عام عورتیں نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نرم گفتگو نہ کرو، کہ جس کے دل میں (گناہ کی) بیماری ہو وہ لالچ کرنے لگے، اور سیدھی سادی بات کرو اور اپنے گھروں میں محکم رہو، اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کے ساتھ نہ نکلا کرو۔“

عورت کو محرم کے بغیر سفر سے منع کیا گیا۔ آپ ﷺ نے عورت کو علوم و فنون کی تحصیل سے منع نہیں فرمایا مگر اخلاق و عصمت کی حدود قائم فرمائیں۔ اسی طرح غیر مسلموں (یہودیوں، عیسائیوں وغیرہ) کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دی مگر اُن کو ملک میں شورش اور فساد برپا کرنے کا حق نہیں دیا، البتہ شہری اور ثقافتی معاملات میں اُن کو مسلمانوں کے برابر حقوق دیئے اور اُن سے امن و آشتی کے معاہدے کئے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا دائمی منشور:

۱۰ ہجری میں حجتہ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا، وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے دائمی منشور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عظیم الشان خطبے کی چند شقیں ملاحظہ ہوں:

✽ اگر تم کتاب اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی سنت پر قائم رہے تو کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے۔

❀ کسی سے نا انصافی مت کرو۔

❀ کسی عرب کو عجمی پر، کسی عجمی کو عرب پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر فضیلت نہیں بجز تقویٰ کے۔

❀ سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں اور ہم سب ایک امت ہو۔

یہ امر باعثِ صدفوس ہے کہ آج مغرب کو انسانی حقوق کا علم بردار قرار دیتے وقت یہ بات نظر انداز کر دی جاتی ہے کہ اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل انسانیت کو اس سے کہیں زیادہ حقوق عطا کر دیے تھے۔

اسلام جملہ ہائے زندگی میں اعتدال کا درس دیتا ہے۔ بایں وجہ اسلام کا فلسفہ حقوق دیگر نظام ہائے زندگی کے فلسفہ حقوق سے بایں طور مختلف و ممتاز ہے۔

(۱) اسلام مطالبہ حق کے بجائے ایتائے حق کا درس دیتا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ﴾

(النحل: ۹۰)

”بے شک اللہ انصاف اور احسان اور رشتہ داروں کو مالی (تعاون) دینے کا حکم دیتا ہے۔“

(۲) اسلام نے حقوقِ انسان کا ایسا جامع تصور عطا کیا جس میں حقوق و فرائض میں باہمی توازن پایا جاتا ہے۔ مثلاً عورتوں اور مردوں کے حصہ ہائے وراثت میں موجود فرق بھی اس حکمت کی وجہ سے ہے ورنہ مطلق حقوق کے باب میں مرد و عورت میں کوئی تمیز روا نہیں رکھی گئی۔

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيَّهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرہ: ۲۲۸)

”اور دستور کے مطابق عورتوں کے مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔“

(۳) اسلام نے بعض امور کو ان کی قانونی و معاشرتی اہمیت کے پیش نظر حق نہیں بلکہ فرض قرار دیا، اور ان کی عدم ادائیگی پر سزا کا مستوجب ٹھہرایا ہے۔ مثلاً شہادت (گواہی) اسلام میں شہادت دینا مردوں پر فرض ہے۔

﴿لَا تَكُونُوا الشَّاهِدَةَ وَ مَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ إِثْمٌ قَلْبُهُ وَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (البقرة: ۲۸۳)

”اور تم گواہی نہ چھپایا کرو، اور جو شخص گواہی چھپاتا ہے تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے، اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جاننے والا ہے۔“

(۴) اسی طرح اسلام میں بعض امور کا تعلق ثقافتی اور معاشرتی مسائل کے حل سے ہے، محض حقوق سے نہیں۔ مثلاً حجاب کا معاملہ تو اسلام نے خواتین کے لیے حجاب کو لازمی قرار دے کر ان کا حق آزادی نہیں چھینا بلکہ انہیں تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ثقافتی اور معاشرتی پاکیزگی اور عفت کا انتظام بھی کیا۔

الغرض رسول کریم ﷺ کے عطا کردہ حقوق اللہ و حقوق العباد کے فلسفہ و حکمت سے یہ امر واضح ہے کہ یہی نظام، عدل و انصاف کا حامل ہے جو معاشرے کو حقیقی امن و آشتی کا گہوارہ بناتے ہوئے ایک فلاحی مملکت کی حقیقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسی کے پیش نظر ضرورت تھی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے نظام حقوق و فرائض کو موضوع تحریر بنایا جائے جو کہ درحقیقت انسانی حقوق کا بے مثال عالمی چارٹر ہے، اور جسے سب سے پہلا منشور انسانی حقوق ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ ہمارے انتہائی قابل احترام بھائی ابوجزہ عبدالحق صدیقی اور حافظ حامد محمود انخسری نے اللہ کی توفیق سے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور زیر نظر تصنیف ”اسلام کا نظام حقوق و فرائض“ میں اسلام کے اسی زریں پہلو کے مختلف گوشوں کو زیر بحث لایا ہے، اور اسلام کے اسی پہلو کو دلائل و براہین قاطعہ سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ جزا اہم اللہ فی الدنيا والآخرة۔

ان احباب کے لیے اللہ رب العزت آسانیاں فرمائے جن کا تعاون دامے درے،
 سخنے قدمے ہے، اور جنہوں نے ادارہ ”انصار السنہ پبلی کیشنز“ کی تالیف کردہ کتب کی
 اشاعت کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے جو مارکیٹنگ کا کام بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔
 وصلى الله تعالى على خير خلقه، محمد، وآله، وصحبه،
 وسلم تسليما كثيرا.

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

(سرپرست) انصار السنہ پبلی کیشنز۔ لاہور

۲۰۰۸-۷-۱۴م



مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد
الأنبياء والمرسلين، أما بعد!

جناب محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس مجسم خیر و برکت اور رحمت و شفقت تھی۔ خود
خالق ارض و سما نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الانبیاء: ۱۰۷)

”اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔“

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے کسی بھی پہلو پر نگاہ ڈالیں اس میں خیر و برکت اور
رحمت ہی رحمت نظر آئے گی۔ آپ کی حیات طیبہ قرآن حکیم کی عملی تفسیر تھی۔ قرآن مجید کے
احکام و منشا اور رسول اللہ ﷺ کے عمل میں کچھ فرق نہ تھا۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”البتہ تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے۔“

رسول اکرم ﷺ اہل عرب ہی کے لیے نہیں، بلکہ تمام عالم کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سبا: ۲۸)

”اور ہمیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کے لیے، خوشخبری دینے اور

ڈرانے والا (بنا کر) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

اور آپ کی تعلیم و ہدایت وقتی یا کسی خاص زمانے کے لیے نہیں تھی، بلکہ دائمی اور ابد

الآباد تک کے لیے تھی۔ آپ جس دین کے داعی تھے وہ دنیا اور آخرت دونوں میں فلاح کا

ضامن تھا۔

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي
الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ﴾ (آل عمران : ۸۵)

اور جو کوئی تلاش کرے گا سوائے اسلام کے کوئی اور دین، تو ہرگز نہیں قبول کیا
جائے گا اس سے، اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔“

اس میں عبادت کے ساتھ سیاست اور درویشی کے ساتھ جہانبانی لازم و ملزوم تھی۔
محسن انسانیت اور رحمۃ للعالمین ہونے کی حیثیت سے رسول اللہ ﷺ نے جہاں معاشرت
و معیشت اور تہذیب و تمدن کے گیسو سنوارے وہاں امور سیاست و ریاست کو بھی اپنے ناخن
تدبیر و حکمت سے سلجھایا۔

مکہ سے ہجرت کے بعد سرورِ دو عالم ﷺ کی مدنی زندگی کا آغاز ہوا تو بلاشبہ آپ کو
اسلامی حکومت کے مؤسس اور سربراہ مملکت کی بھی حیثیت حاصل ہوگئی۔ اور یہ سربراہی بھی اس
شان کی تھی کہ دنیا کے دوسرے بادشاہ تو لوگوں کے جسموں پر حکومت کرتے تھے، لیکن
آپ ﷺ لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق آپ کے نزدیک اللہ
تعالیٰ کا کنبہ تھی اور اُس پر آپ ﷺ کا صحابِ لطف و کرم ہر گھڑی جھوم جھوم کر برستار ہوتا تھا۔
(الْخَلْقُ عِبَادُ اللَّهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى
عِبَالِهِ...) ❶

”اللہ کی مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اور اللہ کو مخلوق میں سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس
کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔“

آپ ﷺ کے نزدیک قوم کے سردار کی تعریف یہ تھی کہ وہ اُس کا خادم ہو۔
”سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ“ ❷

❶ حلیۃ الاولیاء ۴/ ۲۳۷، مجمع الزوائد ۸/ ۱۹۱.

❷ شعب الایمان للبیہقی ۶/ ۳۳۴، رقم: ۸۴۰۷.

اور مسلمان کی تعریف یہ تھی کہ اُس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.))

”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“

اور وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ.))

”کوئی شخص اتنی دیر تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے

وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

یہ لوگوں سے آپ ﷺ کی بے پناہ محبت، خیر خواہی اور ہمدردی ہی تھی کہ وہ آپ کو

اپنی جان اور اولاد سے بڑھ کر محبوب سمجھتے تھے۔ لوگوں کی آپ سے محبت اور عقیدت کی کیا

کیفیت تھی، اس کی چند ایک جھلکیاں ملاحظہ ہوں:

صحیح مسلم میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

کو سر منڈاتے دیکھا۔ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ارد گرد کھڑے تھے۔

کوئی بال مبارک گرتا تو وہ لپک کر اُس کو پکڑ لیتے اور اپنے پاس بطور تبرک محفوظ کر لیتے۔

صحیحین میں سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت میں

حاضر تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے وضو والا پانی لائے، وہاں موجود سب لوگ اُن

کی طرف لپکے دوڑ پڑے اور اُس پانی سے جس کو جتنا بھی ملا اُس نے اپنے چہرے پر مل کیا

اور جس کو نہ ملا اُس نے پانی والے ہاتھ کی نمی ہی پر اکتفا کیا۔

ان مثالوں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ کیا کسی شاہ یا شہنشاہ کہلانے والے کو ایسی شان

محبوبیت حاصل ہو سکتی ہے؟ لیکن آپ ہمیشہ مقتدر اور محبوب خلایق سربراہ مملکت ہونے کے

① صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ۱۰۔

② صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ۱۳۔

باوجود خود کو شاہ یا شہنشاہ کہلوانا ہرگز گوارہ نہ فرماتے تھے۔

((أَخْنَعَ الْأَسْمَاءُ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسْمَى بِمَلِكِ الْأَمْلاِكِ . قَالَ سُفْيَانُ: يَقُولُ غَيْرُهُ تَفْسِيرُهُ: شَاهَانُ شَاهُ .)) ۵

”اللہ کے نزدیک سب سے بدترین ناموں (جمع کے صیغے کے ساتھ) میں اس کا نام ہوگا جو ”ملك الاملاك“ اپنا نام رکھے گا۔ سفیان نے بیان کیا کہ ابوالزناد کے غیر نے کہا کہ اس کا مفہوم ہے ”شاہان شاہ۔“

اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے تو مکہ میں بھی بن سکتے تھے، کیونکہ خود اہل مکہ نے آپ کو سیادت و حکمرانی کی پیش کش کی تھی، لیکن آپ ﷺ نے یہ پیشکش محض اس لیے مسترد فرمادی کہ وہ لوگ اللہ کی بادشاہی قبول کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ درحقیقت آپ کا مقصد ایک عرب مملکت کا قیام نہیں۔ بلکہ اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ تھا اور وہ یہ کہ اللہ کا دین سر بلند کیا جائے۔

﴿وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾

(التوبة : ۴۰)

کیونکہ اسی میں بنی نوع انسان کی فلاح و نجات کا راز مضمر تھا۔ ”تمکن فی الأرض“ (حکومت) اور سیاسی غلبہ تو احکام الہی پر عمل کرنے کا قدرتی نتیجہ اور حاصل تھا جس کا قرآن حکیم میں مومنوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا﴾

(النور : ۵۵)

آپ کے نزدیک حکومت اللہ کی طرف سے امانت کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ کی بعثت

کا اصل مقصد دعوتِ دین، اصلاحِ خلق اور تزکیہٴ نفوس تھا۔ اس کے علاوہ تمام فرائض محض ضمنی تھی گویا حکمران اور تدبیر سیاست آپ کے بے مثل فضائل و کمالات کا ایک ادنیٰ شعبہ تھا۔ آپ ﷺ نے جس مملکت کی تاسیس و تشکیل فرمائی، محسنِ انسانیت نے جو نظام جہانبانی قائم فرمایا اُس کے نمایاں پہلو یہ تھے، اللہ کی حاکمیت، شوریٰ، عدل، بنیادی حقوقِ انسانی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، مساوات و اخوت، فوج اور عسکری مہمات، انتظامیہ، احتساب، اشاعتِ تعلیم، زراعت اور شجرکاری، کفالت عامہ، دفاع کی مشترکہ ذمہ داری، دفاع کی سکیم میں سہولت کے پہلو کا لحاظ وغیرہ۔

آپ ﷺ کے عطا کردہ انسانی حقوق کا عظیم چارٹر انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا اس طرح احاطہ کرتا ہے:

(۱)..... انفرادی حقوق: فرد معاشرے کی اکائی ہے۔ جب تک کسی بھی معاشرے میں فرد کی حیثیت کا تعین اور اس کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا جائے گا اس معاشرے میں ”من حیث المجموع“ حقوق کے تحفظ کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ اسلام نے نہ صرف فرد کو باوقار مقام عطا کیا، بلکہ اسے وہ تمام حقوق بھی عطا کیے جو اس کے ارتقا و بہبود کے لیے ضروری ہیں۔

(۲)..... سماجی حقوق: اسلام نے مختلف افراد معاشرہ کے معاشرتی و سماجی حقوق و فرائض کی تعلیم دے کر وہ تمام مثبت بنیادیں فراہم کر دی ہیں جو ایک متوازن، معتدل اور انسانی حقوق کا احترام کرنے والے معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہیں۔

(۳)..... سیاسی حقوق: ایک مثالی سیاسی نظام کا قیام سیاسی حقوق و فرائض کے واضح تعین کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کے جملہ شہریوں کے حقوق کا واضح تعین فرمایا اور اس کی عملی توضیح و تشریح ہجرت کے بعد پہلی اسلامی ریاست قائم کر کے فرمادی۔

(۴)..... اقتصادی حقوق: رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ اقتصادی اور معاشی

حقوق معاشرے میں مساویانہ معاشی نظام کے قیام کی ضمانت عطا کرتے ہیں۔ ان حقوق کی بنیاد قرآن کا دیا ہوا وہ انقلابی معاشی نقطہ نظر ہے جو اسلام کی معاشی تعلیمات کو دنیا کے تمام دیگر معاشی نظاموں سے منفرد کرتا ہے۔

اسلام نے انسانی حقوق کی عطا یگی میں ہر طرح کے جنسی، نسلی اور طبقاتی امتیازات کی نفی کی ہے۔ قرآن حکیم نے بنی نوع انسان کے مابین مساوات کی اصولی بنیاد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

(النساء : ۱)

”اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا، اور اُن سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو (دنیا میں) پھیلا دیا، اور اُس اللہ سے ڈرو، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور قطع رحم سے بچو، بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔“

جس طرح اللہ کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے، اسی طرح رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا بھی واجب ہے، اور جو شخص رشتہ میں جتنا قریب ہوگا، اتنا ہی اس کے حق کی اہمیت بڑھتی جائے گی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کی اہمیت بتانے کے لیے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دینے کے بعد بغیر کسی تاخیر کے والدین کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (الاسراء : ۲۳)

”لوگو! تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿هُوَ اعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ (النساء : ۳۶)

”اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور رشتہ دار پڑوسی، اور اجنبی پڑوسی، اور پہلو سے لگے ہوئے دوست، اور مسافر، اور غلاموں، اور لونڈیوں کے ساتھ۔ بے شک اللہ اکثرنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔“

اور ہر اس سبب کی بھی نفی کردی جو کسی طور پر بھی انسانی مساوات کی پامالی کا باعث بن سکتی تھی، بلکہ وجہ شرف و فضیلت تقویٰ کو قرار دیا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات : ۱۳)

”اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت کے ملاپ سے پیدا کیا ہے، اور ہم نے تمہیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے بانٹ دیا ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں، بے شک اللہ بڑا جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔“

اسلام نے انسانی مساوات کے حق کے احترام و نفاذ پر اس قدر زور دیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے زید رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی پھوپھی زاد بہن سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی کو اسی نکاح کی منظوری میں قدرے تامل ہوا جس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾ (الاحزاب : ۳۶)

”اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔“

کہ ذاتی پسند اور ناپسند پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو ترجیح دی جائے۔ اس طرح سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے نسلی اور خاندانی فخر کے باوجود اس حکم کے سامنے سر جھکا نا پڑا اور یوں تعلیمات نبوی سے نسلی امتیاز کے بت کو توڑ کر انسانی مساوات کا بہترین عملی نمونہ سماج کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

اسلام نے انسانی حقوق کے باب میں ہر طرح کے امتیازات کی نفی کرتے ہوئے صرف دنیاوی معاملات میں ہی مساوات کے اصول پر مبنی حقوق عطا نہیں کیے، بلکہ نیک اعمال کی بجا آوری پر آخرت کا اجر و ثواب بھی اس اصول کے تحت قرار دیا ہے۔

﴿فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أَضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ﴾ (آل عمران : ۱۹۰)

’پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کر لی کہ میں تم میں سے کسی کا نیک عمل

ضائع نہیں کرتا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، تم سب آپس میں برابر ہو۔“
 ”ترمذی، حاکم اور سعید بن منصور نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، انہوں
 نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہجرت کا ذکر کرتے
 ہوئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا نام نہیں لیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
 فرمائی ﴿إِنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّثْرَ ذَاكَ أَوْ اُنْفِى بِعَعْضِكُمْ
 مِّنْ بَعْضٍ﴾ (آل عمران : ۱۹۵) ”کہ مرد ہو یا عورت میں کسی کا اجر
 ضائع نہیں کرتا۔“^۱

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلام نے حقوق کی عطا یگی، احترام اور نفاذ کو ہر طرح
 کے جنسی، نسلی، طبقاتی امتیاز سے بالاتر قرار دیا، اور ”وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ کے آفاقی
 ضابطے کے تحت احترام آدمیت کو ہی اولین بنیاد بنایا ہے جس کی مثال بھی دوسری تہذیب یا
 قوم کے ہاں نہیں مل سکتی۔

دور حاضر میں مغربی علمبرداروں کی جدوجہد اور تحریک کا آغاز جوان کی اپنی زبانی،
 اپنی تاریخ کی روشنی میں میکنا کارٹا کے منشور (مجر یہ ۱۵ جون ۱۹۴۵ء) سے ہوا ہے۔ مغربی
 دنیا کی اسی تحریک کا نکتہ اختتام اور منتهائے ارتقا اقوام متحدہ کے منشور انسانی حقوق (مجر یہ ۱۰
 دسمبر ۱۹۴۸ء) کو قرار دیا جاتا ہے، جب رسول اللہ ﷺ کا دستور ان سے کئی صدیاں پہلے
 ۱۰ھ کو نافذ العمل ہوا تھا، اس لحاظ سے اس دستور کو تاریخ عالم کے انسانی حقوق کے منشوروں
 پر تاریخی اولیت و تقدیم اور ابدی فوقیت کا حامل قرار دینا بالکل بجا ہے۔

آج اسلام، اسلامی دنیا اور رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات کو انسانی حقوق،
 امن و امان اور مساوات کے حوالہ سے ”ہدف تنقید“ بنانے والے درحقیقت تاریخی صداقت
 اور ناقابل تردید ابدی حقیقت کو جھٹلا کر انسانیت کے خلاف اپنے سیاہ کارناموں اور تاریخ

مظالم کے سفاکانہ جرائم سے توجہ ہٹا کر اس پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ”خطبہ حجۃ الوداع“ کی صورت میں امن عالم کا دستور اُس تاریخی دور میں عطا فرمایا جب عہد حاضر کی ترقی یافتہ اقوام تہذیب و تمدن سے بہت دور تھیں۔ جس میں مغربی دنیا انسانی حقوق کے نام بلکہ انسانیت کے نام سے بھی واقف نہیں تھیں بلکہ انسانیت اور انسانیت نوازی سے حد درجہ دور تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس تاریک دور میں انسان کو انسانیت نوازی کا عملی درس دیا، انہیں حقوق و فرائض سے آگاہ کیا، امن و امان کے منشور اعظم ”خطبہ حجۃ الوداع“ کو نافذ العمل بنا کر دستور حیات کا لازمی عنصر اور جزو لا ینفک بنا دیا۔ رمانیہ کا مشہور غیر مسلم ادیب و سیرت نگار گوسٹن ویڈریل جارج ”خطبہ حجۃ الوداع“ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”جب ہم یہ خطبہ پڑھتے ہیں تو باوجودیکہ ہم یورپی ہیں اور پیغمبر امن (ﷺ)

کی آواز ہم نے نہیں سنی، اور نہ ہم اس مقام پر اس مجمع میں موجود تھے پھر بھی

اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسلام میں اس خطبہ کا بہت اثر رہا ہے

اور آج بھی ہے۔“

خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے انسانیت کی عظمت، احترام اور حقوق پر مبنی ابدی تعلیمات اور اصول عطا کیے مگر سیرت نبوی میں حقوق انسانی سے متعلق یہ واحد دستاویز نہیں۔

آپ ﷺ کی پوری زندگی انسانیت نوازی اور تکریم انسانیت کی تعلیمات سے عبارت

ہے۔ تاہم آپ کی حیات مبارکہ میں انسانی حقوق کے تحفظ اور عملی نفاذ کے حوالے سے خطبہ

”فتح مکہ“ اور ”خطبہ حجۃ الوداع“ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

عصر حاضر میں ضرورت تھی کہ رسول مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کے نظام حقوق و فرائض

کو موضوع تحریر بنایا جائے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں توفیق بخشی تو ہم نے حقوق اللہ اور

حقوق العباد کے عظیم موضوع پر قلم اٹھایا، اور اس موضوع کے متعلق صحیح اور مستند مواد جمع کر دیا ہے۔ کتاب کو ترتیب دینے میں ہمارے ساتھ تعاون کرنے والے احباب، جناب راشد امین صاحب اور حافظ محمد الیاس دانش ہیں، پروف ریڈنگ کا کام جناب پروفیسر عدیل الرحمن رحمہ اللہ نے سرانجام دیا، اللہ تعالیٰ ان بھائیوں کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے، شیخ عبداللہ ناصر رحمائی رحمہ اللہ نے کتاب پر مقدمہ لکھ کر کتاب کی اہمیت کو دو چند کر دیا۔ جزاہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔

جناب محمد شاہد انصاری رحمہ اللہ کے لیے اللہ رب العزت آسانیاں فرمائے جن کا تعاون دامے درمے، سخنے قدمے ہے، اور ابو مومن منصور صاحب کی زندگی میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے جنہوں نے ادارہ ”انصار السنہ پہلی کیشنز“ کی تالیف کردہ کتب کی اشاعت کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے اور بھائی محمد رمضان محمدی رحمہ اللہ بھی دعاؤں کے مستحق ہیں جو مارکیٹنگ کا کام بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔“

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیرہ خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

دکترہ

حافظ حامد محمود الخضری

ابو حمزہ عبدالحالقی صدیقی

۲۰۰۸ء - ۷ - ۱۴م



اللہ تعالیٰ کے حقوق

اسلام میں لفظ ”حق“ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کے کلام اور ضوابطِ حیات سمیت افراد کی ایک دوسرے پر عائد ذمہ داریوں پر ہوتا ہے جو حق کی ضرورت و اہمیت اور ایک مسلمان کی بہار زندگی میں اس کے احترام و تکریم کی ناگزیریت کا آئینہ دار ہے۔ علاوہ ازیں ادا کرنے والے کی نسبت انہیں فرائض اور جس سے متعلق وہ ادا کیے جائیں، اس کی نسبت انہیں حقوق کہا جاتا ہے۔ انہی حقوق و فرائض کو ”حقوق اللہ اور حقوق العباد“ بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كُنْتُ رِذْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ: عُفَيْرٌ، فَقَالَ: ”يَا مُعَاذًا وَهَلْ تَذَرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ؟ وَمَا حَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟“ فَقُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ”فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.)) •

”نبی ﷺ جس گدھے پر سوار تھے، میں اُس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، اس گدھے کا نام ”عفیر“ تھا۔ آپ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ

نے فرمایا: اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، اللہ اسے عذاب نہ دے۔“

ذیل کی سطور میں ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو رقم کئے دیتے ہیں:

پہلا حق: اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم کے ساتھ بات کرنا:

اللہ رب العالمین نے اپنے پیغمبر ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ
وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
بِهِ سُلْطٰنًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۳﴾﴾

(الاعراف: ۳۳)

”آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ، جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم لوگ اللہ کے ذمے ایسی بات لگا دو جو تم نہیں جانتے (علم رکھتے)۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر افترا باندھنے والے کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيٰتِهِ
إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظَّٰلِمُونَ ﴿۲۱﴾﴾ (الانعام: ۲۱)

”اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے یا

اللہ کی آیات کو جھوٹا بتلائے۔ ایسے بے انصاف فلاح نہیں پائیں گے۔“

دوسرا حق: صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا:

ہر انسان پر لازمی فریضہ ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، سوائے اس کے اور

کسی بھی ذات کو اپنا معبود نہ ٹھہرائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝﴾ (الذاریات: ۵۶)

”میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں“

سیدنا نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت بھی اللہ کی عبادت کرنا ہی تھی۔ چنانچہ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَتَّبِعُوا اللَّهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيمٍ ۝﴾ (الاعراف: ۵۹)

”ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے قابل نہیں، مجھ کو تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے“

ایک جگہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو حکم دے رہے ہیں کہ لوگوں کو بتلاؤ کہ میری ہر قسم کی عبادات صرف اللہ کے لیے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ إِن صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ
الْمُسْلِمِينَ ۝﴾ (الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳)

”آپ فرما دیجیے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں“

حدیث قدسی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمَلًا صَدْرَكَ غَنَى وَأَسَدَّ فَقْرَكَ وَلَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسَدَّ فَقْرَكَ)) ❶

”اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ تو نگری سے بھر دوں گا اور تیری حاجتیں پوری کر دوں گا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو (تلاشِ رزق کی) مشغولیت سے بھر دوں گا اور تیری حاجت مندی کا راستہ بند نہیں کروں گا۔“

تیسرا حق: صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا:

انسان کو ظاہری اور باطنی ہر دو اعتبار سے صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو سب سے بلند و بالا اور قوی ترین ذات ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صرف مومنوں، کافروں اور مشرکوں سے نہیں، بلکہ ساری کائنات کے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ ۚ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَارٌ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ ۝﴾ (لقمان: ۳۳)

”لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سا بھی نفع کرنے والا ہوگا، یاد رکھو! اللہ کا وعدہ سچا ہے دیکھو تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں دھوکے میں ڈال دے۔“

❶ سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ۲۴۶۶، سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۱۰۷، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، رقم: ۱۳۵۹۔

اللہ تعالیٰ نے ڈرنے والوں کا انعام یوں بیان فرمایا:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ﴾

﴿فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۖ﴾ ﴿ (النازعات: ۴۰، ۴۱)

”ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے

نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ

الرَّسُولِ وَهُمْ بَدُّوْكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ أَ تَخْشَوْنَهُمْ ۚ قَالَ

أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۷﴾﴾ (التوبة: ۱۳)

”تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے کیوں تیار نہیں ہوتے، جنہوں نے اپنی قسموں

کو توڑ دیا اور پیغمبر کو جلا وطن کرنے کی فکر میں ہیں اور خود ہی اول بار انہوں نے

تم سے چھیڑکی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو، اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا

ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایماندار ہو۔“

مولانا عبدالرحمن کیلانی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ اس اعلان برأت کے بعد نامعلوم انہیں کیسے تلخ

حالات سے دوچار ہونا پڑے گا اور ان کے یہ اندیشے بے جا بھی نہ تھے۔ ان

حالات میں اللہ تعالیٰ نے انہیں دو باتوں کی تلقین فرمائی ایک یہ کہ جہاد کے

لیے پوری طرح مستعد رہیں، دوسرے لوگوں سے ڈرنے کے بجائے صرف

اللہ سے ڈریں اور اسی پر بھروسہ کریں۔“ (تیسرا القرآن: ۱۸۹/۲)

چوتھا حق: صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا:

خوشی ہو یا غمی، پریشانی ہو یا کوئی الجھن، ہر حال میں مدد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ سے

طلب کرنی چاہیے، یہی ایک سچے مؤمن و مسلمان کی علامت ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی ﷺ کے پیچھے تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں:

((احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، اِذَا سَأَلْتَ

فَأَسْأَلِ اللّٰهَ، وَ اِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ)) •

”تو اللہ (کے احکام) کی حفاظت کر، اللہ تعالیٰ تیری گنجہائی کرے گا تو اللہ کی

طرف دھیان رکھ تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا اور جب تو کچھ مانگے تو اللہ

تعالیٰ سے مانگ اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ يُعْطِيْ وَيُمْسِكُ ۚ

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۱۱۶﴾

(التوبہ: ۱۱۶)

”بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں، وہی زندہ کرتا اور مارتا

ہے، اور تمہارا اللہ کے سوانہ کوئی حمایتی ہے اور نہ کوئی مددگار ہے۔“

ایک دوسری جگہ فرمان الہی ہے:

﴿ لَهُ مُعَقَّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُوْنَهُ مِّنْ

اَمْرِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

بِاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ ۚ وَمَا

لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهِ مِنْ وَّالٍ ۝۱۱﴾ (الرعد: ۱۱)

”اس کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی

گمبھانی کرتے ہیں، کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو سزا دینے کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ بدلا نہیں کرتا اور اس کے علاوہ کوئی بھی ان کا کارساز نہیں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۱۰۷ ﴾ (البقرہ: ۱۰۷)

”کیا تجھے علم نہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور مددگار نہیں“

پانچواں حق: حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کرنا:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو نہ پکارنے کی وجہ اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمائی:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۝۱۰۸ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ ۚ يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَ هُوَ الْعَفُوُّ الرَّحِيْمُ ۝۱۰۹ قُلْ يَّآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَاَتِمَّا يَهْتَدِيْ لِتَقْسِيْمِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاَتِمَّا يَضِلَّ عَلَیْهَا ۚ وَ مَا اَنَا عَلَیْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝۱۱۰ ﴾

(یونس: ۱۰۶، ۱۰۸)

”اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی ضرر پہنچا سکے، پھر اگر ایسا کیا تو تم ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور اگر تم کو اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ اور کوئی اس کو دور کرنے

والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں، وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے کر دے اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والا ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے پہنچ چکا ہے۔ اس لیے جو شخص راہِ راست پر آجائے سو وہ اپنے واسطے راہِ راست پر آئے گا اور جو شخص بے راہ رہے گا تو اس کا بے راہ ہونا اسی پر پڑے گا اور میں تم پر مسلط نہیں کیا گیا“

اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو لوگ اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں ان کی محتاجی اور بے بسی کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لَانْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ؕ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾﴾ (الرعد: ١٦)

”آپ پوچھیے کہ آسمان اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجیے، کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی بنا رہے ہو جو خود اپنی جان کے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے۔ کہہ دیجیے کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتا ہے؟ یا کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے؟ کیا جنہیں یہ اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں انہوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش مشتبہ ہو گئی ہو، کہہ دیجیے کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے، وہ اکیلا ہے اور زبردست غالب ہے۔“

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ
فِيهَا مِنْ شَرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ۝۲۱ ﴾

(سبا: ۲۲)

”اے میرے نبی، آپ مشرکوں سے کہیے کہ جنہیں تم اللہ کے سوا معبود بنائے
بیٹھے ہوا نہیں پکارو تو سہی، وہ تو آسمان و زمین میں ایک ذرہ کے برابر چیز کے
بھی مالک نہیں ہیں، اور نہ ان دونوں کی تخلیق میں ان کا کوئی حصہ ہے، اور نہ
ان لوگوں میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔“

اللہ تعالیٰ سے دعا نہ مانگنے کی سزا قرآن میں یوں بیان کی گئی ہے۔

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ
يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذَٰخِرِينَ ۝۶۰ ﴾

(المومن: ۶۰)

”اور تمہارے رب نے کہہ دیا ہے کہ تم سب مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں
قبول کروں گا، بے شک جو لوگ کبر کی وجہ سے میری عبادت نہیں کرتے، وہ
عنقریب ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يُوبِخُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَ يُوبِخُ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ وَ سَخَّرَ
الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ
رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ
مِنْ قَاطِعٍ ۝۱۳ ﴾ (فاطر: ۱۳)

”وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اس نے کام میں لگا دیا ہے۔ ہر ایک میعادِ معین پر چل رہا ہے۔ یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا، اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی کٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔“

اور حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((يَا عِبَادِي ، لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْمْ وَأَخْرَكُمْ ، وَانْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ ، كَانُوا عَلَى آتْفَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا ، يَا عِبَادِي ، لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْمْ وَأَخْرَكُمْ ، وَانْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ ، كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا ، يَا عِبَادِي ، لَوْ أَنَّ أَوْلَكُمْمْ وَأَخْرَكُمْ وَانْسَكُمْ وَجَنَّتُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ)) •

اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور اسی طرح تمام انسان اور جن، اس ایک آدمی کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر تمام انسان اور جن اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے بڑا نافرمان اور فاجر ہو تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر انسان اور جن سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ

سے سوال کریں اور میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے میرے خزانے اور بادشاہی میں اتنی ہی کمی ہوگی جتنی سوئی کے سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔“

چھٹا حق: نذر، نیاز اور منت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ماننا:

ہر طرح کی عبادت صرف خالق کائنات کے لیے ہے ان عبادات میں سے مالی عبادت نذر، نیاز اور منت وغیرہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا چاہیے ورنہ جو چیز غیر کے نام پر دی جائے گی وہ حرام ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَنَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهْلُ بِهِ لِيُغَيِّرَ اللَّهُ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ١٤٣﴾ (البقرہ: ۱۷۳)

”تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے۔ پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں، اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوا حِمًّا لَّمْ يَذْكُرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۖ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَٰهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ؕ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ١٣١﴾ (الانعام: ۱۲۱)

”اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ امر پر مبنی ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔“

ساتواں حق: صرف اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا:

نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کے متعلق بے مثال ارشاد، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ

الطَيْرُ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا)) ❶

”اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل اور اعتماد کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا

حق ہے تو تم کو وہ اس طرح روزی دے، جس طرح پرندوں کو دیتا ہے وہ صبح کو

بھوکے اپنے آشیانوں سے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس آتے

ہیں۔“

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مومنوں کو صرف اپنی ذات پر توکل اور بھروسہ

کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ

ذَا الَّذِي يَنْصُرْكُم مِّنْ بَعْدِهِ ۗ وَ عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾﴾ (آل عمران: ۱۶۰)

”اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا، اور اگر وہ تمہیں

چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ ایمان والوں کو اللہ

تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔“

آٹھواں حق: صرف رب کائنات کے لیے رضا اور خوشنودی:

ہر نیک کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرنا چاہیے، تاکہ نجات پانے کا مستحق

❶ سنن ترمذی، ابواب الزہد، رقم: ۳۳۴۴، سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، رقم:

۴۱۶۴، سلسلة الصحيحة رقم: ۳۰۱۔

ہوا جاسکے، چنانچہ جو لوگ نیکی کا کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْيَسِيرُ وَالْأَبْنَاءُ السَّبِيلُ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾﴾

(الروم: ۳۸)

”پس قربت دار، مسکین اور مسافر، ہر ایک کو اس کا حق دیجیے یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہوں۔ ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔“

شیخ عبد الرحمن السعدی رقمطراز ہیں: ”اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ ان کاموں میں بھلائی ہے، کیونکہ ان کا فائدہ دوسروں تک پہنچتا ہے، مگر جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب اسے اجر عظیم عطا کرے گا۔ فرمایا ﴿وَأُولَٰئِكَ﴾ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ اعمال بجالاتے ہیں ﴿هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ”وہی فلاح پانے والے ہیں“ جو اللہ تعالیٰ کے ثواب سے فیض یاب اور اس کے عذاب سے نجات یافتہ ہیں۔“

[تفسیر السعدی ۳/۲۷۰۶]

نوواں حق: اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا:

اللہ تعالیٰ ایسی ذات ہے کہ جس سے امیدیں وابستہ رکھنا چاہئیں ورنہ اللہ رب العالمین اپنے سے ناامید ہونے والے ناراض ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۚ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۚ﴾

(المدثر: ۷، ۶)

”اور احسان کر کے زیادتی کی خواہش نہ کرو اور اپنے رب کی راہ میں صبر کرو۔“

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِنْ رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (العنکبوت: ۲۳)
 ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کی ملاقات کو بھلاتے ہیں، وہی لوگ میری رحمت سے ناامید ہو گئے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اس لیے قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت صرف اہل ایمان کے لیے خاص ہوگی۔ جیسے یہاں بھی بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ آخرت اور معاد (دوبارہ جی اٹھنے) کے ہی منکر ہوں گے وہ میری رحمت سے ناامید ہوں گے، ان کے حصے میں رحمت الہی نہیں آئے گی۔ سورہ اعراف میں اس کو ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:

فَسَا كُتِبَ عَلَيْهَا لِلَّذِينَ يُتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۵۶﴾ (الاعراف: ۱۵۶)

”میں یہ رحمت (آخرت میں) ان لوگوں کے لیے لکھوں گا جو متقی، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہوں گے۔“ [تفسیر احسن البیان]

دسواں حق: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا:

سب سے بڑھ کر محبت اللہ رب العالمین کے علاوہ کسی اور سے کرنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، اسلامی تعلیمات کے صریح مخالف ہے۔ سچی محبت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہونی چاہیے، نہ کہ اس کے سوا کسی اور کے لیے، چنانچہ فرمان الہی ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَسْبَدُ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ

شَدِيدُ الْعَذَابِ ﴿١٦٥﴾ (البقرة: ۱۶۵)

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود، اپنی قدرتِ مطلقہ، اپنی توحید اور اپنی رحمت کی نشانیاں اس لیے بیان کر دی ہیں، تاکہ بندے صرف اسی کی عبادت کریں اور صرف اس سے محبت کریں، اس کی عبادت اور اس کی محبت میں کسی دوسرے کو شریک نہ بنائیں۔“ [تیسیر الرحمن: ۹۰/۱]

گیارہواں حق: اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا:

حیا اور شرم ایمان کے جز ہیں، لوگوں سے بڑھ کر اللہ سے حیا کرنا چاہیے، کیونکہ آدمی ہر وقت اس کی نظر میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا﴾ (النساء: ۱۰۸)

”وہ لوگوں سے تو چھپ جاتے ہیں (لیکن) اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے، وہ راتوں کے وقت جب کہ اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کے خفیہ مشورے کرتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کے پاس ہوتا ہے اور ان کے تمام اعمال کو وہ اللہ گھیرے ہوئے تھے۔“

بارہواں حق: اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا:

اللہ کی یاد اور ذکر دلوں کا سکون ہے اور یہ عقلمند لوگوں کی نشانی ہے کہ وہ ہر لمحہ اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۖ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ﴾ (آل عمران: ۱۹۰، ۱۹۱)

”آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے آنے اور جانے میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور اپنی کردٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ہمارے رب! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔“

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کو اطمینان قلب کا علاج بتلایا:

﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝ ﴾ (الرعد: ۲۸)

”جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔“

تیرہواں حق: اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے والدین کی بڑی شان بیان کی اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری پر بڑا

زور دیا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر والدین کی اطاعت سے بھی روک دیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ٨﴾ (العنکبوت: ٨)

”ہم نے ہر انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے ہاں اگر وہ یہ کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ اسے شریک کرو جس کا تمہیں علم نہیں تو ان دونوں کا کہنا نہ مانو، تم سب کا لوٹنا میری طرف ہی ہے۔ پھر میں ہر اس چیز سے جو تم کرتے تھے تمہیں خبر دوں گا۔“

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اطاعت میں ہر چیز سے بالاتر ہے، اس سے بڑھ کر کوئی فرمانبرداری کے لائق نہیں۔

چودھواں حق: طاغوت کی اطاعت سے بچنا:

جو چیز اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت سے روکے وہ طاغوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کی ذمہ داری لگائی کہ امتیوں کو طاغوت سے بچنے کا حکم دیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَىٰ اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّقْنَا عَلَيْهِ الضَّلَالَةَ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ٣٦﴾ (النحل: ٣٦)

”ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس ان میں سے بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہو گئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھو

کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟۔“

پندرہواں حق: شیطان کی عبادت نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ کی بات، عبادت اور اطاعت کو چھوڑ کر برائی، بے حیائی اور فحاشی کا ارتکاب کر کے شیطان کی عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو منع فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِي اٰدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ

اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۶۰ ﴾ (یس: ۶۰)

”اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے قول و قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی تابعداری نہ کرنا وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقابلے میں اپنی من مانی کو ”اللہ“ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ الْهٰهٗ هُوَ ۚ اَقَالَتْ تَكُوْنُ عَلَيْهِ

وَ كَيْلًا ۝۴۳ ﴾ (الفرقان: ۴۳)

”کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔“

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی بات ماننے کو شرک قرار دیا ہے:

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۚ

وَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَيُؤْحُوْنَ اِلٰی اَوْلِيَیْهِمْ لِيَجْاِدِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ

اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ۝۱۲۱ ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

”اور ایسے جانوروں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ یقیناً فسق

ہے اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں، تاکہ یہ تم سے جدال

کریں اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔“

سولہواں حق: نماز کی پابندی کرنا:

کلمہ توحید کا اقرار کر لینے کے بعد سب سے پہلی چیز جو مسلمان پر لازم ہے، وہ نماز ہے اس کی پابندی کرنے سے قرآن مجید بار بار نماز پر زور دیتا ہے، چنانچہ فرمان الہی ہے:

﴿وَأَنۢ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَهُوَ الَّذِیۡ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝۷۲﴾

(الانعام: ۷۲)

”اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کے پاس تم سب جمع کیے جاؤ گے۔“

نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْکَعُوا مَعَ الرَّاكِعِیۡنَ ۝۷۳﴾
 أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَکُمْ وَأَنتُمْ
 تَتْلُونَ الْکِتٰبَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝۷۴﴾ وَاسْتَعِیْزُوا بِالصَّبْرِ وَ
 الصَّلٰوةِ ۚ وَإِنَّہَا لَکَبِیْرَةٌ ۙ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیۡنَ ۝۷۵﴾ الَّذِیۡنَ
 یُطِیۡئُونَ أَمْرَہُمْ مُّطِیۡعًا رَّغِبًا وَآتَمُّوا لِیٰہِ زَجْعًا ۝۷۶﴾

(البقرة: ۴۳ تا ۴۶)

”اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، کیا تم لوگوں کو بھلی باتوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم اللہ کی کتاب پڑھتے ہو، کیا تم ہوش نہیں کرتے، اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ، اور یہ نماز بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

نماز کی طرف چل کر جانا بڑی فضیلت والی چیز ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ قَالَ: تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ، صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)) ❶

”آدمی کے بدن میں جتنے جوڑ ہیں ان میں سے ہر ایک پر صدقہ واجب ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا یہ بھی صدقہ ہے، اور آدمی کو سواری پر سوار ہونے میں یا اس کا سامان لدوانے میں مدد کرنا بھی صدقہ ہے، اور اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، اور نماز کے لیے جو قدم اٹھایا جاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے، اور راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا دور کرنا بھی صدقہ ہے۔“

اسی طرح سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب دوست نبی کریم ﷺ نے

وصیت فرمائی کہ

((لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ وَحُرِفَتْ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةَ مَكْتُوبَةٍ مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئْتُ مِنْهُ الدِّمَةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)) ❷

”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے، اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا، کیونکہ

❶ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسير، رقم: ۲۸۹۱، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، رقم: ۲۳۳۵۔

❷ سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، رقم: ۴۰۳۴، شیخ الالبانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔ ارواء الغلیل، رقم: ۲۰۸۶۔

جس نے قصداً (جان بوجھ کر) نماز کو چھوڑ دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اٹھ گیا، اور شراب بھی نہ پینا، کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔“
ایک جگہ نبی کریم ﷺ نے نماز کو مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) •

”بندے اور کفر میں فرق کرنے والی چیز صرف نماز کا چھوڑنا ہے۔“
مذکورہ تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ فریضہ نماز کی ادائیگی کتنی اہمیت کی حامل ہے۔

ستر ہواں حق: زکوٰۃ ادا کرنا:

زکوٰۃ سے مال اور دل دولت کے لالچ سے پاک ہوتا ہے اور یہ مالداروں سے لے کر غریبوں میں تقسیم کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ٥٥﴾

(التوبہ: ۱۰۳)

”آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجیے، بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔“

جس کے پاس اتنا مال ہو جو نصاب زکوٰۃ تک پہنچ جائے اور وہ شخص پھر بھی اس مال میں سے زکوٰۃ نہ نکالے تو قیامت کے دن اس کے انجام کو نبی کریم ﷺ نے یوں بیان

• سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، رقم: ۴۶۷۸، سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات، رقم: ۱۰۷۸، سنن ترمذی، ابواب الایمان، رقم: ۲۶۲۰، سنن دارمی، کتاب الصلاۃ، باب فی تارک الصلاۃ رقم: ۱۲۱۳، شیخ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ الروض، رقم: ۲۲۴، ۲۲۵، التعلیق الرغیب: ۱/ ۱۹۴.

فرمایا کہ:

((مَا مِنْ صَاحِبٍ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيَكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ.)) ❶

”جس کے پاس سونا اور چاندی ہو، اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، اور دوزخ کی آگ میں ان کو گرم کر کے، پھر اس کے دونوں پہلوؤں، پیٹھ اور پیشانی کو داغا جائے گا اور جب یہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر ان کو گرم کر کے ان سے اس کو داغا جائے گا۔“

دوسری جگہ نبی کریم ﷺ سے زکوٰۃ نہ دینے والے کا انجام یوں مروی ہے:

((مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مِثْلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَفْرَعًا، لَهُ زَبَيَّتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالِكٌ أَنَا كَنْزُكَ.)) ❷

”جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا تو قیامت کے دن اس کے مال کو ایک بہت ہی زہریلے اور گنجه سانپ کی شکل میں ڈھال دیا جائے گا، اور اسے اس کی گردن کا طوق بنا دیا جائے گا، پھر وہ اس کی باجھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔“

ان وعیدوں سے تمام بنی آدم کو نصیحت لینی چاہیے۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۹۸۷.

❷ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۲۲۹۰.

اٹھارہویں حق: رمضان کے روزے رکھنا:

رمضان المبارک کے روزے اللہ رب العزت نے جس طرح پہلے لوگوں پر فرض کیے تھے، اہل ایمان پر بھی اسی طرح فرض کیے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔“

روزے دار کی شان میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ)) *

”آدمی کے سب اعمال اس کے لیے ہیں لیکن روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔“

نبی کریم ﷺ نے روزہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ كَجُنَّةٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ)) *

”روزہ تمہیں اللہ کے عذاب سے اس طرح بچاتا ہے، جس طرح ڈھال تمہیں لڑائی سے بچاتی ہے۔“

انیسواں حق: بیت اللہ کا حج کرنا:

اللہ رب العزت نے ہر صاحب حیثیت پر زندگی میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِيهِ أَيْتٌ بَيِّنَةٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ

① صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: ۱۹۰۴.

② مسند احمد ۴/۲۱۷، شیخ شعیب الارناؤٹ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

اِمْنًا ۚ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ
سَبِيْلًا ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفِيْرٌ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾

(آل عمران: ۹۷)

”جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم ہے، اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا والوں سے بے پرواہ ہے۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے حج کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلْحُجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَةٌ ۚ فَمَنْ قَرَضَ فِيْهِنَّ الْحُجَّهَ فَلَا رَفْعَ وَلَا فُسُوْقَ ۚ وَلَا جِدَالَ فِي الْحُجِّ ۚ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۚ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ۚ وَ اتَّقُوْنَ يٰۤاُولِيَ الْاَلْبَابِ ﴿۵۵﴾﴾ (البقرہ: ۱۹۷)

”حج کے مہینے مقرر ہیں اس لیے جو شخص ان میں حج مقرر کر لے وہ اپنی بیوی سے میل ملاپ کرنے، گناہ کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے بچتا رہے، تم جو نیکی کرو گے اس سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے، اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو سب سے بہتر تو شہ اللہ کا ڈر ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔“

نبی کریم ﷺ نے حج کا اجر و ثواب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ ، وَلَمْ يَفْسُقْ ، رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ)) •

”جس شخص نے خالص اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کیا اور ان دنوں میں نہ تو

اس نے کوئی فحش بات کی، اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔“

میسواں حق: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا:

یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے اور اس کی نافرمانی سے بچا جائے، پھر بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیں گے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا يَدْخُلُهُ تَابًا رَاحًا ۖ وَمَنْ يُضِلَّهُمْ فَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝﴾ (النساء: ۱۴)

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقرر کردہ حدوں سے آگے نکلے، اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے“

اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا سے بچنے کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز بھی فدیہ دے دیں تو قبول نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِّلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ الْخُسْفَىٰ ۖ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْيِهَادُ ۝﴾ (الرعد: ۱۸)

”جن لوگوں نے اپنے رب کی بات مانی ان کے لیے اچھا بدلہ (جنت) ہے، اور جنہوں نے اس کی بات نہیں مانی، اگر ان کے پاس زمین کی ساری چیزیں ہوں اور ان کے برابر اور بھی ہوں تو وہ اپنی نجات کے لیے انہیں بطور فدیہ پیش کر دیں، ان کا بہت ہی بُرا حساب ہوگا، اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا، اور وہ بد

ترین مقام ہوگا۔“

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا يَمْشُهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ﴾ (الانعام: ۴۹)

”اور جو لوگ ہماری آیاتوں کو جھٹلائیں ان کو عذاب پہنچے گا بوجہ اس کے کہ وہ فسق کا ارتکاب کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کو جھٹلانے والوں کی مثال گدھوں جیسی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (الجمعة: ۵)

”ان لوگوں کی مثال جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا، پھر انہوں نے اسے نہیں اٹھایا، گدھے کی مثال کی سی ہے جو کئی کتابوں کا بوجھ لادے ہو۔ بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلادیا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اکیسواں حق: شرک سے بچنا:

اللہ رب العزت کی تعلیمات کے مقابلے میں شیاطین کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا شرک ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْثَالَكُمْ يَذْكُرْ اِسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُؤْخَذُونَ إِلَىٰ أُولِيئِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ

أَطَعْتُمْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ (الانعام: ۱۲۱)

”اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ فسق ہے، اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں، تاکہ یہ تم سے جدال کریں گے اور اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کرنے لگو تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔“

شیاطین کے علاوہ اگر کوئی کسی عالم اور اپنے پیر کی بات کو اللہ کی بات کے مقابلے میں مانتا اور اسے بخوشی تسلیم کرتا ہے تو گویا وہ ان علما کو اللہ کے علاوہ رب سمجھ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی یوں مذمت فرمائی ہے۔

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُسَبِّحُ لَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾﴾

(التوبہ: ۳۱)

”ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ان کے شرک مقرر کرنے سے وہ پاک ہے۔“

ایک جگہ اللہ جل جلالہ نے ایک انتہائی اہم مسئلہ واضح فرمایا ہے، وہ یہ کہ اگر کوئی کلمہ پڑھ کر پھر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو وہ کلمہ گو ہونے کے باوجود مشرک ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾﴾

(یوسف: ۱۰۶)

”ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے شرک اور مشرک پر حکم لگاتے ہوئے فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝﴾ (النساء: ۱۱۶)

(النساء: ۱۱۶)

”اے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے ہاں شرک کے علاوہ جس کے چاہے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

ایک جگہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِي إِسْرَءِيلَ عِبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝﴾ (المائدہ: ۷۲)

”بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم (علیہا السلام) ہی اللہ ہے، حالانکہ خود مسیح (ﷺ) نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

ایک جگہ اللہ رب العزت نے شرک کی مذمت کرتے ہوئے اٹھارہ پیغمبروں کا تذکرہ کر کے فرمایا:

﴿ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ (الانعام: ۸۸)

”یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے، اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔“
بلکہ اللہ رب العالمین نے ایک جگہ اپنے آخری پیغمبر، سید الاولین والآخرین، امام کائنات محمد ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ١٦﴾

(الزمر: ٦٥)

”یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَىٰ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ، أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي فَأَبَيْتَ إِلَّا الشُّرْكَ)) •

”قیامت کے روز جہنمیوں میں سے سب سے کم عذاب والے سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر زمین کی کل چیزیں تیری ہو جائیں تو کیا ان سب کے بدلے میں اس سے نجات حاصل کرنا پسند کرے گا؟ وہ کہے گا: ہاں، پسند کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی کم چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، مگر تو نے انکار کیا

اور شرک ہی کیا۔“

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

((كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا أَوْ قَتَلَ
مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا)) ❶

”اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہر گناہ کو بخش دے مگر اس شخص کا گناہ نہیں بخشا جائے

گا جو شرک کی حالت میں مرے یا کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے۔“

سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو، اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ بشارت

دی:

((آتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ
الْجَنَّةَ)) ❷

”میرے پاس جبرائیل آئے اور مجھے یہ بشارت دی کہ میری امت میں سے جو

کوئی ایسا شخص مر جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتا تھا، وہ

جنت میں داخل ہوگا۔“

صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اللہ

العزت کا حق ہے، ایک دفعہ رسول ہاشمی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

((يَا مُعَاذُ! هَلْ تَذَرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ ، وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ

عَلَى اللَّهِ؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى

الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ

أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) ❸

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، رقم: ۴۲۷۰، سلسلۃ الصحیحۃ: رقم: ۵۱۱.

❷ صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم: ۷۴۸۷، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۷۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسریر، رقم: ۲۸۵۶.

”معاذ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے، اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں، اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اسے عذاب نہ دے۔“

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا وَثَانًا)) •

”قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت کے قبائل مشرکین کے ساتھ نہ مل جائیں، اور یہاں تک کہ میری امت کے قبائل بتوں کی عبادت کرنے لگیں۔“ نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی بالکل سچ ثابت ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کی امت میں سے آج کتنے ہی ایسے لوگ ہیں، جو بت پرستی کے شرک میں مبتلا ہیں۔

اولاً:..... قبر کی عبادت کرنا دراصل بت پرستی ہی کی قسم ہے۔ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد کرامی ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا ، لَعَنَ اللّٰهُ قَوْمًا اتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِیَآءِهِمْ مَسَاجِدَ)) •

”اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا (کہ اس کی عبادت کی جائے) اللہ تعالیٰ کی لعنت برے ایسی قوم پر، جنہوں نے اپنے انبیاء (علیہم السلام) کی قبروں پر

مسند احمد ۵/ ۲۷۸، ۲۸۴، سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، رقم: ۴۲۵۲، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

مسند احمد ۲/ ۲۴۶، مصنف عبد الرزاق ۸/ ۴۶۴، مسند حمیدی رقم: ۱۰۲۵، شیخ سیب ارناؤٹ نے کہا کہ اس کی سند ”قوی“ ہے۔

”مساجد تعمیر کیں۔“

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

((وَالَّذِينَ يَزُوزُونَ قُبُورَ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ ، وَيَحْجُونَ إِلَيْهِمْ لِيَدْعُوهُمْ ، وَلَيَسْأَلُوهُمْ ، أَوْ لَيَعْبُدُوهُمْ ، وَيَدْعُوهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ هُمْ مُشْرِكُونَ)) *

”جو لوگ انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کی قبور کی زیارت کرنے آتے ہیں، اور انہیں پکارتے ہیں، اور ان سے سوال کرنے کی غرض سے آتے ہیں یا اس لیے آتے ہیں کہ ان کی عبادت کریں، اور انہیں اللہ کے علاوہ پکاریں تو ایسے لوگ مشرک ہیں۔“

ایک مقام پر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

((وَالِدُعَاءُ مِنْ جُمْلَةِ الْعِبَادَاتِ ، فَمَنْ دَعَا الْمَخْلُوقِينَ مِنَ الْمَوْتَى وَالْغَائِبِينَ ، وَاسْتَعَاثَ بِهِمْ مَعَ أَنَّ هَذَا أَمْرٌ لَمْ يَأْمُرْ بِهِ اللَّهُ وَلَا رَسُولُهُ ، أَمْرٌ إِنْجَابٍ وَلَا اسْتِحْبَابٍ كَانَ مُبْتَدِعًا فِي الدِّينِ ، مُشْرِكًا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ، مُبْتَدِعٌ بِدْعَةٍ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ)) *

”دعا بھی عبادات میں سے ہے، جو شخص مردہ یا غائب مخلوقات کو پکارتے ہیں اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم نہیں دیا اور نہ اس کے رسول نے امر و جوبی اور نہ استحبابی، ایسا شخص دین میں مبتدع (نئی چیز

① الرد علی الاخوانی: ۵۲.

② کتاب الوسيلة بحوالہ توحيد خالص ص: ۵۰۷، للشيخ ابي محمد بدیع الدين شامی راشدی.

ایجاد کرنے والا)، رب العالمین کے ساتھ شرک کرنے والا ہے، اور ایسی بدعت کا مرتکب ہو رہا ہے، جس پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔“

بائیسواں حق: کفر اختیار کرنے سے بچنا:

جس ذات نے پیدا کیا، ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا آخر اس اللہ کی بات کو جھٹلا دینا یا اس کا انکار کر دینا یہ کہاں کا انصاف ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوْ افْتَدَى بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ ۝۹۱﴾

(آل عمران: ۹۱)

”ہاں جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں ان میں سے کوئی اگر زمین بھر سونا فدیے میں دے تو بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے گا یہی لوگ ہیں جن کے لیے تکلیف دینے والا عذاب ہے اور جن کا کوئی مددگار نہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے کفر کا ایک سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيُّ بْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝۹۲﴾

(التوبہ: ۳۰)

”یہودی کہتے ہیں: عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں: مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے اپنے منہ کی بات ہے (اور یہ کہہ کر) وہ اپنے سے پہلے کافروں کی بات نقل کر رہے ہیں۔ اللہ ان کو غارت کرے کہ کس طرح حق سے پھرے جا رہے ہیں۔“

تیسواں حق: اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرنا:

زندگی میں بہر حال انسان ہونے کے ناطے آدمی سے کئی غلطیاں سرزد اور کئی گناہوں کا ارتکاب ہونا بعید نہیں، لہذا اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کر کے اس کے در پر آ جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ بَأْيَمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾ (التحریم: ۸)

”اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو، ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہوں کو دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچائے، جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جس دن اللہ تعالیٰ نبی (ﷺ) کو اور ایمانداروں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے، اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمیں ضیاء عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر خوب قادر ہے۔“

چنانچہ حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ ”خالص توبہ“ کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”خالص توبہ یہ ہے کہ (۱) جس گناہ سے وہ توبہ کر رہا ہے، اسے ترک کر دے۔ (۲) اس پر اللہ کی بارگاہ میں ندامت کا اظہار کرے۔ (۳) آئندہ اسے نہ کرنے کا عزم رکھے۔ (۴) اگر اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو جس کا حق غصب کیا ہے، اس کا ازالہ کرے، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے، اس سے معافی مانگے۔

محض زبان سے توبہ توبہ کر لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔“ (احسن البیان: ص: ۱۳۲۰)

ایک مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے مومن بندوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظَيِّينَ الْغَيْظِ
وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۳۶﴾
الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ
فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۚ وَمَنْ يَغْفِرُ اللَّهُ فَمَا لَهُ بِغُفْرَانِهِ ۚ
لَهُ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝۱۳۷﴾

(آل عمران: ۱۳۴، ۱۳۵)

”جو لوگ آسانی میں، سختی کے موقعہ پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے۔ جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی گناہوں کی بخشش بھی نہیں کر سکتا، اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔“

اللہ رب العزت نے ایک مقام پر ہر قسم کے گناہ چھوڑنے کا حکم کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ
الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ۝۱۳۸﴾ (الانعام: ۱۲۰)

”اور تم ظاہری گناہ کو بھی چھوڑ دو اور باطنی گناہ کو بھی چھوڑ دو۔ بلاشبہ جو لوگ

گناہ کر رہے ہیں ان کو ان کے کیے کی عنقریب سزا ملے گی۔“

اللہ تعالیٰ جن اوقات میں توبہ قبول نہیں فرمایا، انہیں یوں بیان فرمایا:

﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ حَتَّىٰ إِذَا

حَصَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ إِلَهَ وَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُمَوِّنُونَهُ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٨﴾

(النساء: ۱۸)

”ان کی توبہ نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے، تو کہہ دے کہ اب میں نے توبہ کی، ان کی توبہ بھی قبول نہیں جو کفر پر ہی مرجائیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ ۗ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَ إِذْ أَنْتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ ﴿٣٢﴾﴾ (النجم: ۳۲)

”جو لوگ بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں، سوائے کچھ چھوٹے گناہوں کے، بے شک آپ کا رب بڑا مغفرت کرنے والا ہے، وہ تمہیں اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اُس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں پلتے ہوئے بچے تھے۔ پس تم لوگ اپنی پاکی نہ بیان کرو، وہ اس شخص سے خوب واقف ہے جو اس سے ڈرتا ہے۔“



باب نمبر: ۲

نبی کریم ﷺ کے حقوق

پہلا حق: رسول اللہ ﷺ پر ایمان

لفظ ایمان ”آمَنَ يُؤْمِنُ ، إِيْمَانًا ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ“ سے مصدر ہے، جس کا معنی اہل لغت کے ہاں بالاتفاق تصدیق کرنا ہے، جیسا کہ امام محمد بن احمد البرہوی الزہری متوفی ۳۷۰ ہجری فرماتے ہیں۔

((وَاتَّفَقَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنَ اللَّغَوِيِّينَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ الْإِيْمَانَ مَعْنَاهُ التَّصْدِيقُ)) ①

”اہل لغت اور ان کے علاوہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان کا معنی تصدیق ہے۔“
لیکن علمائے سلف کے ہاں اس کے معنی اکیلے تصدیق کے نہیں، بلکہ تصدیق کے ساتھ ساتھ زبان سے اقرار اور اس کے مطابق عمل بھی لازمی ہے۔ جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ”الصارم المسول فی شاتم الرسول“ ص: ۵۱۹، کتاب الایمان، ص: ۱۶۲، اور مجموع الفتاوی: ۶۴۲/۷ میں وضاحت سے لکھا ہے۔

اصطلاحی طور پر ایمان کی تعریف میں اسلاف کے ہاں تین چیزیں شامل ہیں:

۱۔ قول اللسان ۲۔ اعتقاد بالبحان ۳۔ عمل بالجوارح

اور ان تینوں چیزوں میں اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے زیادتی اور معصیت و نافرمانی کرنے سے کمی اور نقص واقع ہوتا رہتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تصدیق کی جائے، آپ ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کی جائے اور آپ ﷺ جو شریعت لائے ہیں، اس کی اتباع کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام انسانوں اور جنوں کے لیے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا واجب قرار دیا ہے جن تک آپ ﷺ کا پیغام پہنچا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ
الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ
وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَكِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝﴾ (النساء: ۱۳۶)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہے، اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ، جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے، وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

ایک جگہ اللہ اور رسول پر ایمان کے لیے ابھارتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَعْلِفِينَ
فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝۴
مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۚ وَالرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ لِيُؤْمِنُوا
بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۵﴾

(الحديد: ۸۰۷)

”اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس

میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے، پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔ تم اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے، حالانکہ خود رسول تمہیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم مومن ہو تو وہ تو تم سے مضبوط عہد و پیمان بھی لے چکا ہے۔“

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌۭ ۝۸﴾ (التغابن: ۸)

”سو تم اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَٰهِيْدًا وَّ مُّبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹﴾ (الفتح: ۸، ۹)

”یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا، اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، تاکہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی صبح و شام بیان کرو۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُۚ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَتِهِ وَاَتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۵۸﴾ (الاعراف: ۱۵۸)

”آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اس اللہ تعالیٰ پر اور اس کے نبی امی پر ایمان لاؤ جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو، تاکہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔“

نبی کریم ﷺ پر ایمان لانا آپ کا بنیادی حق ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ((أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيُؤْمِنُوا بِي))^①

”مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہوا ہے، یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور مجھ پر ایمان لائیں۔“
 دوسری جگہ رسول معظم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ، وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنَ أَصْحَابِ النَّارِ))^②

”قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس زمانے یعنی میرے اور میرے بعد قیامت تک کا کوئی یہودی یا نصرانی (یا کوئی اور دین والا) میرا حال سنے، پھر اس پر ایمان نہ لائے جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں یعنی قرآن تو وہ جہنم میں جائے گا۔“

مذکورہ احادیث اور اس طرح کی دیگر احادیث کا مقتضی یہ ہے کہ جیسے آپ ﷺ

① صحیح بخاری کتاب الایمان، رقم: ۱۲۶۰

② صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۸۶۰

ایمان و یقین کرنا لازمی ہے، اسی طرح جو کچھ آپ ﷺ اللہ عز و جل کی طرف سے حلال و حرام کیا اور امر و نواہی لائے ہیں، ان پر بھی تسلیم و رضا کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے۔ ایمان لانے کا مطلب و معنی یہ ہے کہ محمد ﷺ کی نبوت کی تصدیق کے ساتھ ساتھ اس کا زبان سے اقرار اور دل سے گواہی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝﴾ (المنافقون: ۱)

”تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔“

منافقین جھوٹا اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ بات صرف ان کی زبان پر تھی دل اس یقین سے خالی تھے، لہذا ایمان کے لیے یہ ضروری شرط ہے کہ دل تصدیق کر رہا ہو، اور جن امور کی تصدیق دل سے مطلوب ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

○ آپ ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے یعنی آپ ﷺ تمام انسانوں اور جنوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

○ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت خاتمہ الرسالات ہے۔

○ آپ ﷺ نے کما حقہ رسالت کا فریضہ سرانجام دیا اور امت کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا، بلکہ امت کو واضح دین پر چھوڑا جس کی رات دن کی طرح روشن ہے۔

○ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت گذشتہ تمام شریعتوں کی ناخ ہے۔

○ آپ ﷺ معصوم عن الخطا ہیں، آپ ﷺ کا کوئی بھی لمحہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں

نہیں گزرا۔

○ آپ ﷺ نے دین کے بارے میں جو تفصیل پیش کی ہیں وہ بمصدق ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ بلا شک و شبہ صحیح اور صائب ہیں۔

نواقض ایمان بالرسول

(رسول ﷺ پر ایمان کو توڑنے والی چیزیں)

اور پھر ایمان بالرسول کے تحت ان تمام افعال و اعمال سے بچنا ضروری ہے جو آپ ﷺ پر ایمان کی نفی کریں، ہم ان افعال و اعمال کو ”نواقض ایمان بالرسول“ کا نام دے سکتے ہیں، یہ دو قسم پر ہیں۔

(۱) آپ ﷺ کی شخصیت میں طعن کرنا۔

(۲) آپ ﷺ کی شریعت میں طعن کرنا۔

آپ ﷺ کی شخصیت میں طعن:

جو آدمی ایمان لانے کے بعد آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں کسی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے یا آپ ﷺ کی عفت و پاکدامنی اور عقل و دانش پر حرف گیری کا ارتکاب کرتا ہے، یا آپ ﷺ کو گالی دینے جیسے برے فعل میں ملوث ہوتا ہے یا آپ کے نسب و حسب اور دین میں کوئی عیب نکالتا ہے، یا آپ ﷺ سے بغض و عناد رکھتے ہوئے کارٹون کی شکل میں آپ ﷺ کی خاکہ کشی کرتا ہے تو اس کا دل ایمان بالرسول سے خالی ہو جاتا ہے۔

یاد رہے کہ کوئی آدمی چاہے یہ کام ہنسی مذاق میں کرے یا قصد و ارادہ سے! ایسا کرنے والا بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے حالانکہ رسول ﷺ کی تعظیم کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے۔

﴿وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ
 أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا
 قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعَفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ
 نُعَذِّبَ طَآئِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾﴾ (التوبہ: ۶۵، ۶۶)
 ”اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس
 بول رہے تھے کہہ دیجیے کہ اللہ، اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی
 مذاق کے لیے رہ گئے ہیں۔ تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے
 ایمان ہو گئے اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں اور ایک جماعت
 کو ہم سزا دیں کیونکہ وہ جرم کرنے والے ہیں۔“

ان آیات کے شان نزول میں امام ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

((وَقَدْ رَوَى عَنْ رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ ابْنُ عُمَرَ وَمَحَمَّدُ
 بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَقَتَادَةُ دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ فِي
 بَعْضٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِينَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ
 قُرَائِنَا هُوَ لَا يَزْغِبُ بَطُونَنَا، وَلَا أَكْذِبَ أَلْسِنَا، وَلَا أَجْبَنَ عِنْدَ
 الْإِلْقَاءِ يَعْنِي رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ الْقُرَاءَ فَقَالَ لَهُ
 عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ رَجُلٌ مُّنَافِقٌ لَا خَيْرَ رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ فَذَهَبَ عَوْفٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِيُخْبِرَهُ فَوَجَدَ الْقُرْآنَ
 قَدْ سَبَقَهُ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ ارْتَحَلَ
 وَرَكِبَ نَاقَتَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا كُنَّا نَلْعَبُ وَنَتَحَدَّثُ
 حَدِيثَ الرِّكْبِ نَقْطَعُ بِهِ عَنَّا الطَّرِيقَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ كَأَنِّي أَنْظُرُ
 إِلَيْهِ مُتَعَلِّقًا بِحَقَبِ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ الْحِجَارَةَ لَتَنْكَبُ

رَجُلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّمَا كُنَّا نَحْوُضُ وَنَلْعَبُ فَيَقُولُ لَهُ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ ((أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ)) مَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ
وَلَا يَزِيدُهُ عَلَيْهِ)) •

”بہت سے اہل علم سے مروی ہے جن میں ابن عمر رضی اللہ عنہما، محمد بن کعب، زید بن
اسلم اور قتادہ رحمہ اللہ ہیں (ان کے الفاظ ملتے جلتے ہیں) منافقوں میں سے ایک
آدمی نے غزوہ تبوک کے موقع پر کہا: میں نے ان قاریوں سے بڑھ کر کھانے
کی طرف رغبت کرنے والا دیکھا اور نہ ان سے زیادہ جھوٹی زبانوں والا اور
ملاقات کے وقت ان سے زیادہ بخیل یعنی رسول اللہ ﷺ کے قاصد اور آپ
کے قرا صحابہ جیسا، تو عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے بلکہ تو
منافق ہے میں ضرور اس کی خبر نبی ﷺ کو دوں گا۔ سیدنا عوف رضی اللہ
عنہ نبی ﷺ کے پاس خبر دینے گئے، لیکن قرآن مجید ان کے جانے سے پہلے ہی
نازل ہو چکا تھا، پس وہ آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور وہ اونٹنی پر سوار تھا۔
اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہم تو سفر طے کرنے کے لیے کھیل رہے تھے
اور باتیں کر رہے تھے۔ پس سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا
کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑے ہوئے تھا اور پتھروں سے
ٹھوکریں کھاتا ہوا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم تو صرف ہنسی مذاق کر رہے تھے
اور رسول اللہ ﷺ اس سے کہہ رہے تھے کہ کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس
کے رسول کے ساتھ مذاق کرتے تھے، نہ آپ اس کی طرف دیکھتے اور نہ ہی
اس سے زیادہ کوئی بات کہتے تھے۔“

ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام میں سے اہل علم کے متعلق نازیبا

کہے۔ اگرچہ اسی طرح سے یہ وضاحت بھی کرتے رہے کہ ہم تو صرف وقت گزاری کے لیے باتیں کر رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ﴿قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ جیسے سخت الفاظ سے خطاب کیا۔

﴿وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ١١﴾ (التوبہ: ٦١)

”اور ان (منافقین) میں سے کچھ وہ ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”وہ کانوں کا کچا ہے“ آپ کہیے یہ کانوں کا کچا ہونا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وہ اللہ پر اور مومنوں کی بات پر یقین رکھتا ہے، اور جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں، ان کے لیے رحمت ہے اور جو اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

اللہ کے رسول ﷺ کی شریعت میں طعن کرنا، دراصل رسول کی اطاعت نہ کرنا، آپ ﷺ کی شریعت کا مذاق اور اس میں نقص پیدا کرنا اور اس کی حیثیت کم کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

آپ ﷺ کی شریعت میں طعن کرنا:

اسی طرح جو لوگ رسول اللہ کی شریعت اقدسہ پر طعن کرتے ہیں، ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ نَزَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةِ اللَّهِ ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ)) •

”جس نے اپنا ہاتھ اللہ کی اطاعت سے کھینچا (اطاعت نہ کی)، پس اس کے لیے قیامت کے دن کامیابی کی کوئی دلیل نہیں ہوگی۔“

اس کی وضاحت قرآن کے الفاظ میں یوں ہے۔

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾ (النساء: ۸۰)

”(اس) رسول کی جو اطاعت کرے گا تحقیق اس نے اللہ کی فرماں برداری کی اور جس نے منہ پھیر لیا تو ہم نے آپ ﷺ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔“

دوسرا حق: اطاعت رسول ﷺ

آپ ﷺ کی اطاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کس قدر عظیم ہے، اور اہل ایمان کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے کہ

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ تَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ كُلُّكُمْ إِلَّا مَنْ أَبِي وَشَرَدَ عَلَى اللَّهِ كَثِيرًا إِذِ الْبَعِيرِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ أَبِي أَنْ يَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبِي)) •

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! البتہ ضرور یہ ضرورت جنت میں داخل ہو گے، مگر جس نے جانے سے انکار کر دیا اور اللہ کی اطاعت سے اس طرح نکل گیا جیسے اونٹ بدک کر نکل جاتا ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جنت میں جانے سے کون انکار کرے گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔“

نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا یہ آپ کا حق ہے، اور اس حق کو ایک مثال سے سمجھ جاسکتا ہے جو خود نبی محترم ﷺ نے بیان فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا مِثْلِي وَمِثْلُ مَا بَعَنِي اللَّهُ بِهِ كَمِثْلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا، فَقَالَ:

يَا قَوْمِ! إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بَعِيْنِي ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ ،
فَالنَّجَاءُ ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهِ ، فَأَذْلَجُوا ، فَانْطَلَقُوا عَلَى
مَهْلِهِمْ ، فَتَنَجَّوْا ، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ ، فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ ،
فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاَحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ
أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ
بِهِ مِنَ الْحَقِّ)) ❶

”میری اور جس دعوت کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس کی مثال ایک ایسے
فحص کے جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آئے اور کہے کہ اے قوم! میں نے
ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں کھلم کھلاتم کو ڈرانے والا ہوں، پس
بچاؤ کی صورت کرو، تو اس قوم کے ایک گروہ نے بات مان لی اور رات کے
شروع ہی میں نکل بھاگے اور حفاظت کی جگہ چلے گئے، اور وہ نجات پا گئے، لیکن
ان کی دوسری جماعت نے جھٹلایا اور اپنی جگہ پر ہی موجود رہے۔ پھر صبح
سویرے ہی دشمن کے لشکر نے انہیں آلیا اور انہیں مارا اور ان کو برباد کر دیا، تو یہ
مثال ہے اس کی جو میری اطاعت کریں، اور جو دعوت میں لاتا ہوں اس کی
پیروی کریں اور (دوسری) اس کی مثال ہے جو میری نافرمانی کریں اور جو حق
میں لے آیا ہوں اسے جھٹلائیں۔“

اسی طرح دوسری مثال بایں الفاظ بیان فرمائی کہ جو سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
(جَاءَتْ مَلَائِكَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ
نَائِمٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ، فَقَالُوا:
إِنَّ لِّصَاحِبِكُمْ هَذَا مَثَلًا ، فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ

نَائِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوا:
 مَثْلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا ،
 فَمَنْ أَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَأَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ ، وَمَنْ لَمْ
 يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا:
 أَوَلَوْهَا لَهُ يَفْقَهُهَا ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّهُ نَائِمٌ ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ
 الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ ، فَقَالُوا: فَالِدَّارُ: الْجَنَّةُ ، وَالدَّاعِي:
 مُحَمَّدٌ ﷺ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى
 مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ فَرَقَ بَيْنَ النَّاسِ)) ❶
 ”نبی کریم ﷺ کے پاس (جبریل و میکائیل) فرشتے آئے اور آپ سوئے
 ہوئے تھے۔ ایک نے کہا کہ یہ سوئے ہوئے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ ان کی
 آنکھیں سو رہی ہیں، لیکن ان کا دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے ان
 صاحب (محمد ﷺ) کی ایک مثال ہے۔ پس ان کی مثال بیان کرو، تو ان
 میں سے ایک نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں اور دوسرے نے کہا کہ آنکھ سو رہی ہے
 اور دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس
 نے ایک گھر بنایا اور کھانے کی دعوت کی اور دعوت دینے والے کو بھیجا، پس جس
 نے بلانے والے کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دسترخوان سے
 کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کی وہ گھر میں داخل نہیں ہوا
 اور دسترخوان سے کھانا نہیں کھایا، پھر اس نے کہا کہ اس کی ان کے لیے تفسیر
 کر دو، تاکہ یہ سمجھ جائیں۔ بعض نے کہا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں، لیکن بعض
 نے کہا کہ آنکھیں گو سو رہی ہیں لیکن دل بیدار ہے، پس جو ان کی اطاعت

کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔“

تیسرا حق: اتباع رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ کا ایک حق یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اتباع کی جائے، یاد رہے کہ اطاعت اور اتباع میں فرق ہے، اطاعت سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کے فرامین کو مانا جائے اور عمل کیا جائے اور اتباع کا مطلب یہ ہے کہ جو کام آپ ﷺ خود کریں اس کے مطابق عمل کیا جائے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَ يُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۳۱﴾

(آل عمران: ۳۱)

”کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔“

یعنی اتباع رسول ﷺ کی وجہ سے تمہارے صرف گناہ ہی معاف نہیں ہوں گے، بلکہ تم محبت سے محبوب بن جاؤ گے اور یہ کتنا اونچا مقام ہے کہ بارگاہ الہی میں اتباع رسول کے سبب ایک انسان کو محبوبیت کا مقام مل جائے۔

اس آیت کے بہت سے شان نزول اور اسباب وارد ہوئے ہیں۔ اُن میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہود کے سردار کعب بن اشرف نے دعویٰ کیا کہ:

((نَحْنُ أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ))

”ہم اللہ کی محبت میں بہت سخت ہیں۔“

مزید کہا:

((نَحْنُ أَحِبَّاءُ اللَّهِ))

”ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔“

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں، ﴿فرمایا کہ ان کے دعوؤں اور خود ساختہ طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی، اس کا تو ایک ہی طریقہ ہے کہ میرے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کی اتباع کرو۔ اس آیت نے تمام دعویداروں کے لیے ایک کسوٹی اور معیار مہیا کر دیا ہے کہ محبت الہی کا طالب اگر اتباع محمد ﷺ کے ذریعے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ یقیناً کامیاب ہے، اور اپنے دعوے میں سچا ہے، ورنہ وہ جھوٹا اور اس مقصد کے حصول میں بھی ناکام رہے گا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامیابی کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے، اور رضائے الہی کے حصول میں اس قدر کامران ہوئے کہ ﴿وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾ کی نوید سنائی گئی۔ وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ وہ تمام افعال و اعمال میں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے تھے، چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمان ہے:

((لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ، إِلَّا

عَمِلْتُ بِهِ، فَإِنِّي أَخْشَىٰ إِن تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغُ))

”میں کسی بھی ایسے کام کو نہیں چھوڑ سکتا جسے رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں

کرتے رہے ہوں، بے شک مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کسی

امر کو چھوڑ کر سیدھے راستے سے بھٹک جاؤں۔“

اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا:

((أَمَّا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْ لَا

أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ))

① العجائب فی بیان الاسباب ۲/ ۶۷۷.

② صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، رقم: ۳۰۹۳، صحیح مسلم، کتاب الجہاد، رقم: ۴۵۸۲.

③ صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۶۰۵.

”اللہ کی قسم! مجھے خوب معلوم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے، جو نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔“

غرض یہ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتباع رسول ﷺ میں پیش پیش نظر آتے ہیں، اور بدعات سے بچنے کا سبق دیتے ہیں۔

جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
 ((عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالْإِسْتِقَامَةِ، وَاتَّبِعْ وَلَا تَتَّبِعْ))^①
 ”اپنے اوپر تقویٰ اور استقامت کو لازم کرو اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی پیروی کرو اور بدعتی نہ بنو۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
 ((اتَّبِعُوا وَلَا تَتَّبِعُوا، فَقَدْ كُفِّيتُمْ))^②
 ”سنت کی پیروی کرو اور بدعتی نہ بنو، پس تحقیق وہ (سنت ہی) تم کو کفایت کرے گی۔“

نیز فرماتے ہیں:
 ((إِنَّا نَقْتَدِي وَلَا نَبْتَدِي، وَنَتَّبِعُ وَلَا نَتَّبِعُ، وَلَنْ نَضِلَّ مَا تَمَسَّكْنَا بِالْأَثَرِ))^③

”بے شک ہم اقتدا کریں گے اور ابتدا نہیں کریں گے یعنی بذات خود کام شروع نہیں کریں گے، اور ہم پیروی کریں گے اور نئی بات (بدعت) کو نہیں

① سنن دارمی، المقدمة، باب من هاب الفتيا، رقم: ۱۳۹.

② سنن دارمی، باب فی کراهية اخذ امرأى، رقم: ۲۱۱.

③ شرح اصول اعتقاد اهل السنة: ۸۶/۱، برقم: ۱۰۶.

مانیں گے، اور جنب تک ہم احادیث کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں گے ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے۔“

ان تمام آیات، احادیث اور آثار سے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، الحاصل یہ کہ آپ ﷺ کی اتباع تمام بنی آدم اور جنوں پر آپ ﷺ کا حق ہے۔
چوتھا حق: اختلافی امور میں نبی اکرم ﷺ کی طرف رجوع:

نبی اکرم ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اختلافی امور میں رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے۔ انسان ہونے کے ناطے، اختلاف طباع اور اختلاف اُمم کی وجہ سے اعمال و افعال میں ایک دوسرے سے اختلاف رائے ہو سکتا ہے اور اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی محفوظ و مأمون نہیں تھے، لیکن ایسی صورت حال میں اختلاف کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے ہاں سمجھتے تھے۔ یہی سبیل المومنین ہے، اور اگر اختلافی امور میں رجوع الی اللہ اور رجوع الی الرسول ﷺ نہیں ہوگا تو اختلاف و تنازعات ختم کرنا خام خیالی ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا ٥٩﴾ (النساء: ٥٩)

”اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ان حاکموں کی بھی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ پر جھگڑا ہو جائے تو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو، یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔“

اور جو فیصلہ آپ ﷺ فرمادیں اس کو قبول کرنا اور اپنے دل میں کوئی کھٹک، تنگی اور

خلجان محسوس نہ کرنا ایک مومن کی شان ہے، اور اگر ایمان کی کیفیت ایسی نہ ہو بلکہ مخالفت کا داعیہ پیدا ہو تو یہ ایمان کی کئی بلکہ ایمان بالرسول ﷺ سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے اور ایسے آدمی کا ٹھکانہ جہنم ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوًّا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهُ يَجِدِ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۱۱۰﴾ (النساء: ۱۱۰)

”جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے، اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا، اور دوزخ میں ڈال دیں گے وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں ایسے لوگوں کے لیے شدید وعید ہے جو اختلاف کے وقت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، اور آپ ﷺ کی طرف اپنے اختلافی مسائل نہیں لوٹاتے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد الہی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرٍ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۶۳﴾ (النور: ۶۳)

”سنو جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا دردناک عذاب نہ پہنچے۔“ بلکہ اس قبیح حرکت کو منافقین کی عادت بتایا گیا ہے، جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتِ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝۱۱﴾ (النساء: ۶۱)

”ان سے جب کہا جائے کہ اللہ کے نازل کردہ کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو

آپ دیکھ لیں گے کہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رکے جاتے ہیں۔“

اور اس سے شدید ترین وعید مندرجہ ذیل آیات میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٥٨﴾ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٥٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمْ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (النور: ٥٨ تا ٥٩)

”اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے، تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، تو ان کا ایک گروہ منہ موڑ کر چل دیتا ہے۔ اور اگر وہ حق بجانب ہوتے ہیں تو اس کے پاس اطاعت گزار بن کر آ جاتے ہیں کیا ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے یا انہیں آپ کی نبوت میں شبہ ہے یا انہیں ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرے گا، بلکہ وہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں۔“

بلکہ آپ ﷺ کے فیصلے کو دل کی گہرائیوں سے مان لینے کا نام ایمان ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾﴾ (النساء: ٦٥)

”سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے معاملات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ انہیں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی شکلی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا (جو رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد تھے) اور ایک آدمی کا کھیت کو سیراب کرنے والے نالے کے پانی پر جھگڑا ہو گیا۔ معاملہ

نبی کریم ﷺ تک پہنچا۔ آپ ﷺ نے صورتحال کا جائزہ لے کر جو فیصلہ دیا تو وہ اتفاق سے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں تھا۔ جس پر دوسرے آدمی نے کہا آپ ﷺ نے یہ فیصلہ اس لیے کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کا پھوپھی زاد ہے۔ چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔^①

مطلب یہ ہوا کہ نبی ﷺ کی بات یا فیصلے سے اختلاف تو دور کی بات، دل میں کھٹک اور تنگی بھی محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((فَبِأَنَّهُ مَنْ يَعْشُ مِنْكُمْ بَعْدِي يَرَىٰ اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمُهْدِيَيْنِ))^②

”تم میں سے جو (میرے بعد) زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا۔“

اللہ کے رسول ﷺ بقید حیات ہوں تو آپ ﷺ کی ذات مقدسہ مرجع ہے اور آپ ﷺ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی حدیث کی طرف رجوع کیا جائے، یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔

پانچواں حق: رسول کریم ﷺ کی کسی معاملہ میں مخالفت نہ کی جائے:

آپ ﷺ کے حقوق میں سے پانچواں حق یہ ہے کہ کسی بھی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہ کی جائے کیونکہ آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے فتنہ اور عذاب الیم سے ڈرایا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۵۸۵۔

② سنن ترمذی، کتاب العلم رقم: ۲۶۷۶۔ شیخ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

عَذَابُ الْيَمِّ ۝ (النور: ۶۳)

”سنو جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔“

اور یہاں صرف ڈرایا ہی نہیں، بلکہ فی الواقع ایسا ہی ہے کہ آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کسی مصیبت اور آزمائش میں مبتلا کر دیا۔ جیسا کہ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی موجودگی میں بائیں ہاتھ سے کھا، کھارہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((كُلْ بِيَمِينِكَ)) اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ کہنے لگا: ((لَا اسْتَطِيعُ)) میرا اس سے نہیں کھا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا اسْتَطِيعْتَ)) تو کھا ہی نہ سکے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا اور اس کا دایاں ہاتھ مفلوج ہو گیا۔ ۱

اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَرَأَ النَّبِيُّ النَّجْمَ سَجَدَ، فَمَا بَقِيَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ، إِلَّا رَجُلٌ رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حِصْصِي فَرَفَعَهُ سَجَدَ عَلَيْهِ، وَقَالَ: هَذَا يَكْفِينِي، فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ قُتْلِ كَافِرًا)) ۲

”نبی اکرم ﷺ نے سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا، اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا، صرف ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں اس نے ننگریاں اٹھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا، اور کہنے لگا کہ میرے لیے بس اتنا ہی کافی ہے۔ میں نے پھر اسے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔“

① صحیح مسلم، کتاب الاشربة، رقم: ۲۰۲۱۔

② صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، رقم: ۳۸۵۳، صحیح مسلم، کتاب المساجد،

رقم: ۱۲۹۷۔

فائدہ: یہ آدمی امیہ بن خلف تھا جو بدر میں قتل کیا گیا۔

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں آپ ﷺ

نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ! خَمْسٌ إِذَا بْتُلَيْتُمْ بِهِنَّ ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ : لَمْ تَظْهَرَ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا ، إِلَّا فَشَّافِيَهُمُ الطَّاعُونَ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضُوا ، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ وَشِدَّةِ الْمَوْتِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ . وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ ، وَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا ، وَلَمْ يَنْقُصُوا عَهْدَ اللَّهِ وَعَهْدَ رَسُولِهِ ، إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ ، وَمَا لَمْ تَحْكُمُ أَيْمَتُهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ ، وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ ، إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بِأَسْهُمُ بَيْنَهُمْ))^①

”اے مہاجرین کے گروہ! پانچ باتیں ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ، اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان میں مبتلا ہو (اب ان پانچ باتوں کا بیان ہے) جب کسی قوم میں علانیہ فسق و فجور ہوتا ہے (جیسے زنا، شراب و خمر وغیرہ) تو ان میں طاعون آتا ہے (یعنی وبا) اور ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ اس سے پہلے وہ بیماریاں کبھی نہیں ہوئی تھیں، اور جب کوئی قوم ماپ اور تول میں کمی کرتی ہے تو ان پر قحط آ پڑتا ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے، اور بادشاہ وقت ان پر ظلم کرتا ہے، اور جب کوئی قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتی تو اللہ تعالیٰ ان پر

① سنن ابن ماجہ، کتاب الفتنہ رقم: ۴۰۱۹، شیخ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

بارش روک دیتا ہے، اور اگر دنیا میں چار پائے نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی، اور جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی حدیث پر عمل چھوڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک دشمن مسلط کر دیتا ہے جو ان کی قوم کا نہیں ہوتا، اور ان کے ہاتھوں کے بعض اموال کو چھین لیتا ہے اور جب مسلمان حاکم اللہ تعالیٰ کی کتاب پر نہیں چلتے یعنی کتاب اللہ کے ساتھ (فیصلہ نہیں کرتے) اور اللہ نے جو نازل فرمایا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے اندر لڑائی ڈال دیتا ہے۔“

لہذا رسول اللہ ﷺ کے فرامین اور سنن کی مخالفت نہ کی جائے، بلکہ حتی الوسع پیروی کی جائے۔

چھٹا حق: ”ترک احداث“ بدعات کا چھوڑنا

رسول کریم ﷺ نے جو دین لوگوں کے سامنے پیش کیا، اس میں عقائد و اعمال کا مکمل نمونہ موجود ہے جس کو اختیار کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابیاں اور کامرانیاں قدموں کو چومتی ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرنے سے دنیوی اور اخروی کامیابی محض خیالی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ

فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝﴾ (آل عمران: ۸۵)

”جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا،

اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔“

اور یہ طے ہے کہ دین اسلام کی تکمیل نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں ہوگئی تھی، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ

لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴿ (المائدہ: ۳)

”آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام بھر پور کر دیا، اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔“

اور پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:
(تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ: لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابُ اللَّهِ، وَسُنَّتِي) ﴿

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے (عمل پیرا رہو گے) ہرگز گمراہ نہیں ہو گے: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت۔“

اب اس دین کے احکام و مسائل میں کسی قسم کا رد و بدل اور کسی قسم کی ترمیم و اضافہ نہیں ہو سکتا، بلکہ غلبہ دین، حصول رضائے الہی اور گمراہی سے بچنے کے لیے اسی دین میں مکمل راہنمائی موجود ہے، اس کے بعد بھی اگر کوئی بے نصیب یہ سمجھتا ہے کہ اس میں اپنی طرف سے ترمیم و اضافہ کی گنجائش ہے اور کچھ احکام و مسائل باقی ہیں، جن کے بارے میں اپنی طرف سے نیکی اور بدی کا کوئی معیار اور کوئی تراشنے کی ضرورت ہے تو گویا اس نے باور کرانے کی کوشش کی کہ (نعوذ باللہ) رسول مقبول ﷺ نے خیانت کرتے ہوئے دین اسلام کو مکمل طور پر بیان نہیں کیا، جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنْ ابْتَدَعَ فِي الْإِسْلَامِ بِدْعَةَ يَرَاهَا حَسَنَةً، فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا خَانَ الرِّسَالَةَ، لِأَنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾) ﴿

”جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور اس کو وہ نیکی خیال کرتا ہے، تو تحقیق اس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ”آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا ہے۔“

چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا بھی اس بارے میں ارشاد گرامی ہے:

((إِذَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا فَلَا تَزِيدَنَّ عَلَيْهِ)) ❶

”جب میں کوئی حدیث بیان کروں تو اس کو زیادہ نہ کرو یعنی اپنی طرف سے زیادتی نہ کرو۔“

لہذا نبی اکرم ﷺ نے جس طرح اپنی امت کو تعلیمات دیں، بعینہ اسی طرح ان کو بغیر کسی اضافہ و ترمیم کے قبول کرنے کا نام اسلام ہے، جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ سے مروی ار حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا أَمَرَكُمُ اللَّهُ بِهِ ، إِلَّا وَقَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ ، وَلَا شَيْئًا مِمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ ، إِلَّا وَقَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ)) ❷

”اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا تمہیں حکم دیا ہے میں نے اس کو نہیں چھوڑا مگر میں نے بھی تم کو اس کا حکم دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تم کو کسی چیز سے منع نہیں کیا لیکن تحقیق میں نے بھی تم کو اس سے روک دیا ہے۔“

مزید آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنِّي تَرَكْتُكُمْ عَلَىٰ مِثْلِ الْبَيْضَاءِ ، لَيْلُهَا كَنَهَارُهَا ، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ)) ❸

❶ مسند احمد، ۴/ ۴۰۴، شیخ شعیب ارباض نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❷ سنن الکبریٰ، رقم: ۱۳۴۴۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ: ۵، کتاب السنۃ لابن ابی

عاصم، رقم: ۳۳، ۴۸، ۵۶، مستدرک حاکم: ۱/ ۹۶، سلسلۃ الصحیحۃ رقم: ۶۸۸۔

”میں نے تم کو ایسی سفیدی (روشنی) کی مانند چھوڑا ہے کہ جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح ہے، میرے بعد صرف ہلاک ہونے والا ہی اس سے کجروی (ٹیڑھ پن) اختیار کرے گا۔“

یہ ہلاکت کی نوید اس لیے سنائی گئی ہے کہ مبتدع اللہ تعالیٰ کا شریک و سہم بناتا ہے، کیونکہ شریعت کو اللہ تعالیٰ نے وضع فرمایا ہے، اور اگر کوئی خود تشریع (قانون سازی) کرتا ہے تو وہ اللہ کے حق میں اپنے تئیں شریک کرتا ہے، اسی لیے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

((مَنْ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَعَ)) ❶

”جس نے اچھائی کو طلب کیا پس تحقیق اس نے شریعت بنائی۔“

لہذا دین کو من و عن قبول کرنے کا نام اسلام ہے اس میں کسی قسم کی لفظی یا معنوی تبدیلی کی اجازت نہیں دی جاسکتی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان یاد فرمائیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ایک لفظ کی تبدیلی سے روک دیا تھا۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر آنے لگے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرو، اور پھر یہ دعا اپنے دائیں پہلو پر لیت کر پڑھو۔

((اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ ، وَفَوَضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ ، وَالْجَاثُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ ، لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ ، اَللّٰهُمَّ اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِرَبِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ)) ❷

”اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے لیے مطیع کر دیا ہے، اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، اور میں نے تیری طرف رغبت اختیار کرتے ہوئے اور ڈرتے

❶ الاحکام کلامدی ۲/ ۱۳۶، المسصفی للغزالی: ۱/ ۲۷۴.

❷ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۴۷.

ہوئے تجھے پشت پناہ بنایا، تیرے عذاب سے بچ کر جانے کی کوئی پناہ گاہ اور

ٹھکانہ نہیں، سوائے تیرے دامنِ رحمت کے، میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا

جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی ﷺ پر جسے تو نے مبعوث کیا۔“

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اس رات فوت ہو گئے تو تم فطرتِ اسلام پر ہو گے،

اور ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو رسول اللہ ﷺ پر دہرایا

تو ((اَللّٰهُمَّ اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ ، وَرَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ) کہا

تو آپ ﷺ نے فرمایا (وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ) کہو۔

لہذا ہمیں ہر دینی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو دینِ کامل تسلیم

کرنا چاہیے۔ بعض اپنی بدعات کو رواج دینے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ کیا حرج ہے یہ بھی تو

نیکی کے کام ہیں، حالانکہ نیکی تمام شریعتِ اسلامیہ میں واضح ہو چکی ہے، یاد رہے کہ کسی

بدعت سے بچنے کے لیے جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا حرج ہے؟ تو یہ ایک شیطانی دوسو

ہے۔ اس صورت میں اگر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کو اپنالیں تو یہ دوسو

ختم ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا طرز عمل ملاحظہ فرمائیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”تین حضرات نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے گھروں کی طرف

آپ ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں آپ ﷺ کا عمل

بتایا گیا تو اُسے انہوں نے اس کو کم سمجھا، اور کہا کہ ہمارا آپ ﷺ سے کیا

مقابلہ! آپ ﷺ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں

سے ایک نے کہا کہ آج سے میں رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ

میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ

میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر رسول

اللہ ﷻ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا کہ تم نے ہی یہ باتیں کی ہیں۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ سے میں تم سے بڑھ کر ڈرنے والا ہوں اور میں تم سے زیادہ پرہیزگار ہوں، لیکن اگر میں روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں تو (رات میں) سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میرے طریقے سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں۔“ ①

اس حدیث کو پڑھ کر غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز، روزہ اور شب بیداری کے متعلق کون سا طرز عمل دیا ہے، حالانکہ یہ تمام عبادات کرنے والے یہ بھی تو کہہ سکتے تھے کہ کیا حرج ہے؟ اس میں سب سے بڑا حرج یہ ہے کہ جو کیفیت وہ لوگ اختیار کر رہے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت نہیں تھی۔

اسی طرح سیدنا عمرو بن سلمہ سے مروی ہے کہ ”ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے قبل جمع ہوتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نکلتے تو ہم آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جاتے، ایک دن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آئے اور ان کے نکلنے پر فرمایا: اے ابو عبد الرحمن! میں نے ابھی ابھی مسجد میں عجیب و غریب چیز دیکھی ہے اور الحمد للہ خیر ہی دیکھی ہے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: اگر آپ زندہ رہے تو ابھی دیکھ لیں گے۔ کہا! میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو حلقہ بنائے ہوئے دیکھا، وہ نماز کا انتظار کر رہے تھے اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں، ہر حلقہ میں ایک آدمی ان کو کہتا ہے ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ سو مرتبہ کہو، تو وہ سو مرتبہ ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے کہ سو

مرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہو، تو وہ سومرتبہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہتے ہیں اور پھر وہ کہتا ہے کہ سومرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہو، تو وہ سومرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ کہتے ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا کہ تم نے انہیں کیا کہا؟ فرمایا! میں تو آپ کے حکم اور رائے کا انتظار کر رہا ہوں اور انہیں کچھ نہیں کہا۔ فرمایا: کیا تم نے انہیں حکم نہیں دیا کہ اپنی برائیاں شمار کریں اور اپنی نیکیوں کو ضائع نہ کریں۔ پھر وہ چلے اور ہم بھی ان کے ساتھ چلے، پس ان سے کہا: میں تمہیں کیا کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! یہ کنکریاں ہیں کہ ہم ان پر ”أَلَلُّهُ أَكْبَرُ“ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ گنتے ہیں۔

فرمایا: پس تم اپنی برائیاں شمار کرو، میں ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیاں ضائع نہ ہوں گی، اے امت محمدیہ! تمہارے لیے افسوس ہے، کتنی جلدی تم ہلاک ہونے والے ہو، تمہارے نبی ﷺ کے بہت سارے صحابہ موجود ہیں، اور یہ آپ ﷺ کے کپڑے ہیں کہ جو ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے، اور آپ ﷺ کے برتن ابھی تک نہیں ٹوٹے، قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً تم ایسے دین پر چلنا چاہتے ہو جو محمد ﷺ کی ملت سے بھی زیادہ ہدایت پانے والا ہے یا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: اے ابو عبد الرحمن! ہم نے تو بھلائی کا ارادہ ہی کیا ہے۔

فرمایا: کتنے ہی لوگ بھلائی کرنا چاہتے ہیں، لیکن وہ اس کو پہنچ نہیں سکتے یعنی بظاہر تو بھلائی کا کام کرتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ بھلائی نہیں ہوتی، یقیناً رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا ہے کہ ایسی قوم بھی ہوگی جو قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا، اور اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ شاید ان میں سے اکثر تمہیں سے ہوں، پھر ان سے پھرے۔ سیدنا عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ ان حلقوں والے اکثر

لوگ جنگ نہروان میں خوارج کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف تیر اندازی کر رہے تھے۔^①
 اپنی طرف سے دین میں اضافہ کرنے میں کیا حرج ہے کہنے والے اس واقعہ سے بھی
 عبرت پکڑیں کہ اپنی طرف سے دین میں زیادتی اور کمی کرنا کتنا خطرناک فعل ہے۔
 مزید کہ سنن داری کے مقدمہ میں اسی قبیل کے کئی واقعات و آثار موجود ہیں۔
 رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))^②

”جس نے کوئی بھی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں، پس وہ کام مردود ہے۔“

صحیح بخاری میں یہی روایت ان الفاظ سے مروی ہے۔

((مَنْ أَخَذَ فِي أَمْرِنَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ))^③

”جس نے ہمارے دین میں نیا کام نکالا جو اس دین سے نہیں ہے، پس وہ

مردود (نا قابل قبول) ہے۔“

امام بغوی رحمہ اللہ نے اس کے الفاظ یوں بیان فرمائے ہیں:

((مَنْ أَخَذَ فِي دِينِنَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))^④

”جس نے ہمارے دین (اسلام) میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں تو

وہ مردود (قابل رد) ہے۔“

بلکہ دین میں بدعت ایجاد کرنے والے شخص پر دن رات اللہ کی لعنتیں اور پھٹکاریں

ہوتی ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((لَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَخَذَ فِي الْإِسْلَامِ حَدَثًا))^⑤

① سنن دارمی ، المقدمة ، رقم: ۲۰۸ ، مجمع الزوائد ، رقم: ۸۶۳ .

② صحیح مسلم ، کتاب الاقصیہ ، رقم: ۴۴۹۳ .

③ صحیح بخاری ، کتاب الصلح ، رقم: ۲۶۹۷ .

④ شرح السنة ، باب رد البدع والأهواء ، رقم: ۱۰۳ . ⑤ مسند الربیع ، رقم: ۳۷۲ .

”اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جس نے اسلام میں کوئی نئی بات ایجاد کی۔“
یاد رہے کہ چور، ڈکیت، زانی وغیرہ راہِ راست پر آ سکتے ہیں، لیکن بدعتی نہ تو راہِ راست پر آتا ہے اور نہ ہی اسے توبہ کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((إِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ التَّوْبَةَ عَنْ كُلِّ صَاحِبٍ بِذَعَةٍ))^①

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو روک رکھا ہے۔“

کیونکہ بدعتی اپنے عملِ بدعت کو ثواب سمجھ کر کرتا ہے، اور ثواب کے کام سے توبہ کیسے کی جاسکتی ہے؟ حالانکہ بدعت خواہ کتنی اچھی اور بھلی معلوم ہو وہ بدعت ہی ہوتی ہے جو آگ میں لے جاتی ہے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے:

((كُلُّ بِذَعَةٍ ضَلَالَةٌ وَإِنْ رَأَاهَا النَّاسُ حَسَنَةً))^②

”ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا ہی سمجھیں۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ ، وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَوَى مُخْدِتًا))^③

”اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت کی جس نے غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت کی جو زمین کے نشانات چرائے، اور اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر لعنت کی جو اپنے والدین کو لعنت کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ

① صحیح الترغیب والترہیب، باب من ترك السنة، رقم: ۵۲.

② السنہ للمروزی، رقم: ۷۰.

③ صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، رقم: ۱۹۷۸، شرح السنۃ ۱۱/۲۲۶، سنن نسائی،

کتاب الضحایا، رقم: ۴۴۳۴.

نے اس شخص پر لعنت کی جس نے بدعتی کو جگہ (پناہ) دی۔“

اسی طرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِّنْ كَذَا إِلَى كَذَا، لَا يَقْطَعُ شَجَرُهَا، وَلَا يُحَدِّثُ فِيهَا حَدَثٌ، مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ))^①

”مدینہ فلاں جگہ (غیر) سے فلاں جگہ (ثور) تک حرمت والا ہے اس علاقہ کا درخت نہیں کاٹا جائے گا، اور نہ اس میں نیا امر ایجاد کیا جائے گا جس نے اس کی حدود میں کوئی نئی بات پیدا کی، اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مدینہ کے بارے میں اسی طرح کی ایک حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں کہ:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَّثًا أَوْ أَوَىٰ فِيهَا مُحَدِّثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ))^②

”پس اس میں جو کوئی نئی بات نکالے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اس سے فرض یا نفل عبادت قبول ہی نہیں کی جائے گی۔“

لہذا اس دین میں کوئی اضافہ نہ کیا جائے، یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔

ساتواں حق: رسول اللہ ﷺ سے خیر خواہی:

آپ ﷺ کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پوری

① صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینہ، رقم: ۱۸۶۷، صحیح مسلم کتاب الحج، رقم: ۳۳۳۰.

② صحیح بخاری، کتاب الجزیہ، رقم: ۳۱۷۲، ۳۱۷۹، صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۳۳۲۷.

طرح خیر خواہی ہو، جس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک ہے:

((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الدِّينُ نَصِيحَةٌ" قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: "لِلَّهِ

وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ".))^①

”یقیناً نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا: کس

کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے اور اس کی کتاب کے لیے اور اس کے رسول ﷺ

کے لیے اور اس کے (مسلمان حکمرانوں) اور تمام مسلمانوں کے لیے۔“

مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

عربی لغت میں نصیحت کا لفظ بڑا جامع ہے، اور اس کے معانی بڑے وسیع ہیں اسی

وسعت کے لحاظ سے معنی سمجھنا چاہیے..... اللہ پاک کے رسول ﷺ سے نصیحت (خیر

خواہی) یہ ہے کہ ان پر ایمان خالص ہو، ان کی تعظیم دل و جان سے بجالائے، ان کی سنت

کی پیروی کرے اور آپ ﷺ کے پیغام کی دنیا میں اشاعت کرے..... اس حدیث کو

محدثین نے ان چند احادیث میں شمار کیا ہے جن پر فقہ اسلامی کا مدار ہے۔

آپ ﷺ کا پیغام جسے آپ ﷺ نے دنیا کے سامنے پیش کیا، وہ پیغام توحید

ہے، بلکہ یہ پیغام تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کا پیغام ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ (٢٥)﴾ (الانبیاء: ۲۵)

”تجھ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ

میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔“

فخر موجودات محمد رسول اللہ ﷺ نے توحید کی اشاعت و ترویج کی خاطر پوری زندگی

کھپادی، اور اس راہ میں آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کیا۔ خصوصی طور پر کی زندگی کا کوئی دن ایسا نہ گزرا ہوگا، جو پیارے نبی ﷺ نے راحت و سکون سے گزارا ہو۔ قرآن کریم آپ ﷺ کا مشن اور پیغام ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

﴿قُلْ أَتَىٰ شَيْءٌ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ لَا شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ۖ أَتَيْتُكُمْ لَتَشْهَدُنَّ أَنَّ مَعَ اللَّهِ الْهَاقَّةُ ۚ أُخْرِجْ قُلُوبَكُمْ لَآ أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿١٩﴾﴾

(الانعام: ۱۹)

”(اے محمد ﷺ) کہہ دیجیے کہ سب سے بڑھ کر سچی گواہی کس کی ہو سکتی ہے؟ کہہ دیجیے اللہ کی جو میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے، نیز یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے، تاکہ اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن تک یہ پہنچے۔ کیا تم واقعی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بھی ہیں۔ آپ کہیے! میں ایسی گواہی نہیں دیتا۔ کہہ دیجیے! الہ صرف وہی ایک ہے اور میں اس شرک سے بیزار ہوں جو تم کر رہے ہو۔“

آپ ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کیا۔ فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَقْلِحُوا)) ۝

”اے لوگو! لا الہ الا اللہ کا اقرار کرو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔“

یہ آپ ﷺ کا مشن ہے، اسے روکنے کی کوششیں کی گئیں، آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، پتھر مارے گئے اور کبھی آپ ﷺ کو ساحر، مجنون کہا گیا، لیکن

آپ ﷺ نے اپنے مشن سے بے وفائی نہ کی، یہی وجہ ہے کہ اس مشن میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنی۔

ایک وقت آپ ﷺ کو لالچ دیا گیا کہ کسی خوبصورت عورت سے نکاح کر لیں، مکہ کی بادشاہت لے لیں یا سونے اور چاندی کا تعین کر لیں تمہارے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سورج میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دو پھر بھی میں اللہ کی توحید بیان کرنے سے گریز نہیں کروں گا، اور تمہارے بتوں کی تذلیل کرتا رہوں گا۔ لات بھی جھوٹا ہے، عزی بھی جھوٹا ہے، اور یہ بیت اللہ میں رکھے گئے تین سوساٹھ بت بھی جھوٹے ہیں، معبود برحق صرف ایک اللہ ہی ہے۔^۱

یہ آپ ﷺ کا مشن تھا، اور آپ ﷺ کے ساتھ خیر خواہی اور نصیحت کا تقاضا یہ ہے کہ اس مشن کو اختیار کیا جائے، اور توحید کی دعوت کو عام کرنے کے لیے مختلف ذرائع استعمال میں لائے جائیں۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا حق ہے۔

آٹھواں حق: رسول اللہ ﷺ سے محبت:

آپ ﷺ کے حقوق میں سے آٹھواں حق آپ ﷺ سے محبت ہے۔ یاد رہے کہ محبت ایک جذبہ ہے، مادی شے نہیں ہے کہ اسے ماپا اور تولا جاسکے۔ حوالہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کس پیمانے سے ناپیں اور کس کسوٹی سے جانچیں؟ تو اس بات کو قرآن پاک نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾

الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٤﴾ (التوبة: ۲۴)

”آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کے خسارے سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

جب تک تمام کائنات اور تمام موجودات سے رسول اقدس ﷺ کی ذات مبارک عزیز ترین نہ ہو جائے ایمان ناقص و ادھورا رہتا ہے۔ احادیث رسول اللہ ﷺ میں اس مضمون کی خاصی وضاحت موجود ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ، وَمَالِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ۵

”کوئی بندہ تب تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے گھر والوں، اس کے مال اور سب لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔“

رسول اللہ سے اپنی جان سے زیادہ محبت کرنے کی فرضیت پر درج ذیل حدیث دلالت کرتی ہے، چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن ہشام سے مروی ہے:

((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ: ”لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ“ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: ”فَإِنَّهُ آلَانُ وَاللَّهِ لَأَنْتَ

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ”الآنَ يَا عُمَرُ.“ ﴿٥﴾
 ”ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، اور آپ عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے تھے،
 تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز
 سے زیادہ محبوب ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس
 کے ہاتھ میں میری جان ہے! حتیٰ کہ میں (تمہیں) تیری جان سے بھی زیادہ
 محبوب ہو جاؤں، تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ اللہ کی قسم! اب یقیناً آپ
 میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اب، اے
 عمر رضی اللہ عنہ (بات بنی ہے)۔“

مذکورہ بالا حدیث میں دیگر باتوں کے علاوہ ایک انتہائی قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ
 جناب رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا کہ ایمان کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ کا
 مومن کو اپنی جان سے زیادہ عزیز ہونا ضروری ہے، حالانکہ آپ کی ذات اقدس اس قدر
 وسیع المرتبت ہے کہ آپ ﷺ قسم نہ بھی کھائیں تب بھی آپ ﷺ کی ہر بات ٹھیک اور
 شک و شبہ سے بلند و بالا ہے، اور جب آپ کوئی بات قسم کھا کر بیان فرمادیں تو وہ بات
 انتہائی زیادہ پختہ ہوگی، کیونکہ معلوم ہے کہ قسم کلام کی پختگی پر دلالت کرتی ہے۔ ﴿٥﴾

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ نبی اکرم ﷺ اس کے نزدیک اپنے والدین اور اپنی اولاد
 سے بھی زیادہ پیارے ہوں۔ درج ذیل حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ سیدنا
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَوِّ الْأَذَى نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ
 مِنْ وَالِدِهِ، وَوَلَدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ﴿٥﴾

① صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، رقم: ۶۶۳۲۔

② نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں ص: ۱۰-۱۴ بحوالہ عمدة القاری ۱/ ۱۴۳۔

③ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۱۴۔

”پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
 ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ .))^①

”تین باتیں جس میں ہوں، اس نے ایمان کی لذت اور چاشنی پالی (۱) اللہ اور اس کا رسول اس کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہوں (۲) اور وہ کسی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے (۳) اور وہ کفر میں لوٹنا اتنا ہی ناپسند خیال کرے جیسے کہ اس کو آگ میں ڈالا جانا ناپسند ہے۔“

درج ذیل حدیث شریف بھی اس بات کو واضح کرتی ہے، چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ”وَمَا أَعْدَرْتُ لَهَا؟“ قَالَ: حُبُّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ، قَالَ: ”فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ .“))^②

”ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے قیامت کے لیے کیا

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۵ .

② صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۱۷۱، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، رقم:

تیار کی ہے؟ اس نے کہا: اللہ اور رسول کی محبت، آپ نے فرمایا: قیامت کے دن تو اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہوگا۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوئی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں انہی کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میں ان جیسے اعمال نہ کر سکا۔“

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)) ❶

”آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔“

اب دیکھنا ہے کہ محبت کہتے کس کو ہیں؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

((وَحَقِيقَةُ الْمُحَبَّةِ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ مِنَ الْمَعْلُومَاتِ الَّتِي لَا تُحَدُّ، وَإِنَّمَا يَعْرِفُهَا مَنْ قَامَتْ بِهِ وَجْدَانَا، وَلَا يُمَكِّنُ التَّغْيِيرُ عَنْهَا)) ❷

”اہل معرفت کے ہاں محبت ایسی معلومات سے ہے جس کی کوئی حد نہیں، صرف اس کو وہ جانتا ہے جو وجدانی طور پر اس کو قائم رکھے، اور اس کی تعبیر ممکن ہی نہیں ہے۔“

اور حافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَا تُحَدُّ الْمُحَبَّةُ بِحَدٍّ أَوْ ضَحَّ مِنْهَا، فَالْحَدُّ لَا تَزِيدُهَا إِلَّا

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۱۷۰، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۷۱۸.

❷ فتح الباری ۱۰/۴۶۳.

خفاء و جفاء ، فحدها وجودها ، ولا توصف المحبة بوصف اظهر من المحبة ، وانما يتكلم الناس في اسبابها ، وموجباتها ، وعلاماتها ، وشواهدا ، وثمراتها ، واحكامها ، فحدودهم ورسومهم دارت على هذه الستة ، وتنوعت بهم العبارات ، وكثرت الاشارات بحسب ادراك الشخص ، ومقامه ، وحاله ، وملكه للعبادة) ❶

”محبت کی اس سے زیادہ واضح حد نہیں ہے، پس اس (محبت) کی تعریفات اس کو پوشیدگی اور جھٹائیں ہی زیادہ کریں گے۔ اس کا پایا جانا اس کی حد ہے اور محبت کا محبت کے علاوہ کوئی واضح وصف بیان نہیں کیا جاسکتا۔ لوگوں نے اس کے اسباب، موجبات اور علامات، شواہد، ثمرات اور احکامات کے بارے میں بحث کی ہے۔ اس کی حدود اور رسومات اسی طریقہ پر گھومتی رہی ہیں۔ عبارات اس کے متعلق مختلف اور اشارات بہت زیادہ ہو گئے ہیں، ہر شخص نے اسے اپنے ادراک کے مطابق، مقام حال اور ملک کے مطابق تعبیر کیا ہے۔“

چنانچہ نبی کریم ﷺ سے محبت کی علامتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

- * نبی کریم ﷺ کے دیدار اور صحبت کی شدید تمنا۔
- * نبی کریم ﷺ پر جان و مال نچھاور کرنے کے لیے ہمہ وقت کامل استعداد۔
- * نبی کریم ﷺ کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب۔
- * نبی کریم ﷺ کی سنت کی حمایت و تائید اور آپ پر نازل کردہ شریعت کا دفاع۔
- * آپ ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا، درود و سلام پڑھنا۔
- * آپ ﷺ کے محبوبوں سے محبت اور دشمنوں سے دشمنی۔

(تفصیل کے لیے دیکھیں: نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں)

اس عورت کو یاد کیجیے گا کہ جنگ اُحد میں اسے اطلاع ملی کہ اللہ کے رسول ﷺ شہید کر دیے گئے، بے قرار ہو کر گھر سے باہر نکلی۔ راستے میں اطلاع ملی کہ تیرا باپ شہید ہو گیا پرواہ نہیں کی۔ آگے بڑھی، اطلاع ملی کہ تیرا بھائی شہید ہو گیا، پرواہ نہیں کی۔ کہنے لگی: اللہ کے رسول کا بتاؤ! لوگوں نے کہا: وہ خیریت سے ہیں۔ کہا جب تک میں خود دیکھ نہیں لوں گی، تب تک مجھے قرار نہیں آئے گا اور آگے بڑھی، اللہ کے پیغمبر نظر آئے۔ کہتی ہے: ((أَلَا كُنْتُ شَهِيدَةً خَلَاهُ جَلَلٌ)) یا رسول اللہ! آپ کو دیکھ لیا اب ساری مصیبتیں خوشیوں میں بدل گئی ہیں۔^۹

نواں حق: رسول اللہ ﷺ کی عزت و تعظیم کرنا:

آپ ﷺ کے حقوق میں سے نواں حق یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عزت و تعظیم کر جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَ لَتُعَزِّرُوهُ وَ تُوَقِّرُوهُ ۖ وَ

تُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۙ﴾ (الفتح: ۹)

”تا کہ اللہ اور اس کے رسول پر تم ایمان لے آؤ اور اس (رسول ﷺ) کی

مدد کرو اور اس کا ادب اور تکریم کرو اور تم اس اللہ کی صبح و شام تسبیح بیان کرو۔“

تعظیم اور ادب کرنے کا معنی یہ ہے کہ آپ کے فرامین، آپ کی سنن، آپ کی ازوار، مطہرات، آپ کے اصحاب اور آپ کے شہروں کی آپ ﷺ کے تعلق اور اللہ رب العزت کے حکم کی بنا پر تعظیم کی جائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کی کس طرح تعظیم کرتے تھے، اس سلسلے میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیے گا۔

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ کے در و دروازہ پر دستک کی بھی ضرورت پڑا کرتی، تو وہ اپنے ناخنوں کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا کرتے تھے۔

((كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيَقْرَعُونَ بَابَهُ بِالْأُظْفِيرِ)) •

”صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے دروازے کو ناخنوں کے ساتھ کھٹکھٹاتے تھے۔“
 اتنی تعظیم کہ کوئی صحابی رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایسی آواز سے نہ بولتا کہ اس کی
 آواز رسول ﷺ سے اونچی معلوم ہو، اس ادب کی تعلیم خود اللہ تعالیٰ نے دی تھی۔ جیسا کہ
 ارشاد الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ
 النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ
 تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝﴾ (الحجرات: ۲)
 ”اور اُن کے سامنے بلند آواز سے اس طرح بات نہ کرو جس طرح تم میں سے
 بعض بعض کے ساتھ اپنی آواز بلند کرتا ہے، ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہو
 جائیں گے، اور تم اس کا احساس بھی نہ کر سکو گے۔“

نیز فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ
 الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِيَتَّقُوا ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ
 عَظِيمٌ ۝﴾ (الحجرات: ۳)

”جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھتے ہیں یہ وہی ہیں
 جن کے دلوں کا امتحان اللہ نے تقویٰ میں لیا ہے ان کے لیے مغفرت اور بڑا
 اجر ہے۔“

ہجرت کے دن اللہ کے پیغمبر ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ میں اکٹھے داخل ہو رہے
 ہیں، انصار کے بیشتر افراد نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہیں تھا کہ کچھ آنکھیں سیدنا

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ رہی تھیں، اور کچھ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ کیفیت دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ اللہ کے رسول کی تعظیم کا تقاضا تو یہ ہے کہ آج تمام تر نگاہوں کا مرکز محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ چنانچہ یہ سوچ کر اپنے سر سے چادر اتار لی اور رسول اللہ ﷺ پر سایہ کر دیا، جس سے لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ اللہ کے رسول تو یہ ہیں اور میں تو غلام ہوں۔^①

اسی طرح سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کو دیکھیے ان کے بارے میں ہے کہ جب وہ ایمان لے آئے، ایمان لانے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ سے کہتے ہیں کہ:

((مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَيَّ وَاللَّهِ! مَا كَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ كُلِّهِ إِلَيَّ، وَاللَّهِ! مَا كَانَ بَلَدٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ كُلِّهَا إِلَيَّ))^②

”اب سے کچھ دیر پہلے اس پوری کائنات میں سب سے زیادہ قابل نفرت آپ کا چہرہ تھا، اور اب سب سے زیادہ قابل محبت آپ کا چہرہ بن چکا ہے۔ اب سے تھوڑی دیر پہلے اس پوری کائنات میں سب سے زیادہ منحوس اور قابل نفرت آپ کا دین تھا، اور اب سب سے زیادہ محبوب آپ کا دین ہو گیا ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک آپ کا شہر سب سے زیادہ برا تھا، اور اب سب سے زیادہ قابل محبت آپ ﷺ کا شہر مدینہ منورہ بن چکا ہے۔“

① مختصر سیرۃ رسول، ص: ۲۹۶.

② سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۸۹، شیخ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے، ابوداؤد الغلیل رقم: ۱۲۱۶.

دسواں حق: رسول اللہ ﷺ پر بکثرت درود و سلام پڑھنا:

آپ ﷺ کا دسواں حق یہ ہے کہ آپ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام پڑھا جائے، کیونکہ آپ نے یہ دین سختیاں سہہ کر اور تکلیفیں جھیل کر ہم تک پہنچایا جو کہ رسول اللہ ﷺ کا ہم پر احسان عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝﴾ (الرحمن: ۶۰)

”نہیں ہے بدلہ احسان کا مگر احسان کے ساتھ۔“

اب اس ہمارے احسان کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ پر بکثرت درود و سلام بھیجا جائے یہ درود سلام کیا ہے؟ آپ پر رحمت کی دعائیں اور سلامتی کی دعائیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

أَمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۵۶)

”یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو!

تم (بھی) درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجا کرو۔“

بارگاہ رسالت میں قربت کی راہ:

درود شریف بہت بڑا وظیفہ ہے، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں نے بارگاہ

رسالت میں عرض کیا کہ میں آپ پر درود بکثرت بھیجنا چاہتا ہوں۔ میں اوقات ذکر میں کتنا

وقت درود کے لیے وقف کر دوں؟ آپ نے فرمایا: جتنا تیرا جی چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا

کہ وقت کا چوتھائی حصہ درود کے لیے وقف کر لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ))

”جتنا تو چاہے، اور اگر زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔“

میں نے کہا: دو تہائی پڑھوں؟ آپ نے فرمایا: جیسے تیرا جی چاہے اگر تو اس سے بھی زیادہ پڑھے تو تیرے لیے اور بھی بہتر ہے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر تو میں سارا وقت آپ پر درود کا وظیفہ ہی پڑھا کروں گا۔ آپ نے فرمایا:

((إِذَا تَكْفَىٰ هَمَّكَ ، وَيَغْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ)) ❶

”پھر تو تیرے سارے غم (دین و دنیا) چھٹ جائیں گے اور تیرے سب گناہ مٹ جائیں گے۔“

ہر وقت درود زبان پر جاری رہنا چاہیے، اور اس کے انوار میں ڈوبے رہنا چاہیے۔ بالخصوص جمعہ کے روز تو درود و سلام میں محو رہنا چاہیے۔

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَفْضَلَ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ ، فِيهِ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ - ﷺ - وَفِيهِ قُبِضَ ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَكَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكُمْ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرَمْتَ يَعْنِي وَقَدْ أَرَمْتَ؟ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ)) ❷

”تم جو دن بسر کرتے ہو ان میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اسی دن اس کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن سب پر بے ہوشی طاری ہوگی، تم اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، واقعی تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ

❶ سنن ترمذی، کتاب الزہد، رقم: ۲۴۵۷، سلسلۃ الصحیۃ، رقم: ۵۹۴۔

❷ سنن نسائی، کتاب الجمعة، رقم: ۱۳۷۵، سنن ابوداؤد، کتاب الوتر، رقم: ۱۵۳۱،

سنن ابن ماجہ، اقامۃ الصلوات رقم: ۱۰۸۵، شیخ الہانی نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

جب آپ ﷺ مٹی ہو جائیں گے تو ہمارا درود کیونکر آپ کے سامنے پیش ہو سکے گا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھاسکے۔“

اسی طرح سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَكثِرُوا عَلَى الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ)) ❶

”جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے پڑھا کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَى وَاحِدَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)) ❷

”جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔“

پس زبانوں کو حرکت میں لاؤ اور بارگاہ رسالت میں درود و سلام مسلسل بھیجو۔ اللہ نے تو کچھ فرشتوں کو اسی کام کے لیے وقف کر رکھا ہے کہ اس کائنات میں جو کوئی ان کے حبیب پر درود بھیجے وہ فرشتے درود کے تحفے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ ، يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ)) ❸

”اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو سیاحت کرتے ہیں پھرتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے صلوٰۃ کے تحفے مجھے پہنچاتے رہتے ہیں۔“

❶ الکامل: ۱۰۳۹/۳.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۹۱۲.

❸ سنن نسائی، کتاب السہو، رقم: ۱۲۸۲، سنن دارمی، کتاب الرقاق، رقم: ۲۶۷۲.

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

درود نہ پڑھنے پر وعید:

سیدنا کعب عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحْضَرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا إِرْتَقَى دَرَجَةً قَالَ آمِينَ! فَلَمَّا إِرْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ آمِينَ! فَلَمَّا إِرْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ آمِينَ! فَلَمَّا نَزَلَ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا، مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ، قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ لَقَدْ عَرَضَ لِي، فَقَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، قُلْتُ: آمِينَ! فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ، قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْكَ، قُلْتُ: آمِينَ! فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ، قَالَ: بُعْدًا لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يَدْخُلْهُ الْجَنَّةُ، قُلْتُ: آمِينَ.))^①

”منبر کے پاس آ جاؤ تو ہم لوگ پاس آ گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے منبر کے پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب دوسرے پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب تیسرے پر قدم رکھا تو فرمایا: آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر پیچھے اترے، تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت جبریل میرے پاس آئے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ رحمت سے دور ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا: یا اللہ! قبول کر۔ جب دوسرے زینے پر میں نے قدم رکھا، تو جبریل نے کہا: رحمت سے دور ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر

① سنن ترمذی، کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۴۵، صحیح ابن حبان رقم: ۴۰۹، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۵.

درود بھیجنے کی بھی زحمت گوارا نہ کرے۔ میں نے کہا: یا اللہ، قبول کر، جب میں نے تیسرے زینے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: رحمت سے دور ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھا پے کو پہنچے اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا: یا اللہ! قبول کر۔“

آپ غور کیجیے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام ایسا بارگاہ الہی میں مقرب فرشتہ جس کے لیے بددعا کرے اور سرور کونین ﷺ جس بددعا پر آمین کہیں، اس سے بڑھ کر بد بخت اور کون ہو سکتا ہے بھلا؟

پس نبی ﷺ کا نام لکھتے وقت اور بولتے وقت صلاۃ و سلام کا التزام کرنا چاہیے، گو عبارت لکھتے ہوئے یا دوران گفتگو بیسیوں بار آپ کا اسم گرامی آئے۔ ہر ایک بار اک نئے ذوق و شوق کے ساتھ اور اک نئے ولولے کے ساتھ درود بھیجنا چاہیے، وہ جنہوں نے اپنی پوری زندگی ہمیں سنوارنے کے لیے کھپا دی۔ حیف ہے ہم پر کہ ان کے اسم گرامی پر ہونٹوں کو جنبش دینے میں بھی بخل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْبَخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَىَّ)) •

”وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“

ایک روایت میں تو آپ نے اسے بخیل ترین انسان قرار دیا جو آپ کے اسم گرامی کو سن کر درود نہیں بھیجتا۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَبْخَلِ النَّاسِ))

”میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ بخیل ترین انسان کون ہے؟“

① سنن ترمذی کتاب الدعوات، رقم: ۳۵۴۶، الترغیب والترہیب، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۱۶۸۳، مسند احمد (۱/۲۰۱)، صحیح ابن حبان رقم: ۹۰۹، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا:

((مَنْ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ ، فَذَاكَ أَبْخَلُ النَّاسِ)) •

”جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ بخیل ترین

انسان ہے۔“

اور جس شخص کو رحمتہ للعالمین بخیل انسان فرمائیں تو اس کی بدبختی میں شک و شبہ کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟

حضرات! احادیث میں درود کی بڑی فضیلت وارد ہے، لیکن درود پڑھتے ہوئے مسنون درود کا اہتمام کرنا چاہیے، سب سے مشہور اور مقبول نماز میں پڑھا جانے والا درود ابراہیمی ہے، اور مختصر درود ”صلی اللہ علیہ وسلم“ ہے۔ بہر حال یہ دس حقوق ہیں، جن کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہی حقوق کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تعلق قائم کیا۔ جَزَاهُمْ اللہُ خَیْرًا۔



دین اسلام کے حقوق

پہلا حق: نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بہت بڑے عمل ہیں، انہی اعمال کی بنا پر اللہ رب العالمین نے امت محمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۖ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ
الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۖ مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَ أَكْثَرُهُمُ
الْفَاسِقُونَ ١١٠﴾ (آل عمران: ۱۱۰)

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لیے بہتر تھا، ان میں ایمان والے بھی ہیں، لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ
إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ فَمَا اسْتَقَامُوا
لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ٩٤﴾

”مشرکوں کا عہد اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے رہ سکتا ہے، سوائے ان کے جن سے تم نے عہد و پیمان مسجد حرام کے پاس کیا ہے، جب تک وہ لوگ تم سے معاہدہ نبھائیں تم بھی ان سے وفاداری کرو، اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((”أَنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا“ قَالَوَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا ، فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ فَقَالَ: ”تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ.“))

”اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مظلوم کی مدد تو ہم کرتے ہیں، لیکن ظالم کی ہم کیسے مدد کریں؟ فرمایا: اسے ظلم سے روک دو، یہی تمہارا اس کی مدد کرنا ہے۔“

دوسرا حق: دین اسلام پر حسب استطاعت عمل کرنا:

جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی والدہ نے ان کے اسلام قبول کرنے پر ناراضگی کا اظہار کیا، اور ان سے کہا کہ تم اسلام سے پھر جاؤ ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی، یہاں تک کہ مرجاؤں گی، اور تم کو عرب بھر میں عار لگ جائے گی، اور لوگ کہیں گے کہ اس نے ماں کو مار ڈالا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اماں جان! جان لو، اللہ رب العزت کی قسم! اگر تمہاری سو جائیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب نکل جائیں، تب بھی میں اسلام سے نہیں پھروں گا۔ ان کی ماں نے ایک دن صبر کیا، دو دن صبر کیا۔ تیسرے دن جب بہت زیادہ بھوک نے ستایا تو کھانا کھالیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، جس میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر عتاب تھا کہ انہوں نے اپنی ماں کو اتنا سخت جواب کیوں دیا؟ ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَى أَنْ تُغْنِكَ بِمَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيْكَ ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾﴾ (لقمان: ۱۵)

”اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شریک ٹھہراؤ جس کا تمہیں علم نہیں تو تم ان کا کہا نہ ماننا، البتہ دینی معاملات میں ان (دونوں والدین) سے بھلائی کے ساتھ رفاقت کرنا، مگر اتباع اس شخص کی راہ کی کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہو، پھر تمہیں میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتا دوں گا جو تم کیا کرتے تھے۔“

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَهْدِيكُمْ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ آسَلُمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءً فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْا اللَّهَ وَلَا تَسْتَكْبِرُوا بِأَيْتِي تَمَنَّا قَلِيلًا ۖ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾﴾

(المائدہ: ۴۴)

”بے شک ہم نے تورات نازل کی، اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے ذریعہ ہمارے نبی حکم دیتے تھے جو فرماں بردار تھے۔ یہودیوں کے لیے فیصلے کرتے تھے، اور اللہ والے اور علماء (فیصلے کرتے تھے) اس لیے کہ انہیں اللہ کی کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا، اور وہ اس کے اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہونے

کے گواہ تھے، پس تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے نہ ڈرو، اور میری آیتوں کے بدلے گھٹیا چیز نہ خریدو۔ اور جو لوگ اللہ کی طرف سے نازل شدہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کریں گے۔“

اللہ رب العزت نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾﴾ (الروم: ۳۰)

”پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے کو بدلنا نہیں یہی سچا اور صحیح دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔“



قرآن حکیم کے حقوق

پہلا حق: قرآن حکیم پر ایمان لانا:

یہ تمام عالمین کے پالنہار کا نازل کردہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

﴿تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝﴾

(السجدة: ۲)

”بلاشبہ اس کتاب کا اتارنا تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔“

قرآن پر ایمان رکھنا ضروری ہے، کیونکہ یہ محفوظ کتاب ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝﴾ (الحجر: ۹)

”ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ

اللَّهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ۝﴾

(البقرہ: ۹۷)

”آپ کہہ دیجیے کہ جو جبریل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری

تعالیٰ اتارا ہے جو پیغام ان کے پاس اللہ کی کتاب کی تصدیق کرنے والا اور

مومنوں کو ہدایت اور خوشخبری دینے والا ہے۔“

ایمان لانے کی وجہ کیا ہے، اس سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ جِئْنَهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً
لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٦﴾﴾ (الاعراف: ٥٦)

”اور ہم نے ان لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب پہنچادی ہے جس کو ہم نے
اپنے علم کامل سے بہت واضح کر کے بیان کر دیا ہے وہ ذریعہ ہدایت اور رحمت
ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَرِّكٌ أَنزَلْنَاهُ ۖ فَأَنْتُمْ لَهُ مُّكِرُونَ ﴿٥٧﴾﴾

(الانبیاء: ٥٧)

”یاد رہے یہ نصیحت و برکت والا قرآن بھی ہی نے نازل فرمایا ہے، کیا پھر بھی
تم اس کے منکر ہو؟“

اہل ایمان کا قرآن سن کر ایمان بڑھ جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ النَّبِيِّ إِذَا دُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
وَإِذَا تَلَيَّكَ عَلَيْهِمْ أَيْتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٨﴾﴾ (الانفال: ٥٨)

”پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان
کے دل ڈر جاتے ہیں، اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ
آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں، اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل
کرتے ہیں۔“

قرآن کو جنات کی ایک جماعت نے ”بطن مخلد“ میں سنا تو وہ بھی اس پر ایمان لے
آئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَوْحَىٰ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا

سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ۝ يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ
نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ﴿٦﴾ (الحج: ۲۰۱)

”(اے نبی!) آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا، اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست سمجھاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لا چکے، اب ہم ہرگز کسی کو بھی اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے۔“ ایک جگہ قرآن کے بے مثل ہونے کو یوں چیلنج کیا:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا
بِسُورَةٍ مِّمَّنْ مِثْلِهِ ۚ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۲۳﴾﴾ (البقرہ: ۲۳)

”ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو، اور تم چے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ، تمہیں اختیار ہے کہ اللہ کے سوا اور اپنے مددگاروں کو بھی بلا لو۔“

دوسرا حق: قرآن حکیم کو سمجھنا اور غور و فکر کرنا:

اللہ رب العزت نے انسان کو مختلف طریقوں سے قرآن میں غور و فکر کی دعوت دی ہے، ارشاد فرمایا:

﴿لَوْ أَنزَلْنَاهُ الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْنَاهُ خَائِشًا مُّتَصَدِّعًا
مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱﴾﴾ (الحشر: ۲۱)

”اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ خوفِ الہی سے وہ پست ہو کر کٹڑے کٹڑے ہو جاتا، ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں۔“

قرآن بہت آسان ہے، اس کی بابت ارشاد فرمایا:

﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ٥٨﴾

(الدخان: ٥٨)

”ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔“

اور سورۃ القمر میں اس بات کو کچھ اس انداز میں بیان کیا:

﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ١٦﴾

(القمر: ١٧)

”اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے، پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا نہیں ہے؟“

جو لوگ قرآن کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ نے انہیں جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا:

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ٣٣﴾

(محمد: ٢٤)

”کیا یہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگے ہوئے ہیں؟“

ایک جگہ قرآن یوں کہتا ہے:

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ۖ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ

اِخْتِلَافًا كَثِيرًا ۚ﴾ (النساء: ٨٢)

”کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بڑا اختلاف پاتے۔“

قرآن مجید کو بھلا دینے والے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے، ارشاد فرمایا:

﴿ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ ﴿٤٤﴾ ﴾ (الانعام: ٤٤)

”پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ لیا، پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:
 ((إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْقُرْآنِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ))^①
 ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو عزت بخشا ہے، اور بہت سے لوگوں کو ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیتا ہے۔“
 بقول شاعر:

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
 اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آثَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي آثَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ.))^②

”دو آدمی قابلِ رشک ہیں: ایک وہ جسے اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی، پھر

① صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۸۹۷۔

② شیخ شعیب الاذناط نے کہا اس کی سند صحیح اور شرط شیعین پر ہے۔ مسند احمد: ۹/۲۔

وہ دن رات کے اوقات میں اس میں لگا رہتا ہے، اور دوسرا وہ خوش نصیب آدمی

جس کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا رہتا ہے۔“

قرآن مجید روزِ قیامت قارئین کے لیے سفارشی بن کر آئے گا، نبی کریم ﷺ کا

ارشاد ہے:

((إِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ))^①

”قرآن حکیم کو پڑھا کرو، یہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لیے

سفارش کرنے والے کی حیثیت سے آئے گا۔“

تلاوت قرآن انسان کو بہت عظیم بنا دیتی ہے، اس بات کا اندازہ اس حدیث نبوی

سے لگایا جاسکتا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ

وَيَسْتَعْتِ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ))^②

”جو قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھتا ہے وہ بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو ایک

ایک کر پڑھتا ہے، اس کے لیے دو گنا اجر ہے۔“ (ایک تلاوت کا اور دوسرا

مشقت کا۔)

تیسرا حق: قرآن حکیم کی تلاوت کرنا:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ

يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَ مَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝۱۳۱﴾

(البقرہ: ۱۲۱)

① صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۸۷۴۔

② صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۸۶۲۔

”جنہیں ہم نے کتاب دی، اور وہ اسے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں، پس یہی لوگ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے تو ایسے لوگ ہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔“

رسول اکرم ﷺ جب مشرکین کے سامنے قرآن کریم کی ان آیات کی تلاوت فرماتے جن میں توحید الہ العالمین کا اثبات اور شرک کی تردید ہوتی، تو وہ استہزاء آپ سے کہتے کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن پڑھو جس میں ہمارے معبودانِ باطلہ کی عیب جوئی نہ ہو، چنانچہ ارشادِ باری ہے:

﴿وَإِذَا تُلِيٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٌ ۚ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا اِنَّكَ اَنْتَ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هٰذَا اَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْكَآيِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعْ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَّبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵﴾ (یونس: ۱۵)

”اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں۔ یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لائیے یا اس میں ترمیم کر دیجیے۔ آپ یوں کہہ دیجیے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں۔ پس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔“

آدابِ تلاوت:

آدابِ تلاوت میں سے ہے کہ قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے، ارشادِ باری ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا﴾ (المزمل: ۴)

”اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کیجیے۔“

قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا ضروری امر ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

الرَّجِيْمِ ۝﴾ (النحل: ۹۸)

”قرآن پڑھنے کے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔“

آیات قرآنیہ کی تلاوت جو خیر و برکت و اخلاق عالیہ کا سرچشمہ ہیں، ان میں غور و فکر اور ان سے نصیحت حاصل کرنا بھی تلاوت قرآن کا ادب ہے، اس لیے امہات المؤمنین کو حکم دیا گیا:

﴿وَإِذْ كُنَّ مَا يَتْلُو فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۝

اللّٰهُ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾ (الاحزاب: ۳۴)

”اور تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی جن آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی

ہے یاد رکھو، یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا خبردار ہے۔“

تلاوت قرآن کا تقاضا و ادب ہے کہ اس پر عمل کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن پڑھ کر عمل نہ کرنے والوں کو یوں جھنجھوڑا:

﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ

تَغْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۝ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (البقرہ: ۱۷۴)

”کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو، اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو

حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟“

چوتھا حق: قرآن حکیم کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانا:

قرآن کریم میں ہر چیز کا شافی بیان ہے، اور مسلمانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ

رحمت کا ذریعہ اور جنت کی خوشخبری لیے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کو یہ حکم تھا کہ اس پیغام اور امانت کی تعلیم کو غام کریں اور لوگوں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ وَتَزَلُّنَا عَلَيْكَ الْكِتَابُ تَبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ۝۸۹﴾

(النحل: ۸۹)

”اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ان کے مقابلے پر گواہ کھڑا کریں گے اور تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے، اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے۔“

اللہ رب العالمین نے اپنی نازل کردہ کتاب کے احکامات چھپانے اور بیان نہ کرنے والوں کی مذمت میں یوں فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعِينُونَ ۝۱۵۹﴾ (البقرہ: ۱۵۹)

”جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں، ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”اس آیت میں ان لوگوں کے لیے شدید وعید ہے، جو انبیاء و رسل کے ذریعہ بھیجی گئی ہدایت و رہنمائی کو لوگوں سے چھپاتے ہیں۔ یہ آیت اگرچہ یہود و نصاریٰ کے ان علماء کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے نبی کریم ﷺ

کی صداقت کی نشانیوں کو چھپایا تھا، لیکن اس کا حکم عام ہے، ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ حق کی نشانیوں کو چھپائے گا، وہ اس وعید میں شامل ہوگا۔ کسمان حق اتنا بڑا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی رحمت سے دُور کر دیتا ہے، اور ساری دنیا کی لعنت ان پر برسنے لگتی ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۸۸، ۸۹)

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ كَتَمَ عِلْمًا يَعْلَمُهُ ، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ، مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ)) •

”جو شخص علم کو چھپاتا ہے، روز قیامت آئے گا، اسے آگ کی لگام پہنا دی جائے گی۔“

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَسْتَرُونَ بِهِ ثِمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (البقرہ: ۱۷۴)

”جو ان باتوں کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کی ہیں، اور اس کام کے عوض تھوڑا سا دنیاوی فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔“

قرآن کے مخاطب لوگ اگرچہ جیسے بھی ہوں بہر حال اس کا وعظ کرتے رہیں۔

جو لوگ اللہ کے احکامات پہنچانے کی کوشش میں رہتے ہیں، اللہ رب العزت ان کے

بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا﴾ (الاحزاب: ۳۹)
 ”یہ سب لوگ ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے تھے، اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لیے کافی ہے۔“

قرآن مجید کی تعلیم دینے دلانے میں ہی خیر ہے، چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) •

”تم میں سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔“

پانچواں حق: قرآن حکیم کی تعلیمات پر عمل کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن حکیم پر عمل کرتا ہے، اسے ہدایت سے نوازا دیا جاتا ہے۔

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۖ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾﴾

(المائدہ: ۱۵، ۱۶)

”اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے جو تمہاری ان بہت سی باتوں کی وضاحت کر دیتا ہے جو تم کتاب سے چھپا جاتے ہو، اور بہت سی باتوں کو جھوٹ بھی دیتا ہے۔ اب تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے، اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انہیں جو رضائے رب کے درپے ہوں، سلامتی کی راہیں بتلاتا ہے، اور اپنی توفیق سے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف ان کی رہبری کرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن پر عمل اور اس کی اتباع کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمْ الْعَذَابُ بِغَتَّةٍ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (۵۵)

(الزمر: ۵۵)

”اور پیروی کرو اس بہترین چیز کی جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔“

اور جو کوئی قرآن کی ہدایات کو سن کر منہ پھیر لیتا ہے، ایسے شخص سے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كَانَ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَسَّشْرُهُ بَعَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ (لقمان: ۷)

”گویا کہ اس کے کانوں میں بوجھ ہے، اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔“

یاد رہے کہ جن اہل حق نے اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس کو ایک جانا، انبیائے کرام کی تصدیق کی اور اس کی نازل کردہ شریعت پر عمل کیا، ان کی منزل جنت ہوگی، اور جن لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا، قیامت کے دن وہ کسی طرح بھی جان بر نہ ہو سکیں گے اور جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِّلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ ۚ وَمَأْوَهُمُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۸﴾ (الرعد: ۱۸)

”جن لوگوں نے اپنے رب کے حکم کی بجا آوری کی، ان کے لیے بھلائی ہے، اور جن لوگوں نے اس کی بات نہ مانی اگر ان کے لیے زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ ہو اور اس کے ساتھ ویسا ہی اور بھی ہو تو وہ سب کچھ اپنے بدلے میں دے دیں۔ یہی ہیں جن کے لیے حساب کی سختی ہے اور جن کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے۔“

سیدنا ابومنویٰ اشعری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّا تُرْجَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ ، وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ كَالثَّمَرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرِّيحَانَةِ ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ، وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ ، طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا .)) •

”جو ایماندار آدمی قرآن پڑھتا اور اس پر عمل بھی کرتا ہے، وہ ترنج (مالٹا) کی طرح ہے، اس کا مزہ بھی اچھا ہوتا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے۔ اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا صرف اس پر عمل کرتا ہے، وہ کھجور کی طرح ہے، جس کا مزہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن خوشبو نہیں ہوتی، اور جو فاجر قرآن پڑھتا ہے وہ بال چھڑ کے پھول کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے، اور مزہ تلخ ہوتا ہے،

اور جو فاجر قرآن نہیں پڑھتا، وہ اندرائن کی طرح ہے جس کا مزہ بھی تلخ ہے اور بو بھی خراب ہے۔“

چھٹا حق: قرآن حکیم کے مطابق فیصلہ کرنا:

قرآن حکیم کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم فرمایا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ
بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۖ وَلَا تَكُنْ لِلْغَافِلِينَ حَصِيماً ۝﴾

(النساء: ۱۰۵)

”یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے، اور خیانت کرنے والوں کے حمایتی نہ بنو۔“

مزید برآں یہ کہ آپ ان کے درمیان صرف قرآن کے ذریعہ فیصلہ کریں، اور حق سے انحراف کر کے گزشتہ اہل ادیان کی خواہشات کی پیروی مت کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ
مِنَ الْحَقِّ﴾ (المائدہ: ۴۸)

”پس آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کیجیے جو اللہ نے (آپ پر) نازل کیا ہے، اور آپ کے پاس جو حق آچکا ہے اُسے چھوڑ کر، ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیے۔“

تورات میں بھی ہدایت اور نور تھا، اسی کے مطابق پہلے انبیاء اور صلحاء امت فیصلے کیا کرتے تھے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ

الَّذِينَ اسْلَمُوا لِلدِّينِ هَادُوا وَالرَّبِّيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا
اسْتَحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ فَلَا تَخْشَوُا
النَّاسَ وَاخْشَوْنِي وَلَا تَشْتَرُوا بِإِيمَانِكُمْ قَلِيلًا مِمَّا
لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٣٣﴾

(المائدہ: ۴۴)

”بلاشبہ ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق
اللہ کے فرمانبردار نبی ان لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے جو یہودی بن گئے تھے
اور اللہ والے علماء بھی، کیونکہ وہ اللہ کی کتاب کی حفاظت کے ذمہ دار بنائے
گئے تھے، اور وہ اس پر گواہ بھی ہیں، پس تم لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ ہی سے ڈرو،
اور میری آیات کو حقیر سے معاوضہ کی خاطر بیچ نہ کھاؤ۔ اور جو اس کے مطابق
فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے تو یہی لوگ کافر ہیں۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”امام مسلم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی
ہے کہ قرآن کریم میں اس معنی کی تینوں آیتیں کفار کے بارے میں ہیں۔ ابو داؤد نے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں کے بارے میں
ہیں، لیکن ان میں بیان کردہ حکم مسلمانوں کو بھی شامل ہے، اس لیے قرآن کریم میں بیان
کردہ احکام میں ہمیشہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے، خصوص سبب کا نہیں۔ یعنی اگرچہ ان میں
بیان کردہ احکام کفار یا یہود کے بارے میں نازل ہوئے، لیکن وہ احکام اب مسلمانوں کو بھی
شامل ہیں۔“ (تیسرے المیزان، ص: ۳۳۷)

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انجیل والے بھی اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا کریں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤٧﴾﴾

(المائدہ: ۴۷)

”اور جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ لوگ فاسق ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی گندی اور گھٹیا حرکتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب فیصلے کا وقت ہو تو یہ اللہ کی شریعت کے بجائے طاغوت کی طرف جانا پسند کرتے ہیں، آگے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ۝۱۱﴾

(النساء: ۶۱)

”ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ کلام اور رسول کی طرف آؤ، تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے رک جائیں گے۔“

ایک جگہ یہودیوں کو ڈانٹ پلائی، اس لیے کہ تورات میں یہ نص موجود تھی کہ جان کے بدلے جان لی جائے گی، لیکن انہوں نے جان بوجھ کر اس کی مخالفت کی اور نصیری کے بدلے قرطی کو قتل کیا، اور قرطی کے بدلے صرف دیت پر اکتفا کیا۔ اس طرح شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم تورات میں پہلے موجود تھا، لیکن انہوں نے تورات میں تحریف کر کے کوڑے لگانے، منہ کالا کرنے اور گلا گھنے پر ہٹھا کر تشہیر کرنے پر اکتفا کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ رجم والی آیت کی تحریف کئے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا وہ کافر ہو گا۔ اس لیے کہ وہاں انہوں نے جان بوجھ کر اللہ کے حکم کا انکار کر دیا تھا اور یہاں انہیں ظالم کہا گیا، اس لیے کہ انہوں نے مظلوم کے ساتھ انصاف نہیں کیا، چنانچہ فرمایا:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۖ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ۖ وَمَن

لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾

(المائدہ: ۴۵)

”اور ہم نے یہودیوں کے ذمے تورات میں یہ بات مقرر کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان، اور آنکھ کے بدلے آنکھ، اور ناک کے بدلے ناک، اور کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔ پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے، اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہیں۔“

حافظ صلاح الدین یوسف اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”گویا انسان اس بات کا مکلف ہے کہ وہ احکاماتِ الہی کو اپنائے، اس کے مطابق فیصلے کرے اور زندگی کے تمام معاملات میں اس سے رہنمائی حاصل کرے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو بارگاہِ الہی میں ظالم متصور ہوگا، فاسق متصور ہوگا اور کافر متصور ہوگا۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے تینوں لفظ استعمال کر کے اپنے غضب اور ناراضگی کا بھرپور اظہار فرما دیا۔ اس کے بعد بھی انسان اپنے خود ساختہ قوانین یا اپنی خواہشات ہی کو اہمیت دے تو اس سے زیادہ بد قسمتی کیا ہوگی؟“ (احسن البیان، ص: ۳۰۵)



باب نمبر: ۵

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق

پہلا حق: صحابہ کرام سے دل و جان سے محبت کرنا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا ایمانی فرائض میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے متعلق فرمایا:

((وَايَةُ الْمُؤْمِنِ: حُبُّ الْأَنْصَارِ.)) •

”مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ انصار سے محبت کرے۔“

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّ وَبَرَأَ السَّمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ ﷺ

إِلَى: ”أَنْ يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.)) •

”قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جاندار مخلوقات کو پیدا فرمایا،

یقیناً نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ مجھ سے مومن محبت کرے گا، اور منافق

بغض رکھے گا۔“

ذیل کی آیت میں یہ بات بیان کی جا رہی ہے کہ اہل ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

محبت کرتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۳۵.

② صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۴۰.

مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾

(المجادلہ: ۲۲)

”اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آئیں گے، بے شک اللہ قوی (توانا) غالب ہے۔ تم ان لوگوں کو نہ پاؤ گے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس سے دوستی رکھتے ہوں، جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں، یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کی تائید انہی نصرت خاص سے مدد کی ہے، اور وہ انہیں (ان) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اس اللہ سے راضی ہوئے، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو، اللہ کا گروہ ہی (دو جہان میں) کامیاب ہونے والے ہیں۔“

دوسرا حق: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی طرح ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْلَمُوا أَن فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۗ

أُولَٰئِكَ هُمُ الرُّشْدُونَ ﴿٤﴾ فَضَّلَا مِنَ اللَّهِ وَ نِعْمَةُ اللَّهِ

عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ﴿٥﴾ (الحجرات: ۸۰۷)

”اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ عموماً تمہارا کہتا رہے تو تم مشکل میں پڑ جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے، اور کفر کو اور بدکاریوں کو اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں، اللہ کے احسان و انعام سے اور اللہ دانا اور با حکمت ہے۔“

”مذکورہ بالا آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں شہادت دی کہ درحقیقت یہی لوگ راہِ حق پر چلنے والے، اور اس پر شدت کے ساتھ قائم رہنے والے ہیں۔ صحابہ کرام پر محض اللہ کا فضل و کرم تھا کہ اس نے ان کے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی، اور کفر و معصیت کی نفرت پیدا کر دی، اور خوب جانتا ہے کہ کون اچھا عمل کرتا ہے اور کون بُرا۔ اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔“ (تیسرے الرضی، ص: ۱۳۹، ۱۴۰)

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ”بیعت رضوان“ کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رضا اور خوشنودی کی خوشخبری دی، ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ

الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَ

أَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾﴾ (الفتح: ۱۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا، اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔“

ذیل کی آیت کریمہ میں ”الناس“ سے مراد رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے مومنین

صادقین ہیں کیونکہ انسانوں کی بہترین صفات اور اعلیٰ اخلاق ان میں پائے جانے کی وجہ سے حقیقت میں وہی لوگ ”آدمی“ تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَتُؤْمِنُ
كَمَا آمَنَ الشُّفَهَاءُ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الشُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا
يَعْلَمُونَ ﴿١٢﴾﴾ (البقرة: ۱۳)

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بے وقوف لائے ہیں، خبردار! یقیناً یہی بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں۔“

ذیل کی آیت کریمہ میں یہ بات بیان کی جا رہی ہے کہ جو کوئی بھی حق واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا، اور مسلمانوں کی راہ یعنی دین اسلام کے علاوہ کسی دوسرے راہ کو اپنائے گا، تو اللہ تعالیٰ اُسے اسی مخالفت رسول اور عدم اتباع اسلام کی راہ پر چھوڑ دے گا، بلکہ اس کی نگاہوں میں اس کی اس روش کو خوبصورت اور عمدہ بنا دے گا یہاں تک کہ جہنم میں جا کرے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَ
يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَ سَاءَتْ مَصِيرًا ﴿١١٥﴾﴾ (النساء: ۱۱۵)

”جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول کی نافرمانی کرے، اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو، اور ہم اسے دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ بری جگہ ہے۔“

اہل کتاب یعنی یہود سے کہا گیا کہ اگر وہ مسلمانوں کے ایمان کی طرح ایمان لے آئیں، اسی ایمان سے متصف ہو جائیں تو وہ لوگ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں گے،

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝﴾ (البقرہ: ۱۳۷)

”اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو سخت اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کرنا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مَنْ بَعْدِي، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) •

”تم میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا طریقہ اپناؤ، اور اسے مضبوطی سے تھامے رہو، اور نئے نئے کاموں سے بچو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

مزید ارشاد فرمایا:

((إِقْتَدُوا بِاللَّذِينَ مِنْ بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِي، أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَاهْتَدُوا بِهَذِي عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ)) •

① سنن ترمذی، ابواب العلم، رقم: ۲۶۷۶، سنن ابن ماجہ، مقدمہ باب اتباع سنة الخلفاء، رقم: ۴۲، مسند احمد ۴/۱۲۶، سنن ابی داؤد، کتاب السنة، رقم: ۴۶-۷، البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔ الارواء، رقم: ۲۴۵۵۔
② سلسلۃ الأحادیث الصحیحة، رقم: ۱۲۳۳۔

”میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابو بکر و عمر کی اقتداء کرنا، اور عمار کی سیرت کو اپنانا اور ابن مسعود کی بیان کردہ احادیث کو مضبوطی سے تھام لینا۔“

تیسرا حق: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و احترام کرنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَكْرِمُوا أَصْحَابِي فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ)) ❶

”تم میرے صحابہ کی عزت کرو بلاشبہ وہ تمہارے بہترین لوگ ہیں۔“

رسول ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَتَّفَقَ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ)) ❷

”تم میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو، پس اگر تم میں سے کوئی ایک احد پہاڑ کی مثل سونا بھی خرچ کر دے تو پھر بھی وہ صحابہ کے ایک مد (۶۵۰ گرام) اور اس کے نصف کو نہیں پہنچ سکتا۔“

چوتھا حق: اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے رحمت و بخشش کی دعا کرنا:

مہاجرین و انصار مدینہ کے بعد آنے والے مومنوں کا وطیرہ یہ ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں تو اپنے ساتھ اپنے تمام گزشتہ اہل ایمان و اسلام بھائیوں کے لیے بھی دعا کرتے ہیں، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صفت ایمان میں مشارکت کی وجہ سے مومنین ایک دوسرے کے کام آتے ہیں، ایک دوسرے سے

۱۔ مصنف عبد الرزاق رقم: ۲۰۷۱۰، السنن الكبرى للنسائی، کتاب عشرة النساء، رقم:

۹۲۲، شیخ البانی نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔ ہدایۃ الرواة رقم: ۵۹۵۷۔

۲۔ صحیح بخاری، کتاب مناقب اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۶۷۳، صحیح مسلم،

باب فضائل الصحابة، رقم: ۶۴۸۷۔

محبت کرتے کرتے ہیں، اسی لیے تو دعا کے آخری حصہ میں ”دل میں کھوٹ“ کی نفی کی گئی ہے، جس کی ضد ”آپس میں محبت“ ہے۔

صحابہ کرام کے ذکر کے بعد دعا میں ”الذین سبقونا بالایمان“ کا قول اس بات کی دلیل ہے کہ اس آیت میں مذکور مومنوں سے مراد وہ اہل سنت والجماعت ہیں جن کا ایمان و عقیدہ صحابہ کرام جیسا ہوتا ہے، اور جو صحابہ کرام سے محبت کرتے ہیں، اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۱۵۶۶)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝﴾

(الحشر: ۱۰)

”اور ان کے لیے جو ان کے بعد آئیں دعا کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے، اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ایمان والوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑی شفقت والا اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔“



اہل علم کے حقوق

پہلا حق: نرم لہجے سے بات کرنا:

اہل علم سے نرم لہجے میں گفتگو کریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَ اعْضُصْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝﴾ (لقمان: ۱۹)

”اپنی رفتار میں میانہ روی کر، اور اپنی آواز پست کر، یقیناً بد سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔“

اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ)) ❶

”نرمی جس چیز میں بھی ہوگی اسے زینت بخشنے گی، اور اسے جس چیز سے نکال دیا جائے وہ اسے بدنما کر دے گی۔“

۲۔ اہل علم کا احترام کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ لَمْ يَجَلَّ كَبِيرَنَا ، وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا .)) ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة باب فضل الرفق، رقم: ۶۶۰۲۔

❷ مسند احمد ۵/ ۲۳۲۳، شیخ شعیب الارناؤط نے اسے ”صحیح لئیرہ“ کہا ہے۔

”وہ شخص میری امت میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم ﷺ کا انتہائی احترام کرتے، ایک مرتبہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار ہیں، آپ نے فرمایا: اے معاذ! آپ کو معلوم ہے کہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: ((اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ)) ”اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔“^۱

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل علم کا احترام کرنا ان کا حق ہے۔

۳۔ اہل علم کی صحبت اختیار کرنا:

اہل علم اور طلبہ کی صحبت اختیار کرنے کا حکم اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود اپنے نبی ﷺ کو فرمایا:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ﴾ (الکہف: ۲۸)

”اے نبی! اپنے آپ کو ہمیشہ ان کے ساتھ رکھیے جو صبح و شام اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی رضا جوئی کے خواستگار رہتے ہیں۔“

۴۔ اہل کی طرف طلب علم کے لیے سفر کرنا:

اہل علم کی طرف طلب علم کی خاطر سفر کرنا بڑا بابرکت ہے۔ سیدنا کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”میں ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک آنے والا آیا، اور کہنے لگا: اے ابو درداء! میں مدینہ الرسول سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، کسی دنیاوی منفعت کے لیے نہیں، بلکہ میرا مطمح نظر وہ حدیث حاصل کرنا ہے جو آپ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، تو اس وقت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرما

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا: ”جو کوئی حصولِ علم کے لیے کسی راستہ میں چلتا ہے، وہ جنت کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔“ *

ایک مرتبہ مسجد نبوی کے صحن میں مجلس لگی ہوئی تھی۔ امام شافعی رحمہ اللہ جیسے امام، دوزانوں بیٹھے ہیں، ہارون الرشید نے امام مالک رحمہ اللہ کو بلوایا ہے، امام صاحب جواب دیتے ہیں کہ علم کے پاس لوگ آتے ہیں، علم لوگوں کے پاس نہیں جاتا۔

((اَلْمُلُوكُ عَلَى بَابِ الْعُلَمَاءِ ، لَا الْعُلَمَاءُ عَلَى بَابِ الْمُلُوكِ .))

ہارون الرشید خود حاضر ہوتا ہے۔ کسی نے کہا خلیفۃ المسلمین آرہے ہیں اگر تخلیہ فرمائیں تو بہتر ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”کسی شخص کی منفعت کی خاطر اعادہ عام کا خون نہیں کیا جاسکتا۔“



باب نمبر: ۷

مسلمانوں کے حقوق

پہلا حق: السلام علیکم کہنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا،
 أَوْ لَا أَذْلكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفَشُوا السَّلَامَ
 بَيْنَكُمْ.))^①

”تم جنت میں نہیں جاسکتے تا وقتیکہ پورے مؤمن نہ ہو جاؤ، اور یہ ممکن نہیں
 جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو جائے۔ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتا دوں جس
 کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت اور یگانگت پیدا ہو جائے (وہ یہ ہے کہ)
 سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ إِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا
 إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ٨٦﴾ (النساء: ٨٦)

”اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا
 دو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهِ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا)) ❶

”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو چاہیے کہ اسے سلام کرے، پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت، دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملنا ہو تو پھر سلام کہنا چاہیے۔“

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تین چیزیں ہیں جو شخص انہیں اکٹھا کرے اس کا ایمان مکمل ہو گیا۔

((الْإِنصَافُ مِنْ نَفْسِكَ ، وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالَمِ ، وَالْإِنْفَاقُ مِنَ الْأَقْتَارِ)) ❷

”اپنے آپ سے انصاف کرنا، اور سب لوگوں کو سلام کہنا، اور تنگی کی حالت میں خرچ کرنا۔“

دوسرا حق: دعوت قبول کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ ، قِيلَ : مَا هُنَّ ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! قَالَ : إِذَا لَقِيَتهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَأَنْصَحْ لَهُ ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَشَمِّمْتُهُ ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدُّهُ ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ)) ❸

”ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: جب تیری اس سے

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الادب رقم: ۵۲۰۰، سلسلۃ الصحیحۃ رقم: ۱۸۶۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۲۸۔

❸ صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: ۵۶۵۱۔

ملاقات ہو تو اسے سلام کہو، جب دعوت پر مدعو کرے تو دعوت قبول کرو، جب نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرو، چھینک مار کر ”الحمد للہ“ کہے تو اس کے جواب میں تم ”یرحمک اللہ“ کہو، جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وفات پا جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔“
 جو کسی کی دعوت قبول نہیں کرتا اس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((فَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ))^①
 ”جس نے دعوت و لیمہ قبول نہ کی اس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔“

تیسرا حق: مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا:

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے کہا: کس سے؟ آپ نے فرمایا:
 ((لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ ، وَلِرَسُولِهِ ، وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ))^②
 ”اللہ سے، اس کی کتاب سے، اس کے رسول سے، مسلمانوں کے حکمرانوں سے اور عام مسلمانوں سے۔ (دین خیر خواہی ہے)۔“

چوتھا حق: مریض کی عیادت کرنا:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ))^③
 ”بے شک مسلمان جب اپنے مریض مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے وہ اتنی

① صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم: ۳۵۲۲۔

② صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۹۶۔

③ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة رقم: ۶۵۵۲۔

دیر جنت کے باغوں سے خوشہ چینی کرتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرزند آدم سے فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں بیمار پڑا تھا تو نے میری خبر نہیں لی۔ بندہ عرض کرے گا کہ اے میرے مالک و پروردگار! میں کیسے تیری تیمارداری یا بیمار پرسی کر سکتا تھا تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا، تو نے اس کی عیادت نہیں کی اور خبر نہیں لی۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خیریت اور تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: میں تجھے کیسے کھانا کھلا سکتا تھا تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، تو نے اس کو کھانا نہیں دیا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ اے ابن آدم! میں نے پینے کے لیے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا: میں تجھے پانی کیسے پلاتا؟ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا، تو نے اس کو نہیں پلایا۔ سن! اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔“

پانچواں حق: مسلمان چھینکنے والا ”الحمد لله“ کہے تو ”یرحمک الله“ کہنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے

دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں:

((رَدُّ السَّلَامِ ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ ،

وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ))

① صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۵۵۶۔

② صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۴۰، صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: ۲۱۶۲۔

”سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، اور چھینکنے والے پر ”یرحمک اللہ“ کہہ کر اس کے لیے دعائے رحمت کرنا۔“

چھٹا حق: جنازہ پڑھنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے جنازے میں شرکت کی، اور نماز جنازہ پڑھی، تو اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے، اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا: ((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ)) ❶

”دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔“

ساتواں حق: صلہ رحمی کرنا:

سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ، فَيُغْرِضُ هَذَا وَيُغْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) ❷

”کسی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کو تین راتوں سے زیادہ (عرصہ کے لیے) چھوڑ دے (یعنی اس سے روٹھا رہے) ایسے کہ وہ دونوں ملیں تو ایک ادھر منہ پھیر لے، اور دوسرا اُدھر منہ پھیر لے، تو ان دونوں میں بہتر سلام کے ساتھ ابتدا کرنے والا ہے۔“

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا،

❶ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۲۵۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۷۷۔

وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا،
وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)) ❶

”بدگمانی سے بچو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، لوگوں کے عیوب کی جستجو نہ کرو، لوگوں کی بات کی ٹوہ میں نہ رہو، حرص نہ کرو، آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں بغض و عداوت نہ رکھو، آپس میں قطع رحمی نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرح بھائی بھائی بن کر رہو۔“

ایک اور حدیث میں فرمایا:

((وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا،
وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا،
الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ،
التَّقْوَىٰ هَهُنَا وَيُشِيرُ إِلَىٰ صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ
الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ
حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعَرِضُهُ)) ❷

”آپس میں حسد نہ کرو، دوسرے کی بولی پر بغیر نیت خرید کے بولی نہ بولو، آپس میں بغض و عداوت نہ رکھو، آپس میں قطع رحمی نہ کرو، کسی دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ پیش کرو، اور اللہ کے بند و بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے، نہ اس کو حقیر سمجھے، تقویٰ یہاں ہے۔ آپ نے تین مرتبہ اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا: آدمی کے لیے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر

❶ صحیح بخاری کتاب الادب، رقم: ۶۰۶۶۔

❷ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة رقم: ۶۵۴۱۔

مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو حرام ہے۔“

اللہ رب العالمین نے کائنات کو ایک ہی رشتہ بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱﴾ (النساء: ۱)

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے نا طے توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْمُؤْمِنُ يَلْمُؤْمِنٍ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، ثُمَّ شَبَكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.)) ❶

”ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت جیسا ہے اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں جمال کر دکھایا (کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم وابستہ اور پیوستہ ہونا چاہیے)۔“

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)) ❷

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۲۶، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۵۸۵۔
❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۵۹۸۴، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۵۲۰۔

”جنت میں قطع رحمی کرنے والا نہ جاسکے گا۔“

آٹھواں حق: دکھ تکلیف نہ پہنچانا:

سیدنا ابو حرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((مَنْ ضَارَّ أَضَرَ اللَّهُ بِهِ ، وَمَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ .))^①
 ”جس نے کسی مسلمان کو ضرر پہنچایا، اللہ تعالیٰ اسے ضرر دے گا، اور جس نے
 کسی مسلمان کو مشقت میں مبتلا کیا، اللہ تعالیٰ اسے مشقت اور مصیبت میں مبتلا
 فرمائے گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے
 مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، اس لیے کہ کسی کو پتہ نہیں شاید شیطان
 اس کے ہاتھ سے تلوار کھینچ لے اور وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرے۔^②

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ ، وَمَنْ كَانَ فِي
 حَاجَةٍ أَخِيهِ ، كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً
 فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَاتٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا
 سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))^③

”ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (اس لیے) نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی

① سنن ابی داؤد ، کتاب القضاۃ ، رقم ۳۶۳۵ ، سنن ترمذی ، کتاب البر والصلة ، رقم :

۱۹۴۰ ، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری ، کتاب الفتن ، رقم : ۷۰۷۲ ، صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، رقم :
 ۲۶۰۷ .

③ صحیح بخاری ، کتاب المظالم ، رقم : ۲۴۴۲ ، صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ،
 رقم : ۲۵۸۰ .

کرے، نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لیے اس کو بے یار و مددگار چھوڑے، اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے گا، اور جو کسی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت کی مصیبتوں میں سے اس کی مصیبت دور کریں گے، اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔“

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کا آپس میں گہرا تعلق ان الفاظ میں

بیان فرمایا:

((الْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ ، إِنْ اشْتَكَتْ عَيْنُهُ ، اشْتَكَى كُلُّهُ ، وَإِنْ اشْتَكَى رَأْسُهُ ، اشْتَكَى كُلُّهُ)) •

”تمام مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا بدن تکلیف میں مبتلا رہتا ہے، یا سر میں تکلیف ہوتی ہے، تو تب بھی پورا بدن تکلیف محسوس کرتا ہے۔“

نواں حق: عزت و آبرو کی حفاظت کرنا:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) •

”مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے، اور اسے ناحق قتل کرنا کفر ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی دنیا کی مصیبتوں اور سختیوں میں سے کسی مسلمان کی مصیبت کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز قیامت کی سختیوں میں سے اس کی کوئی سختی دور فرما دے گا، اور جو کوئی کسی تنگ دست کے لیے

① صحیح مسلم ، کتاب البر والصلة ، رقم : ۶۵۸۹ .

② صحیح بخاری ، کتاب الایمان ، رقم : ۴۸ ، صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، رقم : ۶۴ .

دنیا میں آسانی پیدا کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرمائے گا اور فرمایا:

((وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا ، سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)) •

”جو کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے گا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔“

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضِ أَخِيهِ ، رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) •

”جس شخص نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے کو آتش جہنم سے محفوظ رکھے گا۔“

سوال حق: مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرنا:

اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی عدم موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کہی جائے جسے وہ پسند نہیں کرتا، چنانچہ اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں غیبت سے بایں الفاظ منع فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَ لَا تَجَسَّسُوا وَ لَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا

صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، رقم: ۲۶۹۹.

سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۳۱، مسند احمد، ۶/۴۴۹، ۴۶۱، شیخ
اے ”صحیح“ کہا ہے۔ غایۃ المرام (۴۳۱).

أَحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۖ وَ اتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ﴿١٢﴾ (الحجرات: ۱۲)

”اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تمہیں اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی لکھتے ہیں ”آیت میں غیبت کو مردے کا گوشت کھانے سے اس تشبیہ دیا گیا ہے کہ جس طرح مردے کو خبر نہیں ہوتی کہ کوئی اس کا گوشت کھا رہا ہے، اسی طرح غیبت کیے جانے والے کو خبر نہیں ہوتی کہ کوئی اس کی عیب جوئی کر رہا ہے۔ آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ آدمی کی عزت اس کے گوشت کی مانند ہے، جس طرح اس کا گوشت کھانا حرام ہے، اسی طرح اس کی عزت کے بارے میں بات کرنی حرام ہے۔ اور مقصود غیبت سے نفرت دلانی ہے، کیونکہ انسانی طبیعتیں آدمی کا گوشت کھا سے نفرت کرتی ہیں۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۱۳۵۳)

گیا رہو اس حق: اللہ کے لیے محبت کرنا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ ، إِلَّا عَفَّرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرَقَا)) ①

”جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔“

① سنن ترمذی، کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی المصافحة، رقم: ۲۷۲۷، سنن داؤد، کتاب الادب، رقم: ۵۲۱۲، سلسلة الصحیحة، رقم: ۵۲۵.

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادُّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ
 الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهْرِ
 وَالْحُمَى)) •

”ایمان والوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کھانے، محبت کرنے اور شفقت و
 مہربانی میں تم جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ جب اس کے کسی ایک عضو کو
 تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے باقی سارے اعضاء بھی بخار اور بے خوابی میں اس
 کے شریک حال ہو جاتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَانِسِينَ فِيَّ
 وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ)) •

”کہ میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہے جو باہم میری وجہ سے محبت
 کریں، اور میری وجہ سے مل کر بیٹھیں، اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں،
 اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔“

رہواں حق: مسلمان بھائی کو حقیر نہ سمجھے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے
 مسلمان کا بھائی ہے اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے، مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اسے بے یار و
 دگار نہ چھوڑے، اور فرمایا:

صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۱۱۔

موطا، کتاب الشعر، رقم: ۱۶، مسند احمد، ۵/۲۳۳، ۲۴۷، شیخ شعیب الارناؤط نے
 ”صحیح“ کہا ہے۔

((وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَىٰ هُنَا، وَيُشِيرُ إِلَىٰ صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسَبِ أَمْرِي مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمَهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ))^①

”اور اسے حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے، پھر آپ نے تین بار اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے فرمایا کہ:

((يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفِضِ الْإِيمَانَ إِلَىٰ قَلْبِهِ، لَا تَوَدُّوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَّبَعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَّبَعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَّبَعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ))^②

”اے وہ لوگو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح نہیں اترنا۔ مسلمانوں کو ستانے اور عار دلانے اور شرمندہ کرنے اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو، ورنہ اللہ بھی اسے رسوا کرے گا جو کسی مسلمان کو (اس کے عیب تلاش کر کے) رسوا کرے گا اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی کیوں نہ ہو۔“

① صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۵۴۱، صحیح بخاری، کتاب المظالم، رقم: ۲۴۴۲۔

② سنن ترمذی، کتاب البر، رقم: ۲۰۳۲، سنن ابو داؤد کتاب الادب، رقم: ۴۸۸۰۔

الہامی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

والدین کے حقوق

پہلا حق: والدین کا ادب و احترام کرنا:

والدین کا ادب و احترام بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا، وہاں والدین کے ادب و احترام کو بڑا درجہ عنایت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تُنْهَهِمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ٣١﴾ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا ٣٢﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴)

”اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر دیا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔“

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری والدہ مشرک ہونے کی حالت

میں قریش سے مصالحت کے زمانہ میں میرے پاس آئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ اسلام سے بیزار ہیں، کیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((نَعَمْ)) •

”ہاں (اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو)۔“

دوسرا حق: والدین کا حکم ماننا:

اللہ تعالیٰ نے والدین کے حق میں اس قدر اطاعت گزار رہنے کا حکم دیا ہے کہ اگر وہ شرک کے علاوہ کسی اور چیز کا جو حکم دیں تو اس کو ماننا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصْلُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَ لِيَوَالِدَيْكَ ۖ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ١٥﴾ وَإِنْ جَاهَدَكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبُهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۚ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ١٦﴾ (لقمان: ١٤، ١٥)

”ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑوائی دو برس میں ہے، یہ کہ تم میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کرو، میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو، تو ان کا کہنا نہ مان، ہاں! دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔ تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے، تم جو کچھ کرتے ہو پھر میں اس سے تمہیں خبردار کروں گا۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ
أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾﴾ (التوبة: ٢٣)

”اے ایمان والو! اپنے باپ دادا کو اور اپنے بھائیوں کو رفیق نہ بناؤ، اگر وہ
لوگ ایمان کے خلاف کفر کو پسند کریں اور تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا
تو وہی لوگ ظالم ہیں۔“

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ
مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ
إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ
وَآيَدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ
حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٤﴾﴾

(المجادلہ: ٢٢)

”تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر کہ وہ
اس سے دوستی رکھتے ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، خواہ وہ
ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے
والے ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور
ان کی اپنی تائید سے مدد کی ہے، اور وہ انہیں (ان) جنتوں میں داخل کرے گا
جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، ان سے اللہ راضی ہوا
، اور وہ اس سے راضی ہوئے، یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، خوب یاد رکھو، اللہ کا

گروہ ہی (دو جہان میں) کامیاب ہونے والے ہیں۔“

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ)) •

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کر دی ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے بارے

میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْشِّرْكُ بِاللَّهِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ ، وَعَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَوْلُ

الزُّوْرِ)) •

”اللہ کے ساتھ شریک کرنا، کسی بندے کو ناحق قتل کرنا، ماں باپ کی نافرمانی و

ایذا رسانی، اور جھوٹی گواہی دینا۔“

تیسرا حق: والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَمْرِ الْبِرِّ صَلَوةَ الرَّجُلِ أَهْلَ وَدِّ أَبِيهِ ، بَعْدَ أَنْ يُؤَلَّى)) •

”باپ کی خدمت اور حسن سلوک کی ایک اعلیٰ قسم یہ ہے کہ اس کے انتقال کے

بعد اس کے دوستوں کے ساتھ تعلق رکھا جائے، اور باپ کی دوستی و محبت کا حق

ادا کیا جائے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی ذلیل ہو،

خوار ہو، رسوا ہو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۴۷۳، صحیح مسلم، کتاب الاقضية، رقم: ۴۴۸۶.

② صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۵۹۷۷، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۶۱.

③ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۵۱۵.

((مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) ❶

”وہ بد نصیب جو ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک ہی کو بڑھاپے کی حالت میں پائے، پھر (اسے خوش کر کے) جنت حاصل نہ کرے۔“

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ بِالْأَيْدِي إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِمَّنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطْنٌ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّيْتُكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ❷﴾

(الانعام: ۱۵۱)

”آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے: وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تمہیں اور ان کو رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو۔ ہاں مگر حق کے ساتھ، اس کا تمہیں تاکید حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔“

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَآءَ لَآ تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ❸﴾

وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾

(البقرہ: ۸۳)

”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نماز قائم رکھنا، اور زکوٰۃ دیتے رہنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔“

مزید برآں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا
وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ
الْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ ﴿٣٦﴾

(النساء: ۳۶)

”اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، قرابت داروں سے، یتیموں اور محتاجوں سے اور قرابت والے ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے اور مسافر سے اور جو تمہاری ملک (کینر یا غلام) (اچھا برتاؤ کرو) بے شک اللہ تعالیٰ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑ مارنے والا ہو۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا

وَوَضَعْتُهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِضْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا
بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ
أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَتِي وَأَنْ
أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ
إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ (الاحقاف: ١٥)

”اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی کمال قدرت کے زمانے کو اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا: اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد کو بھی صالح بنا میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(رَضِيَ الرَّبُّ فِي رَضَى الْوَالِدِ، وَسُخِطَ الرَّبُّ فِي السُّخِطِ
الْوَالِدِ۔)) •

”اللہ کی رضا والدین کی رضا مندی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی بھی والدین کی ناراضگی میں ہے۔“

چوتھا حق: والدین کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ
فَلِلّٰهِ الدِّينُ وَ الْاَقْرَبِينَ وَ الْيَتٰمٰی وَ الْمَسْكِيْنِ وَ الْبَنِ
السَّبِيْلِ ۚ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝۲۱۵﴾

(البقرہ: ۲۱۵)

”آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے! جو مال تم خرچ
کر دو وہ ماں باپ کے لیے ہے، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور
مسافروں کے لیے ہے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔“

سیدنا معاویہ بن جاحمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد نے حاضر خدمت ہو کر
رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے۔ آپ سے مشورہ کے لیے آیا
ہوں؟ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہاری ماں موجود ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں،
چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَزَمَهَا ، فَإِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلِهَا)) ❶

”اس کی خدمت کو لازم پکڑو کیونکہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔“

پانچواں حق: والدین کو گالی دینے سے پرہیز کرنا:

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کبیرہ گناہوں میں سے اپنے والدین کو گالی دینا ہے۔ کہا گیا کہ کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ
کو گالی دیتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

((نَعَمْ اَيُّسَبُّ اَبَا الرَّجُلِ ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ ، فَيَسُبُّ
اُمَّهُ)) ❷

❶ سنن النسائی، کتاب الجہاد، رقم: ۳۱۰۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۱۳۔

”ہاں! کہ وہ کسی آدمی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے، اور وہ اُس کی ماں کو گالی دے، اور وہ اس کی ماں کو گالی دے۔“

چھٹا حق: والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ، أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ)) ❶

”مومن کو جس عمل یا جن نیکیوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے ان میں سے ایک تو علم ہے جسے اس نے سیکھا اور پھر اس کی اشاعت کی، دوسرا نیک اولاد جو اس نے چھوڑی، تیسرا وہ نسخہ قرآن جو اس نے کسی کو تلاوت کے لیے دیا، چوتھا وہ مسجد جو اس نے تعمیر کروائی، پانچواں وہ مسافر خانہ جو اس نے مسافروں کے لیے بنایا، چھٹا وہ نہر جو اس نے جاری کی، ساتواں وہ صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں صحت مند ہوتے ہوئے اپنے مال سے کیا، ان سب کاموں کا ثواب اس کے مرنے کے بعد بھی اسے پہنچتا رہے گا۔“

والدین کے لیے بایں الفاظ دعا کرے:

﴿رَبِّتَنَا غَفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ ❷ (ابراہیم: ۴۱)

اے ہمارے رب! مجھے، میرے والدین اور مومنوں کو روزِ جزا بخش دینا۔“

❶ سنن ابن ماجہ، مقدمہ، باب ثواب معلم الناس، رقم: ۲۴۲، شیخ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔ الارواء (۶/۲۹)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ
إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ
لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۖ ﴿٢٣﴾ وَخَفِضْ
لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۖ ﴿٢٤﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴)

”اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر دیا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔“

اللہ تعالیٰ والدین کے ادب و احترام اور ان کے ساتھ اچھے سلوک کا ایک نمونہ سید ابراہیم علیہ السلام کا کردار پیش کرتے ہوئے فرمایا:

﴿إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ
وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ۖ ﴿٢٥﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ
مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۖ ﴿٢٦﴾ يَا أَبَتِ لَا
تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ۖ ﴿٢٧﴾
يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ
لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ۖ ﴿٢٨﴾ قَالَ أَرَأَيْتَ أَنْتَ عَنْ إِلَهِي يَأْتِرْهُ هِمٌّ

لَیْنٌ لَّمْ تَنْتَهَ لِأَرْجَمَتَكَ وَ اهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴿۴۱﴾ قَالَ سَلِّمْ عَلَیْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ۖ إِنَّهُ كَانَ بِنِ حَفِیًّا ﴿۴۲﴾

(مریم: ۴۲ تا ۴۷)

”جب کہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں۔ میرے ابا جان! آپ دیکھیے، میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں۔ تو آپ میری ہی مایہ، میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا۔ میرے ابا جان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آ جائیں، شیطان تو رحم و کرم والے اللہ کا بڑا ہی نافرمان ہے۔ ابا جی! مجھے خوف لگا ہوا ہے کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الہی نہ آن پڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں۔ اس نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے۔ سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا۔ جا، ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہ، کہا: اچھا تم پر سلام ہو۔ میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا وہ مجھ پر حد درجے مہربان ہے۔“

فائدہ:..... لیکن جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے اپنی براءت

کا اعلان کر دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ آیت (۱۱۴) میں فرمایا ہے:

﴿وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَبَّىٰ تَبِيًّا لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۴﴾﴾

”اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت مانگنا صرف اُس وعدے کے سبب تھا جو انہوں نے اس سے کر رکھا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اس سے اظہارِ برأت کر دیا، واقعی

ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۸۷۷)

باب نمبر: ۹

اولاد کے حقوق

پہلا حق: نیک اولاد کی دعا:

اولاد کے حقوق میں سے پہلا حق یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کی دعائیں کر لے، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس عمل کو مومنین کی صفت قرار دیا ہے۔

﴿وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا
قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝﴾

(الفرقان: ۷۴، ۷۵)

”اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور

اولادوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔“

”حسن بصری سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بندہ مسلم

اپنی بیوی، اپنے بھائی اور اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا مطیع و فرمانبردار دیکھے، اس

سے بڑھ کر اس کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب اور کیا ہو سکتا ہے۔ ابن جریج

نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ خویش و اقارب گناہوں اور جرائم کا ارتکاب

کر کے ہمارے لیے ننگ و عار کا سبب نہ بنیں۔“ (تیسیر الرحمن، ۱۳۰۷/۰)

والدین کا فرض ہے کہ جب انہیں اولاد کی نعمت سے نوازا جائے تو اس کی نیکی کر

دعائیں رب تعالیٰ سے کرتے رہیں، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ لَا شَكَّ فِيهِنَّ: دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ،

وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ) •

”تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، اور والد کی اپنی اولاد کے لیے دعا۔“

دوسرا حق: اولاد کو قتل نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ وَصَّيْتُكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾﴾

(الانعام: ۱۵۱)

”آپ کہیے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرما دیا ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں، اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس بھی مت جاؤ خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس کو قتل مت کرو۔ ہاں مگر حق کے ساتھ، اسی کا تمہیں تاکید حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔“

اللہ تعالیٰ نے ”سورہ بنی اسرائیل“ میں اسی مضمون کو کچھ اس طرح سے بیان فرمایا کہ

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ

إِيَّاكُمْ إِنَّا قَتَلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيرًا ﴿٣١﴾ (بنی اسرائیل : ۳۱)
 ”اور مفلسی کے خوف سے اپنی اولادوں کو مار نہ ڈالو! انہیں اور تمہیں ہم ہی
 روزی دیتے ہیں یقیناً ان کا قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔“

تیسرا حق: اولاد کا اچھا نام رکھنا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ، تُذَبِّحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِغِ، وَيُحْلَقُ
 رَأْسُهُ وَيُسَمَّى)) ❶

”بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، جو ساتویں دن اس کی طرف سے ذبح کیا
 جائے گا، اور اس کا نام رکھا جائے گا، اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں
 گے۔“

نبی کریم ﷺ ناموں کے بارے میں بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَاءٍ كُمْ إِلَى اللَّهِ: عَبْدُ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ)) ❷

”تمہارے ناموں میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نام: عبد اللہ، اور عبد
 الرحمان ہیں۔“

اور ایک روایت میں ”حارث“ نام کو بھی پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ ❸

چوتھا حق: اولاد کی اچھی تربیت کرنا:

اس سلسلے میں ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ سنن ابن ماجہ، ابواب الذبائح، رقم: ۳۱۶۵، سنن نسائی، کتاب العقیقہ، رقم: ۴۲۲۵، سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، رقم: ۲۸۳۷، شیخ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے
 الارواء، رقم: ۱۱۶۵۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الادب، رقم: ۵۵۸۷۔

❸ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۹۰۴۔

جس نے اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنے میں کوتاہی کی اور اس کو نظر انداز کر دیا، تو اس نے بہت بڑی غلطی کی، کیونکہ اولاد میں اکثر فساد والدین ہی کی طرف سے آتا ہے، اور اگر انہوں نے بے پرواہی سے کام لیا اور دین کے فرائض و سنن کی تعلیم نہ دی تو ایسی اولاد نہ تو اپنے آپ کو فائدہ دے سکے گی، اور نہ اپنے والدین کے لیے خیر کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ ایک باپ نے اپنے بیٹے کو اس کی بدسلوکی پر ڈانٹا تو اس نے کہا: ابوجان! آپ نے بچپن میں میرا حق خدمت ادا نہیں کیا تو میں نے بڑے ہو کر نافرمانی کی ہے، آپ نے مجھے بچپن میں ضائع کیا تو میں آپ کو بڑھاپے میں ضائع کر رہا ہوں۔

پانچواں حق: نماز کی تلقین کرنا:

اللہ تعالیٰ نے نماز کے حوالے سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا بھی کی کہ وہ انہیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنادے، اور ان کی تمام دعاؤں کو بالعموم اور ان دعاؤں کو بالخصوص قبول فرمائے۔

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي تُزَكِّتُهَا وَتَقْبَلُ دُعَاءِ ۝﴾ (ابراہیم: ۴۰)

”اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ، اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مُرُوا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُوا سَبْعًا، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوا عَشْرًا، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) •

”جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو، اور اگر دس سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کے لیے مارو، اور انہیں الگ الگ سلاؤ۔“

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

﴿وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ۖ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ
مَرْضِيًّا ۝﴾ (مریم: ۵۵)

”وہ اپنے گھر والوں کو برابر نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے، اپنے پروردگار کی
بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول تھے۔“

ایسے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں۔

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا تَسْأَلُكَ رِزْقًا
نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى ۝﴾ (طہ: ۱۳۲)

”اپنے گھر والے لوگوں پر نماز کی تاکید رکھیں، اور خود بھی اس پر پابندی کیجیے،
ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود آپ کو روزی دیتے ہیں، آخرت کا
انجام پر ہیزگاری ہی کا ہے۔“

”بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں پوری امت مراد ہے، یعنی سب لوگ اپنے
گھر والوں کو نماز کا حکم دیں، آپ ﷺ اس حکم میں بدرجہ اولیٰ داخل ہیں۔
آپ سے کہا گیا ہے کہ آپ نماز کی پابندی کیجیے، اور امور دنیا میں مشغول ہو کر
اس سے غافل نہ ہو جائیے۔“ (تیسیر الرحمن ۱/۹۱۵)

چھٹا حق: اولاد کے ساتھ شفقت سے پیش آنا:

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ النَّبَاتِ بِشَيْءٍ فَأَخْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا
مِنَ النَّارِ)) ۝

”جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی،

اور ان کے ساتھ اس نے اچھا سلوک کیا، تو یہ بیٹیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
 ((لَا يَكُونُ لِأَحَدٍ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، أَوْ ثَلَاثَ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❶

”جس کسی کی بھی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں، اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اسے جنت ملے گی۔“

نبی کریم ﷺ نے شفقت کے حوالے سے ایک اچھے معاشرہ کے قیام کے لیے روشن ہدایت فرمائی۔

((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوقِّرْ كَبِيرَنَا . فَلَيْسَ مِنَّا)) ❷
 ”جو شخص ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

و آپ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

((مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ)) ❸

”جو شخص رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔“

ساتواں حق: دین اسلام کا علم سکھانا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❶ صحیح الادب المفرد للالبانی ۱/ ۱۰۳.

❷ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۱۹، مسند احمد ۲/ ۲۰۷، سلسلۃ

لصحیحة، رقم: ۲۱۹۶.

❸ صحیح بخاری کتاب الادب، رقم: ۵۹۹۷.

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))^①

”علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“

پس والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو نیکی کی تعلیم دیں اور برائی سے بچنے کی تلقین کریں۔

آٹھواں حق: عدل و مساوات قائم کرنا:

اولاد میں عدل و مساوات کے متعلق امام بخاری و مسلم نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس لڑکے کو اپنا ایک غلام ہدیہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اسی طرح اپنے ہر لڑکے کو ہدیہ کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَارْجِعْهُ))^②

”تو پھر اس سے بھی واپس لے لو۔“

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسا سلوک اپنے تمام لڑکوں کے ساتھ کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو آپ نے فرمایا:

((اتَّقُوا اللَّهَ، وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ))

”اللہ سے ڈرو، اور اپنے بچوں میں عدل و مساوات کا معاملہ کرو۔“

ایک تیسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کیا تم نے اسی طرح تمام لڑکوں کو غلام دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((فَلَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ، آيِسْرُكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ

① سنن ابن ماجہ، المقدمة، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم: ۲۲، ۲۳، البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ تخریج فقہ السیرة، رقم: ۷۱۔

② صحیح بخاری، کتاب الہبة، رقم: ۲۵۸۶، صحیح مسلم، کتاب الہبات، رقم: ۴۱۸۶۔

سَوَاءٌ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ: فَلَا، إِذَا)) ❶

”تو پھر مجھے گواہ نہ بناؤ میں ظلم و زیادتی کا گواہ نہیں بنوں گا، پھر فرمایا: کیا تمہارے لیے یہ بات خوش آئند نہیں ہوگی کہ وہ سب بھی تمہارے ساتھ برابری کا حسن سلوک کریں؟ عرض کیا: کیوں نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: لہذا تم بھی ان کے ساتھ برتاؤ میں تفریق و امتیاز نہ کرو۔“

نواں حق: اولاد کے لیے حسب استطاعت مال و دولت چھوڑنا:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ میں بیمار تھا، اور رسول اللہ ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے، میں نے عرض کیا: حضور میرے پاس مال ہے، کیا میں اپنا کل مال خیرات کرنے کی وصیت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: اچھا تو نصف مال؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: اچھا تو ایک تہائی سہی، فرمایا:

((وَالثُلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدْعُهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَأَنْتَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللَّقْمَةُ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي إِمْرَأَتِكَ، وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَكَ فَيَتَّقِيَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ)) ❷

”خیر! مگر تہائی بھی بہت ہے، اگر تم اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر مروتیہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ کر مرو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھیریں، اور تم جو کچھ مال خرچ کرو گے وہ تمہارے واسطے صدقہ (ثواب) ہے حتیٰ کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو، اور امید تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (تم کو زندہ رکھے گا، اور) تمہارے ذریعہ سے کسی کو نفع اور کسی کو ضرر پہنچائے گا۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب الشهادات، رقم: ۲۶۵۰، صحیح مسلم، کتاب الہبات، رقم:

۴۱۸، ۴۱۸۵.

❷ صحیح بخاری، کتاب الوصایا، رقم: ۲۷۴۲.

حقوق زوجین

(۱) خاوند کے حقوق (بیوی کے فرائض)

پہلا حق: خاوند کو خوش رکھنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧٨﴾﴾

(البقرہ: ۲۲۸)

”عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے، اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔“

اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ حَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَ رَمَضَانَ وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا أَدْخِلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ))

”جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے اس کو خوش رکھے تو قیامت کے دن اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے رہیں گے، جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ يَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤَدِّي إِلَيْهِ شَطْرَهُ)) •

”جس عورت کا خاوند گھر پر موجود ہو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر کے اندر نہ آنے دے، وہ اپنے شوہر کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر جو صدقہ خیرات کرے گی اس کا آدھا ثواب اس کے شوہر کو ملے گا۔“

بیوی کو خاوند کے لیے آرائش و زیبائش کرنی چاہیے یہ مستحسن عمل ہے، اور مثالی بیوی وہ ہے جسے دیکھ کر اس کا خاوند خوش ہو جائے۔

دوسرا حق: خاوند کا حکم ماننا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۖ فَالْطَّيْلُحُتُ قَبِيذٌ خِفِظَتْ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۗ وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْبِرْ بُوهُنَّ ۚ فَإِنْ

اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا
كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ (النساء: ۳۴)

”مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں، پس نیک، فرمانبردار عورتیں اور خاوند کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت میں (مال و عزت کی) نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔ اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو، اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، اور انہیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو؛ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ النِّسَاءِ الَّتِي تَسْرُهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَلِمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ)) ۝

”سب سے اچھی عورت وہ ہے کہ جس وقت اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے، جب اسے حکم دے تو بجالائے، اپنی ذات اور مال کے بارے میں خاوند کو ناگوار گزرنے والی بات نہ کرے۔“

تیسرا حق: خاوند کے مال کی حفاظت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا)) ۝

”عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے، اور اس سے اس کی رعایا کے بارے

میں سوال ہوگا۔“

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا)) •

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! کوئی عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کر لے۔“

چوتھا حق: خاوند کی شکرگزاری:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((رَأَيْتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا: بِمَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ ”بِكُفْرِهِنَّ“ قِيلَ: أَيَكْفُرْنَ بِاللَّهِ؟ قَالَ: يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)) •

”آج میں نے جہنم دیکھی ہے، اور اس جیسا منظر (اس سے پہلے) کبھی نہیں دیکھا، میں نے جہنم میں عورتوں کی اکثریت دیکھی“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! وہ کیوں؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں! اگر تم کسی عورت پر زمانے بھر کے احسان بھی کر دو لیکن جب اس (عورت) کی مرضی کے خلاف (کوئی بات) ہو جائے تو کہے گی: میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔“

① سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، رقم: ۱۸۵۳، سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۲۰۳۔

② صحیح مسلم، کتاب الکسوف، رقم: ۲۱۰۹۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر عید گاہ تشریف لے گئے، راستے میں آپ ﷺ کا گزر عورتوں پر ہوا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ. فَقُلْنَ:

وَيْهَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتُكْفِرْنَ الْعَشِيرَ)) •

”اے عورتو! صدقہ کیا کرو میں نے جہنم میں دیکھا ہے کہ عورتوں کی تعداد زیادہ

ہے، عورتوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! اس کی وجہ کیا ہے؟“ آپ ﷺ

نے ارشاد فرمایا ”تم لعن و طعن بہت زیادہ کرتی ہو، اور اپنے شوہر کی ناشکری

کرتی ہو۔“

(۲) بیوی کے حقوق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الْدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ)) •

”دنیا تمام کی تمام سامان زینت ہے، اور اس کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔“

جیسا کہ خاوند کے بیوی کے ذمہ حقوق ہیں، اس طرح بیوی کے خاوند کے ذمہ

حقوق ہیں، ذیل کی سطور میں اختصاراً ان کا ذکر آ رہا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سب

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو فرمایا تھا کہ

((إِنَّ لِرِزْوَجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) •

”یقیناً تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۳۰۴۔

② صحیح مسلم، کتاب الرضاع، رقم: ۳۶۴۹۔

③ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: ۱۹۷۴۔

پہلا حق: بھلائی کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ
كِرْهًا ۖ وَلَا تَعْضَلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ
إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيَّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ
فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ
فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝﴾ (النساء: ۱۹)

”ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو، انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے۔“

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا))^۱

”عورتوں کے حق میں ہمیشہ بھلائی کی وصیت قبول کرو۔“

دوسرا حق: گالی گلوچ سے اجتناب:

سیدنا حکیم بن معاویہ نے اپنے باپ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم: ۳۳۳۱، مسلم، کتاب الرضاع،

تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ))^①

”جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے، اور جب تو پہنے تو اسے بھی پہنائے، اور اس کے منہ پر نہ مارے، اور نہ اسے گالی گلوچ دے، اور گھر کے علاوہ اس سے الگ نہ رہے۔“

رسول اللہ ﷺ کی عمومی حدیث:

”کسی مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑنا کفر ہے۔“^②

ایک اور حدیث میں ہے:

”وہ شخص مومن نہیں جو دوسروں کو لعن و طعن کرے، فحش گوئی اور بدزبانی سے کام لے۔“^③

تیسرا حق: اچھا سلوک کرنا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي))^④

”وہ آدمی تم میں سے زیادہ اچھا اور بھلا ہے جو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو،

اور آپ نے فرمایا کہ میں اپنی بیویوں کے لیے تم میں سب سے اچھا ہوں۔“

اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے اچھا سلوک کرنے کی ہدایات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿أَجَلْ لَكُمْ لَيْلَةُ الصِّيَامِ الرَّفْقُ إِلَى نِسَائِكُمْ ۖ هُنَّ

فِي لَيْسَ لَكُمْ وَ أَنْتُمْ لِيَسَّ لَهُنَّ ۖ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ

تُخَافُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالَّذِينَ

① مسند احمد ۳/۵، سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، رقم: ۲۱۴۲، شیخ البانی نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۴۴۔

③ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۷۷، سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۳۲۰۔

④ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، رقم: ۱۹۷۷، سلسلۃ الصحیحۃ رقم: ۲۸۵۔

بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا
حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ
الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصِّيَامَ إِلَى الْيَلِّ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَ
أَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا
كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِنَّاسٍ لِّعَالَمِهِمْ يَتَّقُونَ ﴿١٨٥﴾

(البقرہ: ۱۸۷)

”روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لیے حلال کیا گیا، وہ
تمہارا لباس ہیں، اور تم ان کے لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ کو تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا
علم ہے، اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرمایا، اب تمہیں ان
سے مباشرت اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم
کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر
ہو جائے پھر رات تک روزے کو پورا کرو، اور عورتوں سے اس وقت مباشرت
نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو، یہ اللہ کی حدود ہیں تم ان کے
قریب بھی نہ جاؤ، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لیے بیان فرماتا
ہے تاکہ وہ بچیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضَلَعٍ، وَإِنَّ
الْعَوَجَ مَا فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبَتْ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ
تَرَكَتَهُ، لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا)) ۱

”لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو، بلاشبہ

ان کی تخلیق پہلی سے ہوئی ہے، اور زیادہ کچی پہلی کے اوپر کے حصے میں ہوتی ہے، اگر تم اس ٹیڑھی پہلی کو (سختی سے) سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور اگر اسے یونہی چھوڑ دو گے تو پھر وہ ہمیشہ ویسی ہی ٹیڑھی رہے گی۔ اس لیے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔“

ایک اور روایت میں ہے:

((إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضَلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ فَإِنْ اسْتَمْتَعَتْ بِهَا اسْتَمْتَعَتْ بِهَا، وَفِيهَا عَوَجٌ وَإِنْ ذَهَبَتْ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا، وَكَسَرُهَا طَلَا فَهَا)) ❶

”عورت پہلی سے پیدا کی گئی ہے، تم کسی بھی صورت میں اسے سیدھا نہیں کر سکتے، اگر تم اس سے ٹیڑھی رہتے ہوئے لطف اندوز ہو گے تو تبھی اس سے لطف اندوز ہو سکتے ہو، ورنہ اگر اسے سیدھا کرنے لگو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور اس کا ٹوٹنا طلاق ہے۔“

چوتھا حق: مار پیٹ نہ کرنا:

سیدنا عبد اللہ بن زمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ)) ❷

”تم میں سے کوئی یہ حرکت نہ کرے کہ صبح اپنی بیوی کو غلام باندی کی طرح مارے پیٹے، اور پھر شام کو اس سے خلوت کرنے لگے۔“

”اگر بیوی نافرمانی کرے اور شوہر کے ساتھ بدسلوکی کرے، تو شوہر اسے اپنے

❶ صحیح مسلم، کتاب الرضاع، رقم: ۳۶۴۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۵۲۰۴.

حقوق یا ددلائے، اللہ کی ناراضگی اور اس کے عذاب سے ڈرائے، اور اسے بتائے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”اگر میں کسی کو کسی انسان کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو کہتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“ اور پٹائی اور طلاق کی طرف بھی اشارہ کرے، اگر اچھی ہوگی تو یہی نصیحت کافی ہوگی، ورنہ ایک بستر پر سونے کے باوجود اس سے بات کرنا اور ہمبستری بند کر دے، اور صبر کرے، یہاں تک کہ وہ نافرمانی سے باز آ جائے، اور یہ برتاؤ ایک ماہ سے زیادہ کے لیے نہ ہو، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حصہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا، جب انہوں نے آپ ﷺ کا ایک خفیہ راز عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دیا تھا۔ یہ برتاؤ ”ایلاء“ کی طرح چار ماہ کے لیے نہیں ہوگا۔ اگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو تو اس کی پٹائی کرے، لیکن یہ پٹائی ایسی نہ ہو جس سے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹ جائے یا کوئی عضو بری شکل کا ہو جائے۔“ (تیسیر الرحمن، ص : ۲۵۸-۲۵۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿وَالَّذِينَ يَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْتَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا﴾

(النساء: ۳۴)

”اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں ڈر ہو، انہیں وعظ و نصیحت کرو، اور بستر میں ان سے علیحدگی اختیار کر لو، اور انہیں مارو، پھر اگر تمہاری اطاعت کرنے لگیں، تو ان کے سلسلے میں کوئی اور کارروائی نہ کرو۔“

پانچواں حق : وقت دینا :

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا واقعہ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں :

”نبی ﷺ نے سیدنا سلمان اور سیدنا ابوذر داء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات

کروائی۔ سلمان رضی اللہ عنہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو دیکھا کہ ام درداء رضی اللہ عنہا سادے اور بے رونق کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ انہوں نے کہا: تم نے یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ کہا: تمہارے بھائی ابوالدرداء کو دنیا میں کسی چیز کی کوئی حاجت ہی نہیں۔ ابوالدرداء آئے، ان کے لیے کھانا بنایا اور کہا: کھاؤ، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں روزے سے ہوں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں ہرگز نہیں کھاؤں گا۔“ چنانچہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا رات آئی اور سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے جانے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: سو جاؤ، یہاں تک کہ جب رات کا آخری پہر آیا، تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا: ”تم پر تمہارے رب کا بھی حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا بھی حق ہے، اس لیے ہر صاحب حق کو اس کا حق دو۔“ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا تذکرہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((صَدَقَ سَلْمَانُ)) •

”سلمان نے سچ کہا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ

”وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دوڑ میں مقابلہ کیا اور جیت گئیں۔ پھر جب (کچھ عرصہ بعد ان کے) بدن پر گوشت چڑھ گیا اور وہ فرہ بدن ہو گئیں تو ایک سفر میں اسی طرح دوڑ کا مقابلہ کیا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے (یعنی جیت گئے) آپ ﷺ نے فرمایا:

((هَذِهِ بَيْتُكَ السَّبْقَةَ)) ❶

”عائشہ! یہ اس جیت کا بدلہ ہے۔“

چھٹا حق: جہنم کی آگ سے بچانا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَ قُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ❶﴾

(التحریم: ۶)

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے، اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ جو حکم کیا جائے بجالاتے ہیں۔“

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الْإِمَامُ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا، وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ، وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) ❷

”تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے، اور ہر شخص سے اس کے متعلق اور ماتحت

سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، رقم: ۳۵۷۸، البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۸۹۳، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، رقم: ۱۸۲۹۔

رہنے والے لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام ذمہ دار ہے، اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کے بارے میں ذمہ دار ہے، اور اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے، اور اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ خادم اپنے سید کے مال کا ذمہ دار ہے، اور اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے، اور ہر شخص سے اس کے متعلقین اور ماتحت رہنے والے لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔“

ساتواں حق: بیوی پر خرچ کرنا:

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا أَنْفَقَ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً، وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً))^①

”یقیناً مسلمان جب اپنے اہل و عیال پر کچھ خرچ کرتا ہے، اور اس میں وہ ثواب کی نیت رکھتا ہے، تو وہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوگا۔“

”سیدنا حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تَضْرِبَ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحَ، وَلَا تَهْجُرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ))^②

”جب تم کھانا کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اور اس

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۰۰۶، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، رقم: ۲۳۲۲۔
 ② سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، رقم: ۲۱۴۲، شیخ البانی نے اسے ”حسن“ صحیح قرار دیا ہے۔

کے چہرے پر نہ مارو، اسے برا بھلا نہ کہو، اور اس سے علیحدگی اختیار نہ کرو مگر گھر کے اندر۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ((دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مَسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ)) ۱

”ایک دینار تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار غلام کے آزاد کرنے میں صرف کیا، ایک دینار مسکینوں پر صدقہ کیا، اور ایک دینار گھر والوں پر خرچ کیا، تو جو دینار گھر والوں پر خرچ کیا اس کا اجر سب سے زیادہ ہے۔“

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ((إِنَّكَ لَنْ تَنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجَهَ اللَّهِ، إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلَ فِيهِ إِمْرَأَتَكَ)) ۲

”تم اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے جو کچھ بھی کرو گے اس پر تمہیں اجر ملے گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی اجر پاؤ گے جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔“

ٹھوٹھواں حق: مہر ادا کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأْتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ مَخْلَوَاتٍ ۚ فَإِنْ ظَنَنْتُمْ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَدِيَّةً مَرْيُومًا ۝﴾ (النساء: ۴)

”اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دے دو ہاں اگر وہ خود اپنی خوشی سے

تمہارے لیے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھا دیو۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللَّهِ، رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، قَضَى حَاجَتَهُ مِنْهَا، طَلَّقَهَا وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا)) ❶

”اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی کسی عورت سے نکاح کرے، پھر جب اپنی ضرورت پوری کر لے، تو اسے طلاق دے دے اور اس کا مہر بھی ادا نہ کرے۔“

نواں حق: بیوی کو گھر کی زینت بنانا:

بیوی کو گھر میں سہولیات مہیا کی جائیں نہ کہ ضروریات زندگی کو حاصل کرنے کے لیے مشکلات میں ڈالا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ٣٣﴾ (الاحزاب: ۳۳)

”اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو، اور نماز ادا کرتی رہو، اور زکوٰۃ دیتی رہو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت گزاری کرو، اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کی گھر والیو! تم سے وہ ہر قسم کی لغویات کو دور کر دے، اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔“

.....

مساجد کے حقوق

پہلا حق: مساجد کی تعمیر:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ((مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) ❶

”جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بنائے، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔“

دوسرا حق: مساجد میں نماز پڑھنا:

سیدنا بشیر بن حیان کا بیان ہے کہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اور ہم مسجد بنا رہے تھے، وہ ہمارے پاس ٹھہر گئے، سلام کیا، اور کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا، يُصَلُّ فِيهِ، بَنَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلَ مِنْهُ)) ❷

”جو شخص مسجد بنائے، اور اس میں نماز ادا کی جائے، اللہ عزوجل اس کے لیے جنت میں اس سے بہتر (گھر) بنا دیتے ہیں۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۵۰، صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم: ۷۴۷۰۔

❷ مسند احمد ۳/ ۴۹۰، شیخ شعب الارناؤط نے کہا کہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

تیسرا حق: مساجد کو صاف رکھنا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت یا نوجوان مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی (ایک دفعہ) وہ رسول اللہ ﷺ کو نظر نہ آئی تو آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا، صحابہ نے کہا کہ وہ تو فوت ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں کی؟ (راوی کا کہنا ہے کہ گویا انہوں نے اسے معمولی سمجھا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر پر لے چلو، چنانچہ صحابہ آپ کو اس کی قبر پر لے گئے، اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، اور فرمایا:

((إِنَّ هَذِهِ الْقُبُورَ مَمْلُوءَةٌ ظُلْمَةً عَلَى أَهْلِهَا، وَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ

يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِي عَلَيْهِمْ)) ۵

”بلاشبہ یہ قبریں اندھیروں سے بھری پڑی ہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ میری دعا اور نماز کے ذریعے انہیں منور کر دیتا ہے۔“

.....

اللہ پر بندے کے حقوق

جب بندہ مؤمن خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، تو رب العالمین اسے اپنے عذاب سے بچا لیتا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا پیغمبر خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَقَلَّا أَبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ: لَا تُبَشِّرُهُمْ فَيَتَكَلَّبُوا)) •

”اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو بندہ شرک نہ کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو عذاب نہ کرے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، وہ بھروسہ کر بیٹھیں گے۔“

اور ایسے ہی جب کوئی بندہ مؤمن اپنے مؤمن بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ رب العزت اس کی مدد اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے، چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ، مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)) •

① صحیح بخاری، کتاب الجہاد، رقم: ۲۸۵۶، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۴۴۔

② صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۶۹۹۔

”اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ

اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔“

سیدنا ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدو سامنے آیا اور آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر بولا کہ یا رسول اللہ! مجھے وہ بات بتائیے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ رسول اللہ ﷺ رک گئے، اور اپنے صحابہ کی طرف دیکھا، اور فرمایا کہ اسے اچھی توفیق ملی ہے، پھر اس بدو سے فرمایا کہ ذرا پھر کہنا! اس نے اپنا سوال دہرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((تَعْبُدُ اللَّهَ، وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي

الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ، دَعِ النَّاقَةَ)) •

”صرف اللہ کی عبادت اور بندگی کرتے رہو، اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو، نماز قائم کرتے رہو، زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اور صلہ رحمی کرو، یہ فرما کر اس سے کہا کہ اب ہماری اونٹنی کو چھوڑ دو۔“

.....

ہمسایوں کے حقوق

رسول کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق معاشرہ کے استحکام اور ترقی کا دار و مدار اس پر ہے کہ معاشرے کا ہر فرد خیر اور بھلائی کے امور میں ایک دوسرے کا مددگار بنے، اور ان کا باہمی رابطہ ہمدردی ایثار اور قربانی پر مبنی ہو۔ آپ ﷺ نے اسی جذبے کو فروغ دینے کے لیے ہمسایوں کے حقوق متعین فرمائے، اور ان کے حقوق کی اتنی زیادہ اہمیت بیان فرمائی کہ وہ اپنے حقوق کی ادائیگی کے لحاظ سے قربات داروں تک پہنچ گیا۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورِثُهُ)) ❶

”مجھے جبرائیل علیہ السلام ہمیشہ ہمسائے کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا عنقریب وہ اسے وارث بنا دیں گے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ۝﴾

(النساء: ۳۶)

”اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور اچھا

سلوک کرو ماں باپ سے، اور قرابت داروں سے، اور یتیموں، اور محتاجوں سے، اور قرابت والے ہمسائے سے، اور اجنبی ہمسایہ سے، اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملکیت ہوں (کنیز، غلام) بے شک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑانے والا ہو۔“

جو چیز تمہیں پسند ہے، ہمسائے کے لیے بھی وہی پسند کرو، چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِجَارِهِ أَوْ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) ❶

”مجھے اہل ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے ہمسائے یا اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

((إِذَا طَبَخْتَ مَرْقَةً، فَأَيِّخِزْ مَاءَهَا، وَتُعَاهِدْ جِيرَانَكَ)) ❷

”جب تم شوربا پکاؤ، تو اس میں ذرا پانی زیادہ ڈال لیا کرو، اور اپنے ہمسایہ کا بھی خیال رکھا کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا گزر ہوا وہ کہنے لگا:

((يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فَلَانَةَ يُذَكِّرُ مِنْ كَثَرَةِ صَلَاتِهَا، وَصِيَامِهَا، وَصَدَقَتِهَا، غَيْرَ أَنَّهَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ: ((هِيَ فِي النَّارِ)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِنَّ فَلَانَةَ يُذَكِّرُ مِنْ قِلَّةِ صِيَامِهَا،

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۷۰۰

❷ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۶۸۸

وَصَدَقَتْهَا، وَصَلَاتُهَا، وَهَنَا تَصَدَّقُ بِالثَّوَارِ مِنَ الْأَقْطِ، وَلَا تُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ: ((هِيَ فِي الْجَنَّةِ))^①

”اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کا بہت نمازیں پڑھنے، روزہ رکھنے، اور خیرات کرنے کا چرچا ہے، مگر وہ اپنی زبان سے اپنے ہمسائے کو تکلیف دیتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ عورت جہنمی ہے۔“ (پھر) عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت کم روزے رکھنے، کم صدقہ دینے، اور کم نمازیں پڑھنے میں مشہور ہے، وہ پیر کے گلے سے گلوے ہی خیرات کرتی ہے، لیکن زبان سے اپنے کسی ہمسائے کو تکلیف نہیں پہنچاتی فرمایا کہ ”وہ جہنمی ہے۔“

نبی اکرم ﷺ نے ہمسائے کے حقوق کی ادائیگی کو ایمان کا حصہ قرار دیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ يَوْمٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ))^②

”جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے پڑوسی کو نقصان نہ پہنچائے۔“

آپ ﷺ نے ہمسائے کی عزت نفس اور اس کے گھر کے تقدس کا احترام کرنے کا حکم فرمایا:

((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِجَارَتِهَا وَلَوْ فَرَسَيْنِ شَاةٍ))^③

”اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو کوئی شے دینے میں حقارت محسوس

نہ کرے، خواہ (وہ) بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ، وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ))^④

① مسند احمد ۲/ ۴۴۰، شیخ شعیب الارناؤط نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۱۸، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۷۳۔

③ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۱۷۔

④ الادب المفرد، باب لا یشبَع ذون تجارة، رقم: ۱۱۲، شیخ الہانی نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

مشکاۃ، رقم: ۴۹۹۱۔

”وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں (رہنے والا) پڑوسی بھوکا ہو۔“

جس شخص سے اس کے ہمسایوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے، ایسے شخص کے متعلق احادیث رسول اللہ ﷺ میں بڑی وعید شدید آئی ہے، چنانچہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

((وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ، قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يُؤْمِنُ جَارَهُ بِوَأَيْقِهِ)) *

”اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، اللہ ذوالجلال کی قسم! وہ شخص مومن نہیں، صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اس کے شرور و آفات سے محفوظ نہیں۔“

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)) *

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو، اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہو۔“

اچھے ہمسائے کو رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی زندگی میں سعادت کا ایک رکن قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

① صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۱۶، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۷۲۔

② مسند احمد ۲/۱۶۸، سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۴۴، علامہ البانی نے اس کی سند کو ”قوی“ کہا ہے۔

((مِنْ سَعَادَةِ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِي الدُّنْيَا الْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَنْزِلُ الْوَاسِعُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِئُ)) •

”مسلمان کی خوش بختی اور سعادت ان چیزوں میں ہے کہ اس کے پاس وسیع مکان، نیک پڑوسی، اور آرام دہ سواری ہو۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، أَوْ يُحِبَّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلْيُصَدِّقْ حَدِيثَهُ إِذَا حَدَّثَ، وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا اتَّخِمَ، وَلْيُحْسِنْ جَوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ)) •

”جسے یہ پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے، یا اللہ اور اس کا رسول اسے پسند کرے، تو اس کو چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو سچی کرے، اور جب اسے امانت پکڑائی جائے تو اسے ادا کرے، اور اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔“

اور ہمسایوں میں سے بھی آپ ﷺ نے قریبی دروازے والے کو ترجیح دی، اور دوسروں کے حقوق پر فوقیت بخشی، چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

((إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَلِإَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ: لِأَيِّ أَقْرَبَهُمَا مِنْكَ بَابًا)) •

”میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے تحفہ کسے بھیجوں؟ آپ نے فرمایا: جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہے۔“

① مسند احمد ۳/ ۴۰۸، شیخ شعیب الارناؤط نے اس کی سند کو ”صحیح الثمرہ“ کہا ہے۔

② شعب الایمان للبیہقی رقم: ۱۵۳۳، شیخ البانی نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔ مشکاة، رقم: ۴۹۹۰۔

③ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۲۰۔

مذکورہ قرآنی آیات اور احادیث سے پڑوسیوں کے حقوق کی اہمیت پوری طرح واضح ہوتی ہے، لہذا ہر آدمی کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، اور ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم پڑوسیوں کے حقوق احسن طریقے سے ادا کر سکیں۔ (آمین)



قریبی رشتہ داروں کے حقوق

بعثت نبوی سے قبل غرب معاشرہ میں خاندانی عصیت کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے اس عصیت کا قلع قمع کیا، اور معاشرے کو سخت مند معاشرتی روابط، با مقصد وابستگی اور انسانی ہمدردی پر مبنی بنیادیں فراہم کیں۔ اس معاشرتی انقلاب نے تعصبات میں الجھے ہوئے معاشرے کو ان روایات سے آشنا کر دیا جو اعلیٰ انسانی اقدار پر مشتمل تھیں۔ قرآن حکیم میں اہل قرابت سے حسن سلوک کی کئی مقامات پر تاکید کی گئی:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ﴾

(النحل: ۹۰)

”بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل و احسان کا حکم فرماتا ہے، اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا۔“

ذیل کی سطور میں قریبی رشتہ داروں کے حقوق کا مختصر مگر جامع بیان آ رہا ہے۔

پہلا حق: صلہ رحمی کرنا:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي، وَلَكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحْمَةُ وَصَلَهَا)) •

”وہ آدمی صلہ رحمی کا حق ادا نہیں کرتا ہے جو بدلے کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے، صلہ رحمی کا حق ادا کرنے والا دراصل وہ ہے جو اس حالت میں بھی صلہ رحمی

کرے جب اس کے قربت دار اس کے ساتھ قطع رحمی (اور حق تلفی) کا معاملہ کریں۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسَبِّطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) •

”جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو، اور دنیا میں اس کے قدم تا دیر رہیں (یعنی اس کی عمر دراز ہو) تو وہ اہل قربت کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔“

اللہ تعالیٰ نے قطعی رحمی سے بایں الفاظ منع فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱﴾ (النساء: ۱)

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور خواتین پھیلا دیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے نا طے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرض کرنے لگا:

((يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لِيَ قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونِي وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ، وَيَسْسُونُ إِلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ، فَقَالَ لَنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تَسِفُهُمُ وَالْمَلُ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنْ

اللَّهُ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَالِكَ)) ❶

”اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے جڑتا ہوں لیکن وہ مجھ سے کٹتے ہیں، میں ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ فرمایا: اگر یہی بات ہے جو تم نے بیان کی تو تم ان کا منہ خاک سے بھرتے ہو، جب تک تم اسی طریقے پر کاربند رہو گے اللہ تعالیٰ برابر تمہاری مدد فرماتا رہے گا۔“

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((الرَّحِمُ شَجِنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: مَنْ وَصَلَكَ وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكَ قَطَعْتَهُ)) ❷

”رشتہ عرش سے لٹکا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا، اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔“

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)) ❸

”قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا۔“

سیدنا عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، إِزْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمَكُم مِّنَ السَّمَاءِ)) ❹

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۲۲۵۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۵۹۸۷۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۵۹۸۴، صحیح مسلم، کتاب البر، رقم: ۶۵۲۰۔

❹ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۹۴۱، سنن ترمذی، کتاب البر، رقم: ۱۹۲۴،

سلسلة الصحيحة رقم: ۹۲۲۔

”اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کھانے والوں اور رحم کا معاملہ کرنے والوں پر اللہ کی خاص رحمت ہوگی، تم زمین والی مخلوق کے ساتھ رحم کا معاملہ کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔“

سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ)) ❶

”اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا، جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

((لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ)) ❷

”رحم کا جذبہ بد بخت کے سوا اور کسی کے دل سے نہیں نکالا جاتا۔“

دوسرا حق: حسن سلوک سے پیش آنا:

اللہ تعالیٰ کا پر ارشاد ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا
وَبِالْقُرْبَىٰ وَالْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ❸﴾

(النساء: ۳۶)

”اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور قرابت داروں کے ساتھ، یتیموں کے ساتھ، مساکین

❶ صحیح بخاری کتاب التوحید، رقم: ۷۳۷۶، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، رقم: ۶۰۳۰۔

❷ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۲۳، البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

المشكاة، رقم: ۴۹۶۸، مسند احمد ۲/۳۰۱۔

قریبی ہمسائے، اور پہلو کے ہمسائے کے ساتھ، اور قریبی دوست کے ساتھ، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملکیت میں (لوٹڈی، غلام) ہوں (ان کے ساتھ) بے شک اللہ تعالیٰ اترانے والے، بڑھانے والے کو نہیں پسند کرتا۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادُّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمَى)) ۹

”مومنین کی آپس میں مثال محبت اور مہربانی کرتے ہوئے، ایک جسم کی طرح ہے کہ جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے، تو سارے جسم کے اعضاء بے خوابی اور بخار کی طرف ایک دوسرے کو بلا تے ہیں۔“

تیسرا حق: عدل و انصاف کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝۹۰﴾ (النحل: ۹۰)

”اللہ تعالیٰ عدل، بھلائی اور قربت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی کے کاموں، اور ناشائستہ (کاموں) حرکتوں، اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ دَنِبَ أَخَذَ أَنْ يُعْجَلَ اللَّهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا

مَعَ مَا يَدْخُرُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ))^①
 ”ظلم و زیادتی اور قطع رحمی دو جرم ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخرت کی سزا کے ساتھ
 دنیا ہی میں ان کو فوری سزا بھی دیتا ہے (ان دو جرموں کے علاوہ اور کوئی ایسے
 جرم نہیں کہ جن کی سزا کا اللہ تعالیٰ اس طرح اہتمام کرتا ہو)۔“

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟
 قَالُوا: بَلَى، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَفَسَادُ
 ذَاتِ الْبَيْنِ: الْحَالِقَةُ))^②

”کیا میں تمہیں روزہ، زکوٰۃ اور نماز سے بھی بڑے درجے کی نیکی نہ بتاؤں؟
 ہم نے کہا کہ ضرور! اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا کہ وہ آپس کی
 مصالحت ہے، اور آپس کی دشمنی ایمان کھودیتی ہے۔“

چوتھا حق: رشتہ داروں سے تعاون کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
 ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ
 وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ
 تَذَكَّرُونَ ③﴾ (النحل: ۹۰)

”اللہ تعالیٰ عدل، بھلائی اور قربت داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم
 دیتا ہے، اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں، اور ظلم و زیادتی سے روکتا

① سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ۲۵۱۱، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۹۰۲، شیخ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۹۱۹، شیخ البانی نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔

ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کر رہا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔“

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَ الْمَسْكِیْنَ وَ الْبْنَ السَّبِیْلِ وَ لَا

تُبَدِّلْ تَبْدِیْلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: ۲۶)

”اور رشتے داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور

بے جا خرچ کرنے سے بچو۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا یَأْتِلْ اُولَ الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْا اُولِی

الْقُرْبٰی وَ الْمَسْكِیْنَ وَ الْمُهَاجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَیَعْفُوْا

وَ لَیَصْفَحُوْا ۚ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یُّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

رَّحِیْمٌ ۝﴾ (النور: ۲۲)

”تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں، انہیں اپنے قرابت داروں،

مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی قسم نہیں کھالینی چاہیے،

بلکہ معاف کر دینا، اور درگزر کر لینا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے

قصور معاف فرمادے؟ اللہ قصوروں کو معاف فرمانے والا مہربان ہے۔“

نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الْصَّدَقَةُ عَلَى الْمَسْكِیْنِ صَدَقَةٌ، وَ هِیَ عَلَى ذِی الرَّحِمِ

بِثَنَانٍ: صَدَقَةٌ، وَ وَصِلٌ)) ❶

”کسی مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے، اور یہی صدقہ کسی رشتے دار پر کیا

❶ سنن ترمذی، کتاب الزکاة، رقم: ۶۵۸، مسند احمد ۳/۴۰۲، سنن النسائی، کتاب

الزکاة، رقم: ۲۵۸۳، شیخ الہانی نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

جائے تو اس کی حیثیت دو گنا نہ ہو جاتی ہے، ایک صدقے کی، اور دوسری صلہ رحمی کی۔“

آپ ﷺ نے محروم المعیشت اور اقرباء اور رشتہ داروں کی معاشی بحالی پر بھی زور دیا، اور معاشرے کے صاحب حیثیت افراد کو معاشی طور پر کمزور اقرباء کے اس حق کی ادائیگی کی تلقین فرمائی، چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ”مدینہ میں اکثر انصاریوں کے پاس کھجوروں کے باغات ہی بطور مال ہوا کرتے تھے، اور بیرحاء نامی باغ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ محبوب تھا، یہ باغ مسجد نبوی کے سامنے تھا، اور نبی کریم ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور (اس کنوئیں کا) پانی پیا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم آیا تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”تم اس وقت تک نیکو کاری حاصل نہ کر سکو گے جب تک اپنے پسندیدہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے۔ مجھے یہ باغ سب سے زیادہ محبوب ہے، لہذا میں اسے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں، اور اس کے ثواب کا امیدوار ہوں۔ آپ نے شاباش دی اور فرمایا: یہ بڑا مفید اور فائدہ رساں مال ہے لیکن میرے نزدیک یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرو، سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسا ہی کیا جائے گا، اور حسب وعدہ انہوں نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں بانٹ دیا۔“

یا نچواں حق: ایک دوسرے کو تکلیف دہ باتیں نہ کہنا اور احسان نہ جتلانا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ
قَالُوا لِنَبِيِّ لَهُمْ اابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا
قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا
مِنْ دِيَارِنَا وَابْتِغَاءَ نَفْسِنَا فَمَا كُنَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا
إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۖ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٣٧﴾﴾

(البقرہ: ۲۴۶)

”اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو،
جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے، اور نہ
اللہ پر ایمان رکھے، نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے،
جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زور دار مینہ برسے، اور وہ اسے بالکل صاف
اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی،
اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو راہ نہیں دکھاتا۔“

.....

باب نمبر: ۱۵

بہن بھائیوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱﴾ (النساء: ۱)

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناٹے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الَّتِي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۚ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝۶﴾

(الاحزاب: ۶)

”پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں، اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، اور رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے بہ نسبت دوسرے

مومنوں اور مہاجرین کے آپس میں زیادہ حقدار ہیں، ہاں تمہیں اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنے کی اجازت ہے یہ حکم لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ فَازْرُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝۸﴾

(النساء: ۸)

”اور جب تقسیم کے وقت قرابت دار، اور یتیم، اور مسکین آجائیں، تو تم اس میں سے تھوڑا بہت انہیں بھی دے دو، اور ان سے نرمی سے بولو۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَىٰ أَحَاكَ بِوَجْهِ طَلْقٍ، وَأَنْ تُفْرِعَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءٍ أَخِيكَ)) ۝

”تم حسن سلوک کی کسی صورت اور کسی قسم کو بھی حقیر مت سمجھو، اور اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ تم اپنے بھائی سے ٹلфтہ روٹی (خوش رو چہرے) کے ساتھ ملو، اور یہ بھی کہ تم اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أُمُّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ. ۝۸ أَدْنَاكَ)) ۝

”کہ ایک شخص نے رسول معظم ﷺ سے دریافت کیا کہ مجھ پر خدمت اور

① مسند احمد ۳/ ۳۴۴، سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۷۰، البانی رحمہ اللہ نے اسے

”صحیح“ کہا ہے، التعلیق الرغیب ۳/ ۲۶۴.

② صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۵۰۱.

حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”تمہاری ماں“ میں پھر کہتا ہوں کہ تمہاری ماں، میں پھر کہتا ہوں کہ تمہاری ماں، اس کے بعد تمہارے باپ کا حق ہے، اس کے بعد جو تمہارے قریبی رشتہ دار ہوں، پھر جو ان کے بعد قریبی رشتہ دار ہوں۔“

.....

یتیموں کے حقوق

رسول کریم ﷺ نے معاشرے کے دیگر محروم المعیشت طبقات کی طرح یتیموں کے حقوق کا بھی تعین فرمایا تاکہ وہ بھی کسی معاشرتی یا معاشی قتل کا شکار ہوئے بغیر زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھ سکیں۔ ذیل کی سطور میں ان حقوق کا تذکرہ اختصار اور جامعیت کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

پہلا حق: یتیموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا
وَ بِذِي الْقُرْبَىٰ وَ الْيَتَامَىٰ وَ الْمَسْكِينِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَ
الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنُوبِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ وَ مَا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ (النساء: ۳۶)

”اور اللہ کی بندگی کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، والدین سے اچھا برتاؤ کرو، نیز قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار ہمسایوں، اور اجنبی ہمسایوں، اپنے ہم نشین اور مسافر، ان سب سے اچھا سلوک کرو، نیز لونڈی، غلاموں سے بھی جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔ اللہ مغرور اور خود پسند لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔“

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝﴾

(الضحیٰ : ۹، ۱۰)

”پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجیے، اور نہ ہی کسی سائل کو جھڑکیے۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اللَّهُمَّ! إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: الْيَتِيمِ، وَالْمَرْأَةِ)) ۝

”اے اللہ! میں دو ضعیفوں یعنی یتیم، اور عورت کے حقوق کے غصب کرنے کا

احترام کرتا ہوں۔“

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ إِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ
و بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَ الْيَتَامَىٰ وَ الْمَسْكِينِ
وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۚ وَ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ ۚ
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَ أَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ۝۸۳﴾

(البقرہ: ۸۳)

”اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ، اور لوگوں کو اچھی بات کہنا، نمازیں قائم رکھنا، اور زکوٰۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔“

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ میں فرمایا:

﴿فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ ۚ وَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ

إِضْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ ۖ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ
يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْتَبَكُمْ ۚ إِنَّ
اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٠﴾ (البقرہ: ۲۲۰)

”دنیا اور آخرت کے بارے میں، نیز وہ آپ سے یموں کے بارے میں بھی
سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے تم اگر ان کا مال
اپنے مال میں ملا بھی لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں، بدنیت اور نیک نیت ہر ایک کو
اللہ خوب جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں مشقت میں ڈال دیتا، یقیناً اللہ
تعالیٰ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔“

دوسرا حق: مال کی حفاظت کرنا:

یموں کی مالی کفالت میں احتیاط اور نگرانی پر زور دیا گیا تاکہ ان کی املاک ضائع نہ
ہوں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ
فَلِلَّهِ الْإِدْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَ لِلْيَتَامَىٰ وَ الْمَسْكِينِ وَ الْبَنِ
السَّبِيلِ ۚ وَ مَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٢١٥﴾﴾
(البقرہ: ۲۱۵)

”وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے: جو مال تم خرچ
کر وہ ماں باپ کے لیے ہے، اور رشتہ داروں، اور یموں، اور مسکینوں، اور
مسافروں کے لیے ہے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ﴿٥﴾

(النساء: ۲)

”اور یتیموں کو ان کے مال دے دو، اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو، اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھانہ جاؤ، بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔“

جو لوگ ناحق طریق سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، ان کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي

بُطُونِهِمْ نَارًا وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾﴾ (النساء: ۱۰)

”جو لوگ ناحق طریق سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں، اور وہ البتہ دوزخ میں جائیں گے۔“

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَابْتَغُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ

مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا

إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ

وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ

أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَ كَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٦﴾﴾

(النساء: ۶)

”اور یتیموں کو ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے، اور آزماتے رہو، پھر اگر

ان میں تم ہوشیاری، اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سوچ دو، اور ان

کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مالوں کو جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ

کرو، مال داروں کو چاہیے کہ (ان کے مال سے) بچتے رہیں۔ ہاں، مسکین محتاج ہو تو دستور کے مطابق واجبی طور سے کھالے، پھر جب انہیں ان کے مال سو پو تو گواہ بنالو، دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔“

تیسرا حق: یتیموں کی کفالت کرنا:

نبی کریم ﷺ نے یتیم کی کفالت کرنے والے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا، وَقَالَ يَأْصُبِعُهُ السَّبَابَةُ وَالْوُسْطَى)) ❶

”میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے (پھر) نبی ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ فرمایا۔“

دوسری روایت کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا)) ❷

”میں اور اپنے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے، اور آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت، اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا، اور ان کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔“

.....

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۰۵.

❷ صحیح بخاری، کتاب الطلاق، رقم: ۵۳۰۴.

باب نمبر: ۷۱

محتاجوں، غربا اور مساکین کے حقوق

اسلام نے سرمایہ دار اور خوشحال آدمی پر محتاج، غریب اور مسکین کے حقوق بھی مقرر کیے ہیں، تاکہ وہ لوگ بھی اپنی زندگی آسانی سے بسر کر سکیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَحْضُونْ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ﴾ (الفجر: ۱۸)

”اور مسکینوں کے کھلانے کی ایک دوسرے کو ترغیب نہیں دیتے۔“

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْغِلَّةِ عَلَيْهَا
وَالْمَوْلَافَةُ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرَمِينَ وَفِي سَبِيلِ
اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبہ: ۶۰)

”صدقے، صرف فقیروں کے لیے ہیں، اور مسکینوں کے لیے، اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے، اور ان کے لیے جن کے دل اسلام کی طرف راغب ہیں، اور گردن چھڑانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کی راہ میں مسافروں کے لیے، اللہ کی طرف سے فرض ہے، اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔“

قرآن حکیم میں محتاجوں، غربا اور مساکین کے حقوق کی ادائیگی پر متعدد مقامات میں زور دیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ
فَلِللَّهِ وَاللَّذِينَ فِي الْأَقْرَبِينَ وَ لِلْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَ ابْنِ

السَّبِيلُ ۖ وَ مَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿١٥﴾

(البقرہ: ۲۱۵)

”آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور مسافروں کے لیے، اور تم جو کچھ بھلائی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔“

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْإِيمَانِ ۚ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ ۚ وَلَا يُحِضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۚ﴾

(الماعون: ۳ تا ۱)

”کیا تو نے اسے بھی دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے؟ یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں دیتا۔“

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَإِذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينُ وَ ابْنُ السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝﴾ (الروم: ۳۸)

”پس قرابت دار، مسکین، مسافر، ہر ایک کو اس کا حق دیجیے یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں، ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

(السَّاعِي عَلَى الْأَرْمِلَةِ، كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ) ۝

”بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا، اللہ کی راہ میں سعی کرنے والے کی مانند ہے۔“

باب نمبر: ۱۸

عمر رسیدہ لوگوں کے حقوق

اسلامی معاشرے میں عمر رسیدہ لوگ خصوصی مقام کے حامل ہیں۔ اس کی بنیاد اسلام کی عطا کردہ وہ آفاقی تعلیمات ہیں جن میں عمر رسیدہ لوگوں کو باعثِ برکت و رحمت اور قابلِ عزت و تکریم قرار دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بزرگ لوگوں کی عزت و تکریم کی تلقین فرمائی، اور بزرگوں کو یہ حق دیا کہ کم عمر اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کا احترام کریں، اور ان کے مرتبے کا خیال رکھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، يُوقِّرْ كَبِيرَنَا))^۱

”وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔“

اسلامی معاشرے میں عمر رسیدہ لوگوں کو درج ذیل حقوق حاصل ہوتے ہیں:

پہلا حق: سماجی معاملات میں تکریم کا حق:

عام سماجی و معاشرتی معاملات میں بھی آپ ﷺ نے بڑوں کی تکریم کرنے کی تعلیم دی۔ سیدنا عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیر پہنچے تو وہ دونوں باغات میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ (دریں اثنا) عبد اللہ بن سہل قتل کر دیے گئے، تو عبد الرحمن بن سہل اور مسعود کے بیٹے حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے ساتھی کے معاملہ میں انہوں نے گفتگو کی تو عبد الرحمن نے ابتدا کی جب کہ وہ سب سے چھوٹے تھے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

① سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۱۹، ۱۹۲۱، سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۱۹۶۔

((كَبِيرُ الْكُبَرِ)) ❶

”بڑے کے مرتبے اور عزت کا خیال رکھو۔“

دوسرا حق: معمر افراد کی تکریم اجلال الہی (اللہ کی تعظیم) کا حصہ ہے:

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
 ((إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ
 الْقُرْآنِ غَيْرِ الْعَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ
 الْمُقْسِطِ)) ❷

”بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے، اور اسی طرح قرآن مجید
 کے عالم کی جو اس میں تجاوز نہ کرتا ہو، اور اس بادشاہ کی تعظیم جو انصاف کرتا ہو۔“

تیسرا حق: عمر رسیدہ افراد کی تکریم علامتِ ایمان ہے:

معمر افراد کی بزرگی کے باعث انہیں خاص مقام و مرتبہ عطا کیا گیا۔ سیدنا عبد اللہ بن
 عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيرِنَا)) ❸
 ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے بڑوں
 کی عزت نہ پہچانے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

((مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ كَبِيرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) ❹

❶ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۵۷۹۱، صحیح مسلم، کتاب القسامة، رقم:

۱۶۶۹، سنن نسائی کتاب القسامة، رقم: ۴۷۱۲، سنن نسائی، السنن الکبری، رقم: ۶۹۱۵.

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۸۴۳، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۱۹۵.

❸ سنن ترمذی کتاب البر والصلة رقم: ۱۹۲۰، سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۲۱۹۵.

❹ سنن ابوداؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۹۴۳، البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کا حق (بزرگی) نہیں پہچانتا۔“

چوتھا حق: معمر افراد کا وجود باعثِ برکت سمجھنا:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الْبَرَكَةُ فِي أَكْبَارِنَا، فَمَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَجُلْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) •

”ہمارے بڑوں کی وجہ سے ہی ہم میں خیر و برکت ہے۔ پس وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ میں ہے:

((الْبَرَكَةُ مَعَ أَكْبَارِكُمْ)) •

”تمہارے بڑوں کے ساتھ ہی تم میں خیر و برکت ہے۔“

سیدنا ابوذر داء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَبْغُونِي ضُعْفَائِكُمْ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُونَ وَتَنْصَرُونَ بِضُعْفَائِكُمْ)) •

① طبرانی، المعجم الکبیر، رقم: ۷۸۹۵، ابن حبان نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے، صحیح ابن حبان، رقم: ۵۵۹۔

② صحیح ابن حبان، رقم: ۵۵۹، مسند الشہاب، رقم: ۳۶، مستدرک حاکم، رقم: ۲۱۰، طبرانی، المعجم الاوسط، رقم: ۸۹۹۱، بیہقی، شعب الایمان، رقم: ۱۱۰۰۴، ہیشمی، موارد الظمان، رقم: ۱۹۱۲، ہیشمی، مجمع الزوائد ۸: ۱۵، ابن حبان اور حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح ترمذی، کتاب الجہاد، رقم: ۱۷۰۲، صحیح ابوداؤد، کتاب الجہاد، رقم: ۷۷۹، سنن نسائی، کتاب الجہاد، رقم: ۳۱۷۹، سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۷۷۹۔

”مجھے اپنے ضعیف لوگوں میں تلاش کرو، کیونکہ ضعیف لوگوں کے سبب تمہیں رزق دیا جاتا ہے، اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔“

پانچواں حق: سہولیات زندگی کی فراہمی میں ترجیح کا حق:

اسلام عمر رسیدہ افراد کو زندگی کی سہولیات کی فراہمی میں ترجیح کا حق بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ حق قرآن حکیم کی درج ذیل آیات سے واضح ہوتا ہے:

﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ٢٢﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۖ وَ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدِّدَ الرَّعَاءُ ۖ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ٢٣ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰ إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ ٢٤﴾

(القصص: ٢٢، ٢٤)

”اور جب وہ مدین کی طرف رخ کر کے چلے (تو) کہنے لگے: امید ہے میرا رب مجھے (منزل مقصود تک پہنچانے کے لیے) سیدھی راہ دکھا دے گا، اور جب وہ مدین کے پانی (کے کنویں) پر پہنچے تو انہوں نے اس پر لوگوں کا ایک ہجوم پایا جو (اپنے جانوروں کو) پانی پلا رہے تھے، اور ان سے الگ ایک جانب دو عورتیں دیکھیں جو (اپنی بکریوں کو) روکے ہوئے تھیں، (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا: تم دونوں اس حال میں کیوں (کھڑی) ہو؟ تو وہ دونوں بولیں کہ ہم (اپنی بکریوں کو) پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ چرواہے (اپنے مویشیوں کو) واپس لے جائیں، اور ہمارے والد عمر رسیدہ بزرگ ہیں، سو انہوں نے دونوں (کے ریوڑ) کو پانی پلا دیا، پھر سایہ کی طرف پلٹ گئے اور عرض کیا: اے

رب! میں ہر اس بھلائی کا جو تو میری طرف اتارے محتاج ہوں۔“

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ عمر رسیدہ افراد کو ترجیح فراہم کرنے کی اساس فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی بابت قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ لَهُ أَبًا شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا

مَكَانَهُ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٧٨﴾﴾ (یوسف: ٧٨)

”وہ بولے: اے عزیز مصر! اس کے والد بڑے معمر بزرگ ہیں آپ اس کی

جگہ ہم میں سے کسی کو پکڑ لیں، بے شک ہم آپ کو احسان کرنے والوں میں

پاتے ہیں۔“

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ برادرانِ یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کی رہائی کے لیے اپنے معمر والد سیدنا یعقوب علیہ السلام کا حوالہ دیا تھا۔

چھٹا حق: استطاعت سے زیادہ بوجھ سے استثناء کا حق:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَإِنَّ مِنْهُمْ الضَّعِيفَ،

وَالسَّقِيمَ، وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا

شَاءَ)) ①

”جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے، کیونکہ ان میں

کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں، اور جب تم میں سے کوئی تنہا نماز

پڑھے تو جتنا چاہے طول دے۔“

گزشتہ صفحات میں دی گئی تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام معاشرے کے عمر رسیدہ

افراد کو کس قدر اہمیت دیتا ہے، اور ان کے ساتھ حسن سلوک، اور نرمی برتنے کی بہت زیادہ تاکید کرتا ہے۔ خصوصاً بوڑھے والدین کے ساتھ نہایت شفقت کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ
إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ
لَهُمَا قَوْلٌ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۖ ۚ وَخُفِضْ
لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۝۲۳﴾ (بنی اسرائیل: ۲۳، ۲۴)

”اور آپ کے رب نے حکم فرما دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں ”اُف“ بھی نہ کہنا، اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں، اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو، اور ان دونوں کے لیے نرم دلی سے عجز و انکساری کے بازو جھکائے رکھو، اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (رحمت و شفقت سے) پالاکھا“

پس معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت کی فلاح بزرگوں خصوصاً بوڑھے والدین کی عزت و تکریم اور خدمت میں ہے۔ اگر انسان معمر افراد کی توقیر نہیں کرتا تو آغاز میں دی گئی حدیث مبارکہ کے مصداق نبی اکرم ﷺ کے گروہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہر لحظہ معمر افراد کی خدمت کریں اور ان کے حقوق ادا کریں۔

باب نمبر: ۱۹

معذوروں کے حقوق

معذور لوگ انسانی معاشرے کا وہ حصہ ہیں جو عام افراد کی نسبت زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔ کوئی بھی مہذب معاشرہ معذوروں کو نظر انداز کرنے یا انہیں معاشرے میں قابل احترام مقام سے محروم رکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اسلام تکریم انسانیت کا علمبردار ہے۔ چونکہ معذور افراد معاشرے میں اپنی شناخت اور وقار کے لیے خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں، اس لیے اسلام نے اس بارے میں خصوصی تعلیمات عطا کی ہیں۔ یہاں یہ امر واضح رہے کہ وہ تمام حقوق جو عام افراد معاشرہ کو میسر ہیں، معذور افراد بھی معاشرے کا حصہ ہوتے ہوئے ان حقوق کے مستحق ہیں۔ تاہم عام افراد کو میسر حقوق کے علاوہ اسلام نے معذوروں کو جو حقوق عطا فرمائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا حق: خصوصی توجہ کا حق:

اسلام نے زندگی کے معاملات میں ہر فرد کو بلا تمیز رنگ و نسل یا سماجی مرتبہ کے مساوی حیثیت عطا کی ہے۔ یہ عام معاشرتی رویہ ہے کہ معذور افراد کو زندگی کے عام معاملات اور میل جول میں نظر انداز کرنے کی روش اختیار کی جاتی ہے۔ قرآن حکیم نے اس روش کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے نفس انسانیت کو مستحق عزت و وقار قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ رؤسائے مشرکین کو تبلیغ فرما رہے تھے کہ اتنے میں نابینا صحابی سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوسروں سے مصروف گفتگو ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے، تو اس پر درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى ۝١ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى ۝٢ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّى ۝٣ أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَى ۝٤﴾ (عبس: ۱، ۴)

”ان کے چہرہ (اقدس) پر ناگوازی آئی، اور رخ (انور) موڑ لیا، اس وجہ سے کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا (جس نے آپ کی بات کو ٹوکا) اور آپ کو کیا خبر شاید وہ (آپ کی توجہ سے مزید) پاک ہو جاتا یا (آپ کی) نصیحت قبول کرتا تو نصیحت اس کو (اور) فائدہ دیتی۔“

ان آیات مبارکہ میں آپ ﷺ کے توسط سے امت کو یہ تعلیم دی گئی کہ:

(۱) معذور افراد دیگر افراد معاشرہ کی نسبت زیادہ توجہ کے مستحق ہیں، دوسرے افراد کو ان پر ترجیح دیتے ہوئے انہیں نظر انداز نہ کیا جائے۔

(۲) عزت و وقار کے مرتبے کا تعین سماجی یا معاشرتی حیثیت کو دیکھ کر نہ کیا جائے، بلکہ اس کے لیے ذاتی کردار، تقویٰ، اصلاح طلبی اور نیکی کے جذبے کو معیار بنایا جائے۔

دوسرا حق: قانون معاشرت کے نفاذ میں استثناء کا حق:

اسلام نے دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح معاشرتی زندگی کے لیے بھی قانون اور نظام عطا کیا ہے۔ روزمرہ کے رہن سہن اور رشتہ داروں و دوست احباب کے گھروں میں آنے جانے کے لیے واضح ضابطے عطا کیے گئے ہیں۔ تاہم یہ امر قابل غور ہے کہ قرآن حکیم میں معذوروں کو ان ضوابط سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ

مَا مَلَکَتْکُمْ مَفَاتِحُہٗ اَوْ صَدِیْقُکُمْ ۚ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ
اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا
عَلٰی اَنْفُسِکُمْ ۚ تَحِیَّۃٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبْرَکَۃٌ طَیِّبَۃٌ ۚ کَذٰلِکَ
یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ (النور: ۶۱)

”اندھے پر کوئی رکاوٹ نہیں، اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے، اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے، اور نہ خود تمہارے لیے (کوئی مضائقہ ہے) کہ تم اپنے گھروں سے (کھانا) کھا لیا یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے، یا اپنی ماؤں کے گھروں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے، یا اپنی بہنوں کے گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے، یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے، یا جن گھروں کی کنبیاں تمہارے اختیار میں ہیں، یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (کھانا کھا لینے میں مضائقہ نہیں)، تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ تم سب کے سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ، پھر جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنی (گھر والوں) پر سلام کہا کرو، (یہ) اللہ کی طرف سے بابرکت پاکیزہ دعا ہے، اسی طرح اللہ اپنی آیتوں کو تمہارے لیے واضح فرماتا ہے تاکہ تم (احکام شریعت اور آداب زندگی کو) سمجھ سکو۔“

تیسرا حق: جہاد اور دفاعی ذمہ داریوں سے استثناء کا حق:

قرآن حکیم نے اسلامی ریاست کے فروغ اور غلبہ دین حق کی جدوجہد کے لیے جہاد میں حصہ لینے کو ایمان و استقامت کی جانچ اور معیار کے طور پر بیان کیا، اور اس بنیادی ذمہ داری سے راہ فرار اختیار کرنے کو عذاب الیم (دردناک سزا) کا سبب قرار دیا۔ تاہم معذور افراد کو اس کلیدی اور بنیادی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا

عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا
أَلِيمًا ﴿١٧﴾ (الفتح: ١٧)

- ”نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے، نہ لنگڑے پر کوئی گناہ، اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے
(کہ وہ جہاد میں شریک نہ ہو سکے) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت
کرے گا تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ
رہی ہیں اور جو کوئی روگردانی کرے گا (اللہ) اسے دردناک عذاب دے گا
(جہاد پر جانا اور جہاد سے رکنا سب اللہ کے حکم کے تحت ہونا چاہیے)۔“
- گویا قانون اسلام نے معذوروں کے ناقابل برداشت ذمہ داریوں سے مستثنیٰ قرار
دیے جانے کو ان کا بنیادی حق قرار دیا۔ اسلام کی تعلیمات سے یہ امر واضح ہے کہ
- (۱) اسلام معذور افراد کو معاشرے کا قابل احترام اور باوقار حصہ بنانے کی تلقین کرتا ہے۔
 - (۲) اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ معذور افراد کو خصوصی توجہ دی جائے، اور انہیں یہ احساس قطعاً
نہ ہونے دیا جائے کہ انہیں زندگی کے کسی شعبے میں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔
 - (۳) معاشرتی اور قومی زندگی میں ان پر کسی بھی ایسی ذمہ داری کا بوجھ نہ ڈالا جائے جو ان
کے لیے ناقابل برداشت ہو۔
 - (۴) اسلام کے عطا کردہ جملہ حقوق کی عدائیگی میں معذوروں کو ترجیحی مقام دیا جائے تاکہ
معاشرے میں ان کے استحصال یا محرومی کی ہر راہ مسدود (ختم) ہو جائے۔

حکمرانوں اور رعایا کے حقوق

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ
أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى
اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ
ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝۵۹﴾ (النساء: ۵۹)

”اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ان حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر کسی معاملہ پر تمہارے درمیان جھگڑا ہو جائے، تو اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو۔ یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔“

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الْأَسْمَعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ)) ❶

”مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا، اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے، جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، اور اگر اس کو نافرمانی کا حکم دیا جائے تو پھر اس کی سب سے اطاعت ضروری نہیں۔“

خدّام اور مزدوروں کے حقوق

عادلانہ اور منصفانہ معاشی نظام کو قائم کرنے کے لیے آجر اور اجیر میں عدل و انصاف پر مبنی تعلقات کا ضروری ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عدل و انصاف پر مبنی معاشی نظام کے اسی بنیادی تقاضے کو پورا کرتے ہوئے خدام اور مزدوروں کے حقوق متعین فرمائے، اور انہیں ہر طرح کا معاشی تحفظ فراہم کیا۔ چنانچہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)) •

”تمہارے کچھ بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں میں دے رکھا ہے، اگر کسی کے ہاتھ میں اللہ نے اس کے بھائی کو دیا ہے تو اسے چاہیے کہ جو کچھ خود کھائے وہی اپنے بھائی کو بھی کھلائے، اور جو خود پہنے وہ اپنے بھائی کو بھی پہنائے، اور ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان کے لیے مشکل ہو جائے، اگر کوئی سخت کام ان پر ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔“

آپ ﷺ نے خادم کی خدمت کی داد و تحسین کرنے اور اسے برابر سماجی مرتبہ دینے کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ

أَكَلَهُ أَوْ أَكَلْتَيْنِ ، أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ ، فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّةً وَعِلَاجَةً» ❶

”جب تم میں سے کسی شخص کے لیے اس کا خادم کھانا لائے تو اگر وہ اس کو اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمے اس کھانے میں سے اُسے کھلا دے

کیونکہ اس نے پکاتے وقت اس کی گرمی اور تپش برداشت کی ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرْقُهُ)) ❷

”مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بَنِي ثَمَّ غَدْرًا،

وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى

مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ)) ❸

”قیامت کے دن میں تین آدمیوں سے جھگڑوں گا: ایک تو اس شخص سے جس نے

میرے نام پر عہد کیا، پھر اس کو توڑ ڈالا۔ دوسرا اس شخص سے جس نے آزاد انسان کو

فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی۔ تیسرا اس شخص سے جس نے کسی مزدور کو مزدوری

پر لگایا اور اس سے پورا پورا کام لیا لیکن اسے اس کی اجرت پوری نہ دی۔“

مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ خدام اور مزدوروں

کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی انتہائی ضروری ہے تاکہ ان کی معیشت مستحکم ہو، اور وہ اپنی

معاشی سرگرمیوں کے ثمرات سے متمتع ہو سکیں۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، رقم: ۵۴۶۰

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب الرہون، رقم: ۲۴۴۳، شیخ البانی نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے، الارواء،

رقم: ۱۴۹۸.

❸ صحیح بخاری، کتاب البیوع، رقم: ۲۲۲۷.

رسول اللہ ﷺ نے ہر معاشرتی و سماجی تعلق کو تاریخ انسانیت کے اصول پر مبنی قرار دیا۔ دورِ جاہلیت میں خدام لوگوں کو جس حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، آپ ﷺ نے اس تصور کو کلیتہً بدل دیا، اور فرمایا کہ خدام کو بھی وہی عزت اور مرتبہ دو جو تم اپنے خاندان کے دوسرے افراد کو دیتے ہو۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ خدام سے آپ ﷺ کے حسن سلوک کو یوں بیان فرماتے ہیں:

((خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي: أَفٍ، وَلَا: لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا: أَلَا صَنَعْتَ.))^①

”میں نے عرصہ دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کا شرف حاصل کیا، لیکن آپ نے مجھ سے ”اف“ تک نہ کہی، اور نہ یہ کہا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا؟ اور فلاں کام تم نے کیوں نہ کیا۔“

اگر خادم سے خطا سرزد ہو تو اس پر بھی اس سے درگزر اور غصہ کا سلوک کیا جائے۔ چنانچہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا اے اللہ کے رسول!

((كَمْ نَعَفُو عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمْتُ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمْتُ، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ قَالَ: ”أُعْفُ عَنْهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِينَ مَرَّةً.“))^②

”ہم خادم کو کتنی بار معافی دیں، آپ خاموش رہے، اس نے پھر وہ سوال دہرایا، آپ خاموش رہے، پھر جب تیسری بار سوال کیا تو فرمایا: اسے ہر دن میں ستر (۷۰) بار معافی دو۔“

① صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۳۸۔

② سنن ابوداؤد، رقم: ۵۱۶۴، شیخ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

باب نمبر: ۲۲

مہمانوں کے حقوق

مہمان نوازی جزو ایمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ مہمان نوازی میں مسلم و کافر کی کوئی تمیز روا نہیں رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ اکثر کافر آپ ﷺ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو جاتے۔ ذیل کی سطور میں ہم مہمانوں کے حقوق کا بیان کرنے لگے ہیں:

پہلا حق: کھانا کھلانا:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ قَالُوا سَلَامٌ
قَالَ سَلَامٌ فَلَمَّا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِينٍ ﴿٦٩﴾﴾ (ہود: ۶۹)

”اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر پہنچے، اور سلام کیا، انہوں نے بھی جواب سلام سے دیا، اور بغیر کسی تاخیر کے گائے کا بھنا ہوا بچہ لے آئے۔“

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، فَمَنْ أَصْبَحَ بِفَنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، إِنْ شَاءَ اقْتَضَى، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ))^①

”رات میں آنے والے شخص کی مہمان نوازی ہر شخص پر واجب حق ہے، البتہ اگر کوئی صبح آجائے تو اس کی مہمان نوازی اس پر فرض ہے، اب اگر چاہے تو

① سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمه، باب ما جاء فی الضیافه، رقم: ۳۷۵۰، شیخ البانی نے اس حدیث کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

اس کا تقاضا کرے، چاہے تو چھوڑ دے۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يُضِيفُ)) ❶

”جو شخص مہمان نوازی نہ کرے اس میں کوئی خیر نہیں۔“

دوسرا حق: مہمانوں کی عزت:

سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يَوْمٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَجِلُّ لَهُ أَنْ يَتَوَيَّ عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ)) ❷

”جو شخص آخرت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، خاطر مدارات کی مدت ایک دن، اور ایک رات ہے، اور مہمان کی ضیافت کی مدت تین دن اور تین راتیں ہیں، اس کے بعد مہمان نوازی صدقہ و خیرات ہے اور مہمان کو چاہیے وہ میزبان کے یہاں اتنے عرصے تک نہ ٹھہرے کہ وہ اس سے تنگ آ جائے۔“

مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَجَاءَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ﴾ ❸ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضَيْفِي فَلَا تَفْضَحُونِ ❹ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ ❺ ﴿

(الحجر: ۶۷، ۶۹)

”اور شہری لوگ خوشیاں مناتے ہوئے آئے (لوط علیہ السلام نے) کہا: یہ لوگ میرے

❶ مسند احمد ۴/ ۱۵۵، شیخ شعیب الارناؤط نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۱۳۵

مہمان ہیں، تم مجھے رسوانہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھے رسوانہ کرو۔“
 ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ،
 قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ
 ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ)) ۱

”جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کا انعام دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا انعام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دن اور ایک رات پر تکلف مہمانی کرے، ویسے مہمان نوازی تین دن تک ہے اس سے زائد صدقہ ہے۔“
 سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ”مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے یہ معمول بنا رکھا ہے کہ تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہو، اور رات بھر نوافل پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میں ایسے ہی کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ طریقہ چھوڑ دو، روزے بھی رکھا کرو، اور ناغہ بھی کیا کرو۔ اسی طرح رات کو نوافل بھی ادا کیا کرو اور سویا بھی کرو، کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، اسی طرح تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے، اسی طرح تمہاری بیویوں کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہارے ملاقاتیوں مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے، اور وصال سے جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھنے کے حکم میں ہے۔ اس لیے تم ہر مہینے بس تین روزے رکھ لیا کرو، اور مہینے میں ایک قرآن پاک تہجد میں ختم کر لیا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم داؤد علیہ السلام کا طریقہ اختیار کر لو اور وہ یہ کہ ایک دن افطار کرو، ایک دن روزہ رکھا رکھو، اور تہجد میں سات راتوں میں ایک قرآن

مجید ختم کر لیا کرو، اس سے زیادہ نہ کرو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مہمان نوازی کی مثال:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اپنی بیویوں کے پاس کہلا بھیجا، سب نے جواب دیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اس شخص کی کون مہمان نوازی کر سکتا ہے؟ ایک انصاری نے عرض کیا: میں، پھر وہ اسے اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کرو۔ بیوی نے کہا: میرے پاس بچوں کے کھانے کے علاوہ کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا: چراغ درست کر لینا اور بچوں کو جب وہ کھانے کا ارادہ کریں تو سلا دینا۔ ان کی بیوی ایسا ہی کیا کھانا تیار کر لیا، چراغ درست کر لیا اور بچوں کو سلا دیا، پھر کھڑی ہوئی اور چراغ درست کرنے کے بہانے اسے گل کر دیا اور دونوں نے مہمان کے ساتھ بیٹھ کر یہ ظاہر کیا کہ اس کے ساتھ وہ بھی کھا رہے ہیں، اس طرح انہوں نے فاقے سے رات گزار دی جب صبح ہوئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے (میاں بیوی) جو معاملہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا، اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُوقِ شَعْنَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِ الْفُلُحُونَ ۖ﴾ (الحشر: ۹)

”اور ان کے لیے جنہوں نے اس گھر (یعنی مدینہ) میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں،

اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی خدشہ نہیں رکھتے، بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں، گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، بات یہ ہے کہ جو بھی اپنے نفس کی حرص سے بچیں وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔“
اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

.....

مسافروں کے حقوق

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی معاشرے کو مسافروں کے حقوق کی بھی تعلیم دی۔ قرآن حکیم میں جہاں حقوق اللہ، رسول اللہ، اہل قرابت، رشتہ داروں، اور دوسرے افراد معاشرہ کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے وہاں مسافروں کے حقوق بھی بیان کئے گئے ہیں۔ بایں وجہ کہ مسافر غریب الوطن ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں دوسرے افراد معاشرہ ہر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کے حقوق کا خاص خیال رکھیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنُبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾

(النساء: ۳۶)

”اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور اچھا سلوک کرو ماں باپ سے، اور قرابت داروں سے، اور یتیموں، اور محتاجوں سے، اور قرابت والے ہمسایہ سے، اور اجنبی ہمسایہ سے، اور پاس بیٹھنے والے (ہم جنس) سے، اور مسافر سے، اور جو تمہاری ملکیت ہوں (کنیز غلام) بے شک اللہ اسے دوست نہیں رکھتا جو اترانے والا، بڑھانے والا ہو۔“

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کا حق ادا کرنے والے کو کامیابی کی گارنٹی دیتے ہوئے

ارشاد فرمایا:

﴿فَاتِذَا الْقَرْبَىٰ حَقَّهُ وَ الْمَسْكِينِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ ۚ
ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾﴾ (الروم: ۳۸)

”پس قربت دار، مسکین، مسافر، ہر ایک کو اس کا حق دیجیے، یہ ان کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا چہرہ دیکھنا چاہتے ہوں، ایسے ہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔“

اور حق ادا نہ کرنے والوں کے متعلق قرآن کریم یوں گویا ہوتا ہے:

﴿مَا أَقَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَ
لِلرَّسُولِ وَ لِيَدَى الْقَرْبَىٰ وَ الْيَتْمَىٰ وَ الْمَسْكِينِ وَ ابْنِ
السَّبِيلِ ۚ كَىٰ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۚ وَ مَا
أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۚ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ
وَ اتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾﴾ (الحشر: ۷)

”بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول اللہ کا، اور قربت والوں کا، اور یتیموں اور مسکینوں کا، اور مسافروں کا ہے، تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی یہ مال نہ رہ جائے، اور تمہیں جو کچھ رسول دے، لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔“

راستے کے حقوق

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
((إِيَّاكُمْ وَ الْجُلُوسَ بِالطَّرِيقَاتِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا لَنَا
بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ: فَأَمَّا إِذَا أَبَيْتُمْ فَأَعْطُوا

الطَّرِيقَ حَقَّهُ، قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَلَا مَرُوبٍ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) ❶

”راستوں (اور گلی کو چوں) میں بیٹھنے سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: راستوں پر بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں، کیونکہ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: پس اگر تم نہیں مانتے تو راستے کا حق ادا کرو، انہوں نے عرض کیا: اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: آنکھوں کو نیچے رکھنا، اذیت رسانی نہ کرنا اور سلام کا جواب دینا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَعَفَّرَ لَهُ)) ❷

”ایک مرتبہ ایک شخص راستے میں جا رہا تھا، اس نے راستے میں کانٹوں کی ٹہنی دیکھی اس کو سر کا دیا، اور اللہ تعالیٰ کو اس کا کام پسند آیا اور اس کو بخش دیا۔“

.....

❶ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، رقم: ۶۲۲۹، صحیح مسلم، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب الاذان رقم: ۶۵۲.

جان اور مال کے حقوق

جہاں انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالانے کا حکم ہے، وہاں اسے اپنے مال و جان کے حقوق کی صحیح ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ ذیل کی سطور میں جان و مال کے حقوق کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

(نفس) جان کے حقوق:

اولاً انسان کی جان کے حقوق کا ذکر کیا جا رہا ہے:

پہلا حق: تزکیہ نفس:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّيْنَاهَا ۚ فَأَلْهَمْنَاهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۗ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۚ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ۝۱﴾

(الشمس: ۷، ۱۰)

”قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی! پھر قسم ہے اس کے دل میں بدی اور نیکی ڈالنے کی! جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا، اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔“

مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ۚ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۝ لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۚ وَكَذَلِكَ نَجْزِي

الظَّالِمِينَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ
نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿٣٢﴾ (الاعراف: ٤٠، ٤٢)

”جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے، ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں، ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے، اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے کے اندر سے نہ چلا جائے، اور ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں ان کے لیے آتش دوزخ کا پچھونا ہوگا، اور ان کے اوپر اسی کا اوڑھنا ہوگا، اور ہم ایسے ظالموں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ہم کسی نفس کو اس کی ضرورت سے زیادہ مکلف نہیں ٹھہراتے، ایسے لوگ جنت والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔“

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةً سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ، فَإِنْ زَادَ زَادَتْ)) •

”مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ بن جاتا ہے، اگر توبہ کر لے اور اس سے باز آ جائے اور مغفرت طلب کرے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے، اور اگر گناہ میں بڑھتا رہے تو سیاہ دھبہ اس کے دل پر حاوی ہو جاتا ہے۔“

مذکورہ بالا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ شریفہ اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ انسان پر اس کی (نفس) جان کا حق یہ ہے کہ وہ اسے پاک کرے اور تقویٰ اختیار کرے، اور اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو فوراً نیکی کی طرف دوڑے، چنانچہ نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ، وَاتَّبِعِ السَّبِيلَةَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّهَا،

① مسند احمد ۲/۲۹۷، سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، رقم: ۴۲۴۴، شیخ البانی نے اس حدیث کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔ التعلیق الترغیب ۲/۲۶۸۔

وَ خَالِقِ النَّاسِ بِخُلُقٍ حَسَنِ) ۱

”جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو، اور برائی کے بعد نیکی کرو، وہ اسے مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔“

تزکیہ نفس کے ذرائع:

(۱) اللہ کی طرف رجوع کرنا اور توبہ کرنا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَ بَايَمَاتِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَنْتُمْ لَنَا نُورٌ نَا وَ اغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾ (التحریم: ۸)

”اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو، ممکن ہے کہ تمہارا رب تمہاری گناہ دور کر دے، اور تمہیں ایسی جنتوں میں پہنچائے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان والوں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا، ان کا نور ان کے سامنے ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، یہ دعائیں کرتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمیں نور عطا فرما، اور ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ

۱ سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، رقم: ۱۹۸۷، مسند احمد ۵/۳، شیخ البانی نے اس حدیث کو ”حسن“ قرار دیا ہے، الروض النضیر، رقم: ۸۵۵۔

فُرُوجُهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا لِيُضْرِبْنَ بِخُبُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَائِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ الشَّعْبَ غَيْرِ أُولِيَ الْإِزْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ۖ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا آيَةً
 الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ (النور: ٣١)

”مسلمان عورت سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے، اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مارے رہیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجیوں کے یا اپنے بھانجیوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں، اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پا جاؤ۔“

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتُّوبُوا إِلَى اللَّهِ، فَإِنِّي أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ فِي الْيَوْمِ

مِائَةً مَرَّةً)) ❶

”اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ (رجوع) کرو، میں بھی دن میں سو بار اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔“

(۲) اللہ کو ہر وقت ہر حال میں یاد رکھنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝﴾

(الاحزاب: ۴۱)

”اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔“

یعنی اپنے قول و فعل میں ہر وقت اللہ کو یاد رکھو۔ مزید ارشاد ربانی ہے:

﴿وَإِذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾ (الجمعة: ۱۰)

”اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝﴾ (رعد: ۲۸)

”یاد رکھو! سکون قلب تو اللہ کے ذکر سے ہی ملتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے جبریل امین کو احسان کے متعلق ارشاد فرمایا:

((أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) ❷

”تو عبادت الہی اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اور اگر تو اسے

دیکھ نہیں سکتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔“

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں رہتا ہے، لہذا

اسے ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں کھویا رہنا چاہیے۔ اس سے انسان کا تزکیہ نفس ہو جائے گا،

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۶۸۵۹۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۵۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۹۳۔

اے بندے! اللہ تجھے دکھ رہا ہے۔

(۳) نفسانی خواہشات کی پیروی سے اجتناب:

اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم ﷺ کو حکم صادر فرمایا:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدْوَةِ وَالْعَيشِي يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنُكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرْطًا ۝﴾ (الكهف: ۲۸)

”اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کرو جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہیں، اور اسی کے چہرے (خوشنودی) کا ارادے رکھتے ہیں۔ خبردار تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ تم دنیاوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جاؤ، اس کا کہنا نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے، اور جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور جس کا کام حد سے گزر چکا ہے۔“

یہ تصور بھی تزکیہ نفس کی طرف راغب کرتا ہے کہ کل کو حساب ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلِتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدْ صُمْتُ
لِعَذِبٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝﴾

(الحشر: ۱۸)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل

(قیامت) کے واسطے اس نے اعمال کا کیا ذخیرہ رکھ چھوڑا ہے، اور (ہر وقت)

اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ جو تم اعمال کرتے ہو ان سے باخبر ہے۔“

اور جو آدمی خواہشات نفسانی سے رک گیا اور تزکیہ نفس کر لیا، اس کے لیے جنت کی

خوشخبری ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ﴾

فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾ (النازعات: ۴۰، ۴۱)

”ہاں! جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا، اور اپنے

نفس کو خواہش سے روکتا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔“

(۴) اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَبْرَأُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا

رَزَمَ رَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٢﴾ (یوسف: ۵۳)

”میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتی، بے شک نفس تو برائی پر ابھارنے

والا ہی ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے، یقیناً میرا پالنے والا بخشش

کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔“

مزید برآں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ

لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾ (العنکبوت: ۶۹)

”اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں دکھلا

دیتے ہیں، اور اللہ یقیناً اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

دوسرا حق: زینت اختیار کرنا:

جسمانی حقوق کی بجا آوری بھی بہت ضروری ہے، زینت اختیار کرنا بھی جسمانی ہے،

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَبْنَئِي أَدَمَهُ حُذُوا رِيزَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا

وَأَشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾

(الاعراف: ۳۱)

”اے اولادِ آدم! جب بھی کسی مسجد کو جاؤ تو آراستہ ہو کر جایا کرو، اور خوب کھاؤ اور پیو لیکن حد سے مت نکلو (اسراف نہ کرو) بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

((أَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ وَأَقِطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ، فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِرِزْوَجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِرِزْوَرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)) •

رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ بہت زیادہ عبادت کرتے ہیں تو ان سے فرمایا: ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مستقل طور پر دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات کو نفل پڑھتے ہو، کیا یہ صحیح ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول اللہ! نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو، روزہ بھی رکھو اور کچھ دن روزہ نہ بھی رکھو، سوؤ بھی اور نوافل بھی پڑھو، تم پر تمہارے بدن کا بھی حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی حق ہے اور تمہارے مہمانوں اور ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔“

تیسرا حق: مناسب کھانا:

کھانا کتنا کھانا ہے، اس کے متعلق بھی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں میانہ روی اختیار کی جائے:

((مَأْمَلًا أَدْمَىٰ وَعَاءَ شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، فَإِذَا كَانَ لَا مَحَالَةَ فَأَعِلا،

فَتَلْتُ لَطْعَامِهِ، وَتَلْتُ لِسْرَابِهِ، وَتَلْتُ لِنَفْسِهِ)) ❶

”آدی نے اپنے پیٹ سے برابر تن اور کوئی نہیں بھرا، اگر اسے کھانا ہی ہے تو پیٹ کا تہائی حصہ کھانے کے لیے، تہائی پانی کے لیے اور تہائی اپنے سانس کے لیے رکھے۔“

چوتھا حق: منہ کو صاف رکھنا:

اپنے منہ کو صاف رکھنے کے لیے مسواک استعمال کرے، چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ:

((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَكَانَ لَا يَرْقُدُ لَيْلًا وَلَا نَهَارًا، فَيَسْتَقِظُ إِلَّا تَسْوُكًا قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ)) ❷

”رسول اللہ ﷺ رات میں یا دن میں کسی وقت سو کر اٹھتے تھے تو وضوء کرنے سے پہلے مسواک کرتے تھے۔“

رسول اللہ ﷺ منہ صاف رکھنے کا اس حد تک اہتمام فرماتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ لَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ)) ❸

”اگر میں اپنی امت کے لیے دشوار نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“

مال کے حقوق:

(نفس) جان کے بعد مال کے حقوق ادا کیے بھی انسانی فریضہ ہے، ہر انسان کو

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمه، رقم: ۳۳۴۹، سنن ترمذی، کتاب الزہد، رقم:

۲۳۸۰، مسند احمد ۴/ ۱۳۲، شیخ البانی اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے، الارواء، رقم: ۱۹۸۳۔

❷ مسند احمد ۶/ ۱۲۱، سنن ابن داؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۷، شیخ البانی نے اس حدیث کو ”ولا نہارا“ کے لفظ کے علاوہ حسن قرار دیا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۸۸۷، صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۸۹۔

کو چاہیے کہ وہ مال جائز اور حلال ذرائع سے حاصل کرے، اور اس سے صدقہ و زکوٰۃ بھی دیتا رہے۔

پہلا حق: حلال مال کمانا:

مال کے حقوق میں سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ اسے حلال ذرائع سے کمائے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”روز قیامت ابن آدم کے قدم نہیں ہل سکیں گے جب تک اس کا رب پانچ چیزوں کے متعلق اس سے سوال نہیں کرے گا، اس کی عمر کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے عمر کہاں گزاری، اس کے شباب کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے اسے کہاں ختم کیا، اور اس سے اس کے مال کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے مال کہاں سے کیسے کمایا اور کہاں پر خرچ کیا اور علم حاصل کرنے کے بعد اس نے کتنا عمل کیا۔“

دوسرا حق: زکوٰۃ ادا کرنا:

زکوٰۃ ادا کرنا مال کا حق ہے، جس مال سے زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ مال قیامت کے دن اپنے مالک کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنَّهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (آل عمران : ۱۸۰)

”جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مال و دولت دی ہے اور وہ بخیلی سے کام لیتے ہیں اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل ان کے حق میں بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے لیے بہت برا ہے، اس بخل سے جو کچھ وہ جمع کر رہے ہیں اسے قیامت کے

دن طوق بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔“

﴿الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا﴾ (الانفال : ۴۳)

”جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس سے (اللہ کی

راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ حقیقت میں وہی سچے مومن ہیں۔“

.....

اسلام میں اقلیتوں کے حقوق

اسلام شرفِ انسانیت کا علمبردار دین ہے۔ ہر فرد سے حسن سلوک کی تعلیم دینے والے دین میں کوئی ایسا اصول یا ضابطہ روا نہیں رکھا گیا جو شرفِ انسانیت کے منافی ہو۔ دیگر طبقاتِ معاشرہ کی طرح اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو بھی ان تمام حقوق کا مستحق قرار دیا گیا ہے، جن کا ایک مثالی معاشرے میں تصور کیا جاسکتا ہے۔ اقلیتوں کے حقوق کی اساس معاملاتِ دین میں جبر و اکراہ کے عنصر کی نفی کر کے فراہم کی گئی:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ٢٥٦﴾

(البقرہ: ۲۵۶)

”دین (کے معاملہ) میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے، سو جو کوئی معبودانِ باطل کا انکار کر دے، اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لیے ٹوٹنا (ممکن) نہیں، اور اللہ خوب جاننے والا ہے۔“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ٦﴾ (الکافرون: ۶)

”(سو) تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے۔“

اسلامی معاشرے میں اقلیتوں کے حقوق کو کتنی زیادہ اہمیت دی گئی ہے، اس کا اندازہ

نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان مبارک سے ہوتا ہے:

((أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوْ اِنْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ

أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِبِّ نَفْسِهِ: فَإِنَّا حَاجِبُجْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) •

”خبردار! جس کسی نے معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اس کو

اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز

لی تو روز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑوں گا۔“

یہ صرف ایک تنبیہ ہی نہیں بلکہ ایک قانون ہے، جو نبی اکرم ﷺ کے دور مبارک

میں اسلامی مملکت میں جاری تھا، جس پر بعد میں بھی عمل درآمد ہوتا رہا، اور اب بھی یہ اسلامی

دستور مملکت کا ایک حصہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ اقلیتوں کے بارے میں مسلمانوں کو ہمیشہ تاکید فرماتے تھے، چنانچہ

ایک دن آپ ﷺ نے معاہدین کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا يُوجَدُ مِنْ

مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا)) •

”جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے

گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پھیلی ہوئی ہوگی۔“

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ جنت سے بہت دور رکھا جائے گا، دراصل یہ تنبیہات اس

قانون پر عمل درآمد کروانے کے لیے ہیں جو اسلام نے اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے

عطا کیا۔

غیر مسلموں کے جو بیرونی وفود نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آتے، ان کی نبی

① سنن ابوداؤد، کتاب الخراج، رقم: ۳۰۵۲، البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے، غایۃ المرام،

رقم: ۴۷۱۔

② صحیح بخاری، کتاب الجزیۃ، رقم: ۳۱۶۶، سنن ابن ماجہ، کتاب الدیات، رقم: ۲۶۸۶۔

اکرم ﷺ خود میزبانی کرتے، چنانچہ جب مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حبشہ کے عیسائیوں کا ایک وفد آیا تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا، اور ان کی مہمان نوازی خود اپنے ذمہ لی اور فرمایا:

((إِنَّهُمْ كَانُوا لِأَصْحَابِنَا مُكْرَمِينَ، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَكْفِئَهُمْ))^۱

”یہ لوگ ہمارے ساتھیوں کے لیے ممتاز و منفرد حیثیت رکھتے ہیں، اس لیے

میں نے پسند کیا کہ میں بذات خود ان کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کروں۔“

ایک دفعہ نجران کے عیسائیوں کا چودہ رکنی وفد مدینہ منورہ آیا۔ آپ نے اس وفد کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا، اور اس وفد میں شامل مسیحوں کو اجازت دی کہ وہ اپنی نماز اپنے طریقہ پر مسجد نبوی میں ادا کریں چنانچہ یہ مسیحی حضرات مسجد نبوی کی ایک جانب مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔^۲

نبی اکرم ﷺ کی ان تعلیمات کی روشنی میں چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر ہر اسلامی حکومت میں غیر مسلموں کو حقوق کا تحفظ حاصل رہا۔

آپ ﷺ کا اہل کتاب کے علاوہ مشرکین (بت پرست اقوام) سے بھی جو برتاؤ رہا اس کی بھی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ مشرکین مکہ و طائف نے آپ ﷺ پر بے شمار مظالم ڈھائے، لیکن جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ ﷺ کے ایک انصاری کمانڈر سیدنا سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان سے کہا:

((الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ))

”آج لڑائی کا دن ہے۔“

یعنی آج کفار سے جی بھر کے انتقام لیا جائے گا، تو آپ ﷺ ناراض ہو گئے اور ان

① بیہقی، شعب الایمان رقم: ۹۱۲۵۔

② طبقات ابن سعد: ۱: ۳۵۷، الجامع لأحكام القرآن للقرطبی ۴: ۴، زاد المعاد: ۳: ۶۲۹۔

سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے قیس کے سپرد کر دیا اور ابوسفیان سے فرمایا:

((الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ))^①

” (آج لڑائی کا نہیں بلکہ آج رحمت کے عام کرنے (اور معاف کر دینے)

کا دن ہے۔“

پھر آپ ﷺ نے اپنے مخالفین سے پوچھا کہ بتاؤ، میں آج تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟ تو انہوں نے کہا کہ جیسے سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے خطا کار بھائیوں کے ساتھ برتاؤ کیا تھا، آپ ﷺ سے بھی وہی توقع ہے۔ اس جواب پر آپ ﷺ نے وہی جملہ ارشاد فرمایا جو سیدنا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے لیے فرمایا تھا: ”لَا تَسْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ إِذْ هَبُوا قَاتِنْتُمُ الطُّلُقَاءَ“ (یعنی تم سے آج کوئی پوچھ گچھ نہیں تم سب آزاد ہو۔)^② نبی اکرم ﷺ کا بڑا دشمن ابوسفیان تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ“ (جو ابوسفیان کے گھر میں آج داخل ہوا وہ امن میں ہے) اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو اس طرح پورا کیا کہ جو بھی اس دن ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا اسے امان مل گئی۔^③

پہلا حق: اچھے طریقے سے اسلام کی دعوت دینا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَ قُولُوا أَمَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَ أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَ إِلَهُنَا وَ إِلَهُكُمْ وَاحِدٌ وَ نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ٥٦﴾

① فتح الباری، ۸: ۹.

② الجامع الصغیر، رقم: ۳۶۸، فتح الباری ۸: ۱۸.

③ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، رقم: ۱۷۸۰، سنن ابو داؤد، کتاب الخراج، رقم: ۳۰۲۱.

(العنکبوت: ٤٦)

”(اے مسلمانو!) اہل کتاب سے جھگڑانہ کرو مگر احسن طریق سے، اور صرف انہی سے جھگڑا کرو جو ان میں سے بے انصاف ہیں، اور یوں کہو: ہم تو صرف اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہماری طرف نازل کیا گیا، اور جو تمہاری طرف نازل کیا گیا۔ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ عَلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ فَمَرِضَ فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ: أَسْلِمَ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ أَطِيعَ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ))

”ایک یہودی کا لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ وہ بیمار ہوا تو نبی ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اس کے سر ہانے بیٹھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام قبول کرلو، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لے، وہ اسلام لے آیا۔ نبی محترم ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمانے لگے: اس اللہ کا شکر ہے جس نے اسے جہنم سے بچالیا۔“

دوسرا حق: غیر مسلموں کے معبودوں کو برا نہ کہنا:

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ

رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٠٨﴾

(الانعام: ۱۰۸)

”اور گالی مت دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیوں کہ پھر وہ جہالت کی وجہ سے چڑ کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے (کو گالی دیں) ہم نے اسی طرح ہر گروہ کے لیے ان عمل مرغوب خوشنما بنا رکھا ہے، پھر اپنے رب ہی کے پاس ان کو جانا ہے، سو وہ ان کو بتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔“

تیسرا حق: اہل کتاب سے نکاح جائز

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ ۚ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ ۚ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِيَاتٍ غَيْرِ مُسْفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ۖ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٥﴾﴾

(المائدہ: ۵)

”آج پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی جاتی ہیں، اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں ان کی پاک دامن (عقیفہ) عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری (خفیہ آشنائی)

کرو، جس نے ایمان کی بجائے کفر اختیار کیا اس کا وہ عمل برباد ہو گیا، اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔“

اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے: (۱) وہ پاک دامن عقیقہ ہو (۲) کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو مثلاً اگر خاوند کے بیوی کے دین کی جانب مائل ہونے کا خطرہ ہو تو یہ نکاح جائز نہیں، جیسا کہ آیت کے الفاظ ہیں ”ومن یکفر بالایمان..... الخ“
چوتھا حق: بھلائی اور انصاف کا سلوک:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا
اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸﴾ (الممتحنہ: ۸)

”جن لوگوں نے تم سے مذہبی لڑائی نہیں لڑی، اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

پانچواں حق: ظلم زیادتی نہ کرنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

((يَا عِبَادِيْ اِنِّىْ حَرَمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِىْ ، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ
مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا)) ۝

”اے میرے بندو! میں نے ظلم کرنا اپنے نفس پر حرام کر لیا ہے، اور تمہارے لیے بھی اسے حرام قرار دیا ہے، پس تم ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کرو۔“

چھٹا حق: اہل کتاب کا کھانا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ ۚ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصَيْنِينَ غَيْرِ مُسْفَحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ۖ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿٥﴾﴾

(المائدہ: ۵)

”آج پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئیں، اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں، جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو اسی طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور وہ آخرت میں ہارنے والوں میں سے ہیں۔“

ساتواں حق: کافر مشرکین کو ہدیہ دینا:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا کہ اس جوڑے کو جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھیجا تھا اپنے ماں کے رشتے سے ہونے والے مشرک بھائی کو ہدیہ کر دیں۔

آٹھواں حق: اہل کتاب اگر سلام کہیں:

رسول کریم ﷺ کا حکم مبارک ہے کہ اہل کتاب اگر تمہیں سلام کہیں تو جواب میں

”وعلیکم“ کہو، حدیث مبارکہ کے لفظ ہیں:

((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)) ❶

”جب اہل کتاب تمہیں سلام کہیں تو تم کہو: وعلیکم“ اور تم پر بھی۔“

نواں حق: احسان کرنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا
أَخَذْتُمُوهُمْ فَاسْلُكُوا الْوُقَاظَ ۚ فَإِمَّا مِمَّا بَعْدُ وَ إِمَّا فِدَاءً
حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ ۖ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ
لَانتَصَرْنَا مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوًا بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ ۖ وَالَّذِينَ
قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ ﴿٤﴾ (محمد: ٤)

”تو جب کافروں سے گھمسان کارن پڑ جائے تو گردنوں پر مارو، جب ان کا
خوب کٹاؤ کر چکو تو اب خوب مضبوط عہد و بند سے انہیں گرفتار کرو، پھر اختیار
ہے کہ خواہ احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر، تا وقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ
دے، یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کا
منشا یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے سے لے لے، جو لوگ اللہ کی
راہ میں شہید کر دیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا۔“

یہاں قیدیوں کے معاملہ کرنے کی اصل یا تو احسان سے چھوڑنا ہے یا فدیہ لے لینا
ہے، عام حالات میں قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

دسواں حق: غیر مسلموں کو پناہ کا وعدہ اور عہد کا پورا کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ
كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ آبِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا
يَعْلَمُونَ ﴿٦﴾﴾ (التوبہ: ٦)

”اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو تم اسے پناہ دے دو
یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے، پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دو یہ اس
لیے کہ یہ لوگ بے علم ہیں۔“

اور ایفائے عہد سے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُواكُمْ
شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ
إِلَىٰ مَدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٨﴾﴾ (التوبہ: ٨)

”بجز ان مشرکوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے، اور انہوں نے تمہیں ذرا
ساحمی نقصان نہیں پہنچایا نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی ہے تو تم بھی ان کے
معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ پر ہیزگاروں کو
دوست رکھتا ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں:

﴿وَإِنْ تَكْثُرُوا أَتْمَأْنِنَهُمْ ۖ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي
دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا ۚ إِنَّهُ الْكُفْرُ ۚ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ
يَنْتَبَهُونَ ﴿١٢﴾﴾ (التوبہ: ١٢)

”اگر یہ لوگ عہد و پیمان کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین
میں طعنہ زنی کریں تو تم بھی ان سردارانِ کفر سے جنگ کرو ان کی قسمیں کوئی
چیز نہیں، ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی باز آ جائیں۔“

بعض اسلاف نے غیر مسلموں کی چار اقسام بیان کی ہیں (۱) حربی (۲) مستامن (۳) معاہدہ (۴) ذمی، جس میں حربی کافروں کے ہم پر کوئی حق نہیں کہ ان کی حمایت یا رعایت کی جائے۔

گیارہواں حق: نجی زندگی اور شخصی رازداری کا حق:

مملکت اسلامیہ میں ہر فرد کو نجی زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے کہ کوئی شخص بغیر اس کی اجازت اور رضامندی کے اس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ ہر شخص کا مکان نجی اور پرائیویٹ معاملات کا مرکز اور اس کے بال بچوں کا مستقر ہوتا ہے۔ اس حق پر دست درازی خود فرد کی شخصیت پر دست درازی ہے اور یہ کسی طرح جائز نہیں۔ گھروں میں بغیر اجازت داخل ہونے کی صریح ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ٢٤﴾ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿٢٨﴾ (النور: ۲۷، ۲۸)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو کر دو، جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو، یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے، توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے، پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو وہاں داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔“

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو بھی نجی زندگی اور شخصی رازداری کا حق اسی طرح حاصل

ہے جس طرح مسلمانوں کو، اس لیے کہ اسلامی قانون نے ان کے لیے یہ اصول طے کیا ہے کہ جو معاشرتی حقوق مسلمانوں کو حاصل ہیں وہ ان کو بھی حاصل ہوں گے، اور جو ذمہ داریاں مسلمانوں پر ڈالی گئی ہیں وہ ان پر بھی ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بقول ان سے جزیہ اس لیے لیا جاتا ہے تاکہ ان کے جان و مال کی اسی طرح حفاظت کی جاسکے جس طرح ہمارے جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے۔^۵

بارہواں حق: مذہبی آزادی کا حق:

اسلام اللہ واحد کی بندگی کی دعوت دیتا ہے لیکن دوسرے مذاہب کے لوگوں پر اپنے عقائد بدلنے اور اسلام قبول کرنے کے لیے دباؤ نہیں ڈالتا، نہ کسی جبر و اکراہ سے کام لیتا ہے۔ دعوت حق اور جبر و اکراہ بالکل الگ حقیقتیں ہیں۔ اسلام کے پیغام حق کے ابلاغ کا قرآن حکیم نے یوں بیان کیا:

﴿ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ١٢٥ ﴾ (النحل: ۱۲۵)

” (اے رسول معظم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجیے جو نہایت حسین ہو، بے شک آپ کا رب اس شخص کو (بھی) خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے ہٹ گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔“

اسلام نے ایسے طریق دعوت سے منع کیا جس سے کسی فریق کی مذہبی آزادی متاثر ہوتی ہو، دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ

يَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٥٦﴾

(البقرہ: ۲۵۶)

”دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے اب جو شخص طاغوت سے کفر کرے اور اللہ پر ایمان لائے، تو اس نے ایسے مضبوط حلقہ کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتا، اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

شریعت کی یہ حکمت عملی ہے کہ غیر مسلموں کو ان کے مذہب و مسلک پر برقرار رہنے کی پوری آزادی ہوگی۔ اسلامی مملکت ان کے عقیدہ و عبادت سے تعرض نہ کرے گی۔ اہل نجران کو نبی اکرم ﷺ نے جو خط لکھا تھا اس میں یہ درج تھا:

”نجران اور ان کے حلیفوں کو اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی پناہ حاصل ہے۔ ان کی جانیں، ان کی شریعت، زمین، اموال، حاضر و غائب اشخاص، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے گرجا گھروں کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی پادری کو اس کے مذہبی مرتبے، کسی راہب کو اس کی رہبانیت اور کسی صاحب منصب کو اس کے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کی زیر ملکیت ہر چیز کی حفاظت کی جائے گی۔“^①

تیسرا حق: اقتصادی اور معاشی آزادی کا حق:

غیر مسلم پر اسلامی حکومت میں کسب معاش کے سلسلہ میں کسی قسم کی پابندی نہیں ہے، وہ ہر کاروبار کر سکتا ہے جو مسلمان کرتے ہوں۔ سوائے اس کاروبار کے جو ریاست کے لیے اجتماعی طور پر نقصان کا سبب ہو۔ وہ جس طرح مسلمانوں کے لیے ممنوع ہوگا، اسی طرح ان

کے لیے بھی ممنوع ہوگا، مثلاً سودی کاروبار، جو بالآخر پوری سوسائٹی کے لیے ہلاکت کا باعث بنتا ہے یا دیگر اس نوعیت کے کام وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ نے اہل نجران کو لکھا:

((إِمَّا أَنْ تَذَرُوا الرِّبَا، وَإِمَّا أَنْ تَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ)) •

”سود چھوڑ دو یا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

احکام القرآن میں آیت ﴿وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾ (النساء: ۱۶۱) اور ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْنُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ﴾ (البقرہ: ۱۸۸) کے تحت امام جصاص فرماتے ہیں:

((فَسَوَّى بَيْنَهُمْ، وَبَيَّنَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمَنْعِ مِنَ الرِّبَا)) •

”اللہ تعالیٰ نے ان (ذمیوں) اور مسلمانوں کے درمیان سود کی ممانعت کو برابر قرار دیا ہے۔“

پیشوں کے اعتبار سے وہ کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتے ہیں، اور مسلمانوں کو اجرت پر ان سے کام کروانے کی کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔ اسلام میں کسی پیشہ کی وجہ سے کسی غیر مسلم سے کسی بھی نوعیت کی کوئی دوری رکھنے کا ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا، تجارتی معاملات میں جو ٹیکس مسلمان دیتے ہیں، وہ ان کو بھی دینا ہوگا۔

چودہواں حق: روزگار کی آزادی کا حق:

اسلام میں ہر جائز ذریعہ روزگار کو مستحسن قرار دیا گیا ہے حدیث مبارکہ ہے:

① جصاص، احکام القرآن: ۴: ۸۹.

② جصاص، احکام القرآن: ۴: ۸۹.

((مَا أَكَلْ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ ، خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ ،
وَأَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ)) •
”کوئی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر اور کوئی کھانا نہیں کھا سکتا اور اللہ کے نبی
داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔“

اسلامی مملکت میں اقلیتوں سمیت ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ تجارت، صنعت و
زراعت غرضیکہ جو کام بھی وہ کرنا چاہے کر سکتا ہے، بشرطیکہ ان چیزوں کے قریب نہ جائے،
جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے، جیسے سودی معاملات ہیں اور جائز حدود میں بھی اخلاقی
قدروں کا لحاظ رکھے، اپنے کام کی وجہ سے کسی دوسرے کی تجارت یا صنعت کے درپے آزاد
نہ ہو۔ یہ اسلامی شریعت میں ناجائز ہے۔ جب فرد جائز کام کرے گا تو اس کا حاصل اور ثمر
اس کا حق ہوگا، اس لیے کہ یہ اس کی محنت اور پسینہ کی کمائی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ (النجم: ۳۹)

”اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔“

حکومت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی فرد کو جائز کاموں کے کرنے سے روک
دے، البتہ اگر کوئی شرعی ضرورت ہو تو ایسا کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر وہ اپنے ملازمین کو
تجارت اور کمائی کرنے سے روک سکتی ہے، تاکہ وہ اپنے اثر و نفوذ اور منصب کا ناجائز فائدہ
نہ اٹھا سکیں۔ اس لیے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے گورنروں کی مالیت کا محاسبہ کرتے تھے،
اگر ان میں سے کوئی یہ جواز پیش کرتا کہ میں نے تجارت سے نفع کما کر یہ دولت اکٹھی کی
ہے، تو آپ فرماتے:

((نَحْنُ إِنَّمَا بَعَثْنَاكُمْ وَلَا نَبْعَثُكُمْ تُجَارًا)) •

”ہم تمہیں والی بنا کر بھیجتے ہیں تا جربنا کر نہیں۔“

پندرھواں حق: تحفظ اور سلامتی کا حق:

اسلامی ریاست اقلیتوں کے تحفظ اور سلامتی کی ذمہ دار ہے۔ اگر اسلامی ریاست کا کسی دوسری قوم سے معاہدہ ہو تو اس قوم کے تحفظ و سلامتی کی ذمہ داری بھی اسلامی ریاست پر ہوگی:

﴿وَمَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَفْعَلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾﴾ (النساء: ٩٢)

”مومن کو زبیا نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے الا یہ کہ غلطی سے کسی مومن کو قتل کرے تو ایک مومن غلام آزاد کرے، اور اس کے ورثوں کو کون بہا بھی ادا کرے الا یہ کہ وہ معاف کر دیں، اور اگر وہ (مقتول) تمہاری دشمن قوم سے ہو، اور وہ مومن (بھی) ہو تو (صرف) ایک غلام، باندی کا آزاد کرنا (بھی) لازم) ہے اور اگر وہ (مقتول) اس قوم میں سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہے تو خون بہا (بھی) جو اس کے گمراہوں کے سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان غلام، باندی کا آزاد کرنا (بھی لازم) ہے پھر اگر قاتل کو یہ مقدور نہ ہو یا مل نہ رہا ہو تو متواتر دو ماہ کے روزے رکھے اللہ سے توبہ کا یہی طریقہ ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔“

اقلیتوں کی جان کی حرمت نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتی ہے:

((دِيَّةُ الْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَكُلِّ ذِمِّيٍّ مِثْلَ دِيَّةِ الْمُسْلِمِ))^۱

”یہودی، عیسائی اور ہر ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کی طرح ہے۔“

خلفائے راشدین کے دور میں اس اصول پر عمل کیا جاتا رہا اور ذمیوں کی دیت مسلمانوں کی دیت کے برابر ادا کی جاتی تھی۔

دوران فتوحات غیر مسلم اقوام سے جو معاہدات ہوئے، ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ غیر مسلم رعایا کے تحفظ، سلامتی اور بنیادی ضروریات کی حکومت ذمہ دار ہوگی۔

.....

جانوروں کے حقوق

اسلام جو عالمگیر امن، صلح اور سلامتی کا مذہب ہے اس کی تعلیمات صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ حیوانات کے لیے بھی ہیں۔ عرب اور دوسری اقوام انسانوں کے علاوہ حیوانات پر بھی ظلم و ستم کرتے تھے۔ وہ جانوروں کو بلاوجہ اور بغیر سوچے سمجھے مار ڈالتے، اور پھر لوگوں کو کھلا کر اپنی فیاضی جتاتے تھے۔ بعض اوقات دو آدمی شرط لگا لیتے اور باری باری جانور پر نشانہ لگاتے جس کا نشانہ خطا ہو جاتا وہ ہار جاتا اور دوسرا جیت جاتا۔ اس طرح جانور بے چارہ ظلم و ستم کا نشانہ بنتا۔ عرب میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص مر جاتا تو اس کی سواری کے جانور کو اس کی قبر پر باندھ دیا جاتا۔ اس کو دانہ، گھاس اور پانی وغیرہ بالکل نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ بے چارہ اس حالت میں سوکھ کر اور سسک کر مر جاتا۔

اسلام اور تعلیمات نبوی ﷺ نے ان تمام غلط اور ناجائز رسوم کو باطل قرار دیا، ذیل کی سطور میں ان تعلیمات کا بیان ہوگا جو قرآن و سنت میں جانوروں کے متعلق وارد ہوئی ہیں:

پہلا حق: جانوروں پر ظلم نہ کیا جائے اور انہیں تکلیف نہ پہنچائی جائے:

رسول اللہ ﷺ رحمت العالمین تھے۔ آپ ایک مرتبہ سفر میں ایک جگہ اترے، ایک پرندہ (سرخاب) آکر آپ کے سر مبارک کے اوپر پھڑپھڑانے لگا، گویا وہ آپ کی پناہ میں رو کر شکوہ کر رہا تھا کہ ایک آدمی نے اس کے انڈے لے کر اس پر ظلم کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّكُمْ فَجَعَ هَذِهِ بَيْضَتَهَا؟ فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا

أَخَذْتُ بَيْضَتَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ رُدُّوَهَا رَحْمَةً لَهَا)) ❶

”کس نے اس کے انڈے لے کر اسے تکلیف پہنچائی ہے؟ ایک شخص نے عرض

کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کے انڈے لیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: اس پر رحم کرو اس کے انڈے واپس کر دو۔“

نبی معظم ﷺ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل

ہوئی، اس نے بلی کو باندھا اور اسے نہ کھلایا، اور نہ پلایا، اور نہ ہی اسے قید سے چھوڑا کہ

زمین کے جانور شکار کر کے کھاتی یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی۔ ❷

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ، فَأَمَرَ

بِجَهَازِهِ، فَأَخْرَجَ مِنْ تَحْتِهَا، ثُمَّ أَمَرَ بَيْتَهَا، فَأَحْرَقَ بِالنَّارِ

فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ، فَهَلَا نَمْلَةٌ وَاحِدَةً؟)) ❸

”ایک مرتبہ ایک نبی کسی درخت کے نیچے ٹھہرے، ایک چیونٹی نے ان کو کاٹ لیا اس

پر انہوں نے اپنا سامان وہاں سے اٹھوایا، پھر آگ منگوا کر ساری چیونٹیاں جلا

دیں، اس پر ان کی طرف وحی کی گئی کہ کیوں نہ ایک ہی قصور وار چیونٹی کو مارا ہوتا۔“

دوسرا حق: جانوروں کو آگ میں نہ جلایا جائے

رسول کریم ﷺ چیونٹیوں کے بل کے پاس سے گزرے، جسے آگ سے جلایا گیا تو

رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ)) ❹

❶ صحیح الادب المفرد، باب اخذ البيض من الحجرة، رقم: ۳۸۲۔

❷ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: ۳۳۱۸۔

❸ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، رقم: ۳۳۱۹۔

❹ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۵۲۶۸، شیخ البانی نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔

”آگ کی سزا تو آگ کا مالک ہی دے سکتا ہے۔“

ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے ایک گدھا دیکھا کہ اس کے منہ کو آگ سے داغا گیا تھا

تو فرمایا:

((لَعَنَ اللَّهُ الَّذِي وَسَمَهُ)) •

”اللہ س پر لعنت کرے جس نے اس کے چہرے کو داغا ہے۔“

تیسرا حق: موذی جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے:

رحمۃ للعالمین پیغمبر ﷺ نے جہاں ان کے حقوق اور حفاظت کا ذکر کیا ہے وہاں

موذی جانوروں کو قتل کرنے کا بھی حکم فرمایا، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْفَارَةُ، وَالْعَقْرَبُ،

وَالْحُدْيَا وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)) •

”پانچ جانور حرم میں قتل کیے جائیں بچھو، کوا، چوہا، زخمی کرنے والا کتا، اور چیل۔“

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں ان سب باتوں پر عمل کرنے کی توفیق

ارزانی فرمائے۔ آمین



① صحیح مسلم، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۵۲۔

② صحیح بخاری، کتاب بدھ الخلق، رقم: ۳۳۱۴، صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۲۸۷۳۔

دُنیا کا پہلا دستوری معاہدہ (مِثاقِ مدینہ)

مدینہ منورہ میں قیام امن و امان کی خاطر رسولِ مکرم ﷺ نے ایک تابناک کارنامہ سرانجام دیا جسے ”مواخات“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک اور عہد و پیمان کرایا جس کی ذریعے ساری جاہلی اور قبائلی کشمکش کی بنیاد ڈھا دی، اور دورے جاہلیت کے رسم و رواج کے لیے کوئی گنجائش نہ چھوڑی۔ یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور تھا جس نے مختلف مذاہب کے قبائل اور جماعتوں کو ایک نظام کے تحت انسانیت کے بہترین مقاصد کے لیے متحد کر دیا، اس میں ہر گروہ کے تمام جائز حقوق کی حفاظت کے ساتھ سب کو اجتماعی امن و سکون اور تعمیر و ترقی کی راہ پر لگانے کا ذکر ہے، کوئی مقنن ریفارم اس طرح کا نقشہ حقوق پیش نہیں کر سکتا۔ معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی مرحوم نے اسے بالکل بجا طور پر دنیا کا سب سے پہلا تحریر دستور قرار دیا۔ (عہد نبوی ﷺ میں نظامِ حکمران، ص ۷۶)

پہلے دستور کی دفعات:

ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے اس کی (۵۳) دفعات ذکر کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دستوری معاہدہ اللہ کے نبی محمد (ﷺ) اور قریش و یثرب کے اُن لوگوں کے مابین ہے جو مومن ہیں، اطاعت گزار ہیں، جو اُن کے تابع ہیں، جو اُن کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیں۔

۱: یہ سب مسلمان دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک علیحدہ سیاسی وحدت (امت) ہوں گے۔

۲: قریشی مہاجر اسلام سے پہلے کے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کیا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کیا کریں گے، تاکہ مومنوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہو۔

۳: بنی عوف کے لوگ اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کیا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے انہیں رہائی دلایا کریں گے، تاکہ مومنوں کا برتاؤ آپس میں نیکی اور انصاف کی بنیاد پر مستحکم ہو۔

۴: بنی حارث اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کرنے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے، تاکہ اہل ایمان کے باہمی تعلقات نیکی اور انصاف کے مطابق استوار ہوں۔

۵: بنو ساعد اپنے دستور کے مطابق خوں بہا کی ادائیگی اور اپنے گروہ کے قیدیوں کا فدیہ دے کر انہیں آزاد کرانے کے ذمے دار ہوں گے، تاکہ مومنوں کے تعلقات نیکی اور انصاف کی بنیاد پر قائم ہوں۔

۶: بنو حشم اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر آزاد کرائیں گے، تاکہ مسلمانوں میں نیکی اور انصاف کی بنیاد پر باہمی خیر سگالی و خیر خواہی کی فضا قائم ہو۔

۷: بنو نجار اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ کی ادائیگی کے ذمے دار ہوں گے، تاکہ اہل ایمان کے باہمی روابط بھلائی اور انصاف کی بنیاد پر مضبوط ہوں۔

۸: بنو عمرو بن عوف اپنے دستور کے مطابق خوں بہا کی ادائیگی اور فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کی رہائی کے پابند ہوں گے، تاکہ مومنوں کا باہمی اعتماد نیکی اور انصاف کی

بنیاد پر مستحکم ہو۔

۹: بنوعینیت اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کرنے اور اپنے گروہ کے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے رہائی دلانے کے ذمے دار ہوں گے، تاکہ اہل ایمان کا باہمی میل جول بھلائی اور انصاف کا آئینہ دار ہو۔

۱۰: بنو اس اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے رہائی دلایا کریں گے، تاکہ مومنوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور اور انصاف پر مبنی ہو۔

اہل ایمان کی ذمے داریاں:

۱۱: اہل ایمان میں سے اگر کوئی شخص مفلس اور قلاش ہے یا قرض کے بوجھ تلے بری طرح دبا ہوا ہے، تو اُس کے مومن دوست ایسے شخص کو لازمی طور پر امداد دیں گے تاکہ اُس کے حق کا خوں بہا یا فدیہ بخوبی ادا ہو سکے۔

۱۲: کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی اجازت کے بغیر اُس کے مولیٰ (معابداتی بھائی) سے معاہدہ نہیں کرے گا۔

۱۳: اہل تقویٰ اور اہل ایمان ہر اُس شخص کی مخالفت متحد ہو کر کریں گے جو سرکشی، ظلم، زیادتی اور گناہ کا مرتکب ہو۔ ایسے شخص کے خلاف تمام اہل ایمان کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے، خواہ وہ اُن میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۴: کوئی مومن کسی مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کرے گا اور نہ کسی مومن کے خلاف کسی کافر کو امداد دی جائے گی۔

۱۵: اللہ تعالیٰ کا ذمہ و عہد ایک ہی ہے۔ اہل اسلام کا ایک معمولی درجے کا فرد بھی کسی شخص کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا۔ اہل ایمان دوسروں کے مقابلے میں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۱۶: یہودیوں میں سے جو اس معاہدے میں شریک ہوں گے، انہیں برابر کی حیثیت

حاصل ہوگی۔ ایسے لوگوں پر ظلم ہوگا اور نہ اُن کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔
 ۱۷: اہل اسلام کی صلح ایک ہی ہوگی۔ اللہ کی راہ میں جنگ کے موقع پر کوئی مسلمان دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا اور یہ صلح سب مسلمانوں کے لیے برابر اور یکساں ہونی چاہیے۔

۱۸: وہ تمام گروہ جو ہمارے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیں گے باری باری انہیں آرام کا موقع دیا جائے گا۔

۱۹: مومنوں کو اللہ کی راہ میں جو جانی نقصان اٹھانا پڑے اُس کا بدلہ وہ سب مل کر لیں گے۔
 ۲۰: بلاشبہ متقی مومن سب سے اچھے اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں۔

۲۱: اس معاہدے میں شریک کوئی مسلمان مشرک قریش کے مال و جان کو پناہ نہیں دے گا، اور اس سلسلے میں وہ کسی مسلمان کی راہ میں رُکاوٹ نہیں کھڑی کرے گا۔

۲۲: جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا اُس کا ثبوت ملنے پر اُس سے قصاص لیا جائے گا۔
 ہاں اگر مقتول کا وارث خوں بہا لینے پر راضی ہو جائے تو قاتل قصاص سے بچ سکتا ہے۔ تمام اہل ایمان پر لازم ہوگا کہ وہ مقتول کے قصاص کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔ اس کے سوا اُن کے لیے کوئی صورت جائز نہیں ہوگی۔

۲۳: کسی ایسے مسلمان کے لیے جو اس عہد نامے کو تسلیم کر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہ ہوگا کہ وہ ایسے شخص کو پناہ دے جو نبی بات نکالنے والا اور فتنہ انگیزی کرنے والا ہو۔ جو ایسے شخص کی حمایت کرے گا یا اُسے پناہ دے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور غضب کا مستوجب ہوگا، جہاں کوئی فدیہ اور ہدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

۲۴: اس عہد نامے کی پابندی کرنے والے لوگوں کے درمیان جب کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے، تو وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف

رجوع کریں گے۔

یہودیوں کے حقوق:

۲۵: یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر جب تک جنگ کرتے رہیں گے تو وہ اپنے حصے کے جنگی اخراجات بھی خود ہی برداشت کریں گے۔

۲۶: بنی عوف کے یہودی، مسلمانوں کے ساتھ ایک سیاسی وحدت متصور ہوں گے۔ یہودی اپنے دین پر رہنے کے مجاز ہیں اور مسلمان اپنے دین پر۔ خواہ موالی ہوں یا اصل، لیکن ظلم اور جرم کے مرتکب افراد اپنی ذات اور اپنے گھرانے کے سوا کسی اور کو مصیبت میں نہیں ڈالیں گے۔

۲۷: بنو نجار کے یہودیوں کے بھی وہی حقوق ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۲۸: بنو حارث کے یہودیوں کے وہی حقوق ہوں گے جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۲۹: بنو ساعد کے یہودیوں کے حقوق بھی وہی ہوں گے جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۰: بنو جشم کے یہودیوں کے حقوق بھی وہی ہوں گے جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۱: بنو اوس کے یہودیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۲: بنو ثعلبہ کے یہودی بھی انہی حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے بنو عوف کے یہودی ہیں، مگر جو ظلم اور جرم کا ارتکاب کرے گا اُس کی مصیبت اور اُس کا وبال صرف اُس کی ذات اور اُس کے گھرانے پر ہوگا۔

۳۳: ہفہ، بنو ثعلبہ کی شاخ ہیں، لہذا ہفہ کے یہودیوں کے حقوق بنو ثعلبہ کے یہودیوں کے حقوق کے برابر ہوں گے۔

۳۴: وفا شعار کی صورت میں یہودی بنی شطیبہ کے حقوق وہی ہوں گے جو یہودی بنی عوف کے ہیں۔

۳۵: بنو ثعلبہ کے موالی کے حقوق وہی ہوں گے جو اصل کے ہیں۔

۳۶: یہودیوں کے تمام موالی کے وہی حقوق ہوں گے جو اصل کے ہیں۔

قیام امن اور دفاع کی مشترکہ ذمے داریاں:

۳۷: معاہدے کا کوئی فریق بھی محمد (ﷺ) کی اجازت کے بغیر کسی سے جنگ کرنے یا جنگ کے ارادے سے نکلنے کا مجاز نہیں۔

۳۸: زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ خونریزی کے مرتکب کی ذمے داری اُس کی ذات اور اُس کے گھر پر عائد ہوگی۔ مظلوم کے ساتھ اللہ ہے۔

۳۹: یہودی اپنے خرچ کے ذمے دار ہوں گے اور مسلمان اپنے خرچ کے ذمے دار ہوں گے۔

۴۰: اس معاہدے کے شریک کسی فریق کے خلاف اگر کوئی جنگ کرے گا تو تمام شرکا ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ آپس میں مشورہ کریں گے۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور وفا شعاری کا رویہ اختیار کریں گے اور عہد شکنی سے اجتناب کریں گے۔

۴۱: کسی شخص کو حلیف کی بد عملی کا ذمے دار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ مظلوم کی ہر حالت میں مدد کی جائے گی۔

۴۲: یہودی جب تک مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہیں گے، وہ جنگ کے اپنے مصارف خود برداشت کریں گے۔

۴۳: معاہدے میں شریک تمام فریقوں کے لیے یثرب کا میدان مقدس و محترم ہوگا۔

۴۴: پناہ حاصل کرنے والے کے ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو پناہ دینے والے کے ساتھ ہو رہا ہو، نہ اُسے نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ وہ عہد شکنی کرے گا۔

۴۵: کسی عورت کو اُس کے خاندان والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہیں دی جائے گی۔

۴۶: اس معاہدے میں شریک افراد یا گروہوں کے درمیان کوئی نئی بات، معاملہ یا جھگڑا

پیدا ہو جائے، جس سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو تو اللہ تعالیٰ اور محمد (ﷺ) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عہد شکنی کی اس دستاویز میں جو کچھ درج ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی

نگاہ میں پسندیدہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پوری احتیاط اور وفا شعاری کے ساتھ اس کی پابندی کی جائے۔

۴۷: نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ اُن کے کسی معاون کو۔

۴۸: یثرب پر حملے کی صورت میں معاہدے کے شرکا یعنی مسلمانوں اور یہودیوں پر لازم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

۴۹: اگر یہودیوں کو صلح کر لینے اور اس میں شرکت کی دعوت دی جائے گی تو وہ اُسے قبول کریں گے۔ اسی طرح اگر یہودی مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیں گے تو اُسے قبول کرنا بھی ان پر لازم ہوگا۔ لیکن اس کا اطلاق ایسی جنگ پر نہ ہوگا جو خالص دین کے لیے ہو۔

۵۰: معاہدے میں شریک ہر شخص اور گروہ پر یثرب کے اُسی حصے کی ذمہ داری ہوگی جو اُس کے سامنے یعنی بالمقابل ہوگا۔

۵۱: اوس کے یہودیوں کو خواہ وہ مولیٰ ہوں یا اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس معاہدے کو قبول کرنے والوں کو حاصل ہیں۔

۵۲: اس عہد نامے کے حکم میں ظالم اور خطا کار داخل نہیں۔ جو جنگ کے لیے نکلے وہ بھی اور جو گھر میں بیٹھا رہے وہ بھی اس کا حقدار ہوگا۔

۵۳: اللہ تعالیٰ اُس کا حامی و نگہبان ہے جو اس اقرار و عہد میں مخلص اور سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھی اس کے حامی ہیں۔



انسانی حقوق کا عالمی چارٹر

(خطبہ حجۃ الوداع)

خطبہ حجۃ الوداع ابدی حیات، انسانی تہذیب و تمدن کے اصول، حقوق انسانی کے تحفظ، عالمی امن کی تدابیر، بھائی چارہ و رواداری کی تعلیم، عدل و انصاف کا قیام، اخوت و مساوات کی ہدایات، انسان کی معاشی بہتری و ترقی اور خوشحالی اور معاشرتی پاکیزگی و طہارت کا جامع، عملی، مثالی منشور و مجموعہ قوانین ہے۔ ابی داؤد وغیرہم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”عرفہ کے دن جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصوا اونٹنی پر کچاوہ رکھنے کو کہا، وادی کے درمیان آئے، لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: تحقیق تمہارے خون، تمہارے اموال تم پر حرام ہیں، جس طرح تمہارا یہ دن، اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت والا ہے۔ جاہلی سارے کام میرے قدموں کے نیچے روندے گئے، جاہلیت کے خون ختم۔ اور پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے، یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پلایا جا رہا تھا کہ ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ جاہلیت کے سود ختم، اور ہمارے سودوں میں سے پہلا سود جو میں ختم کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے، عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اور اسی کے حکم سے ان کی شرم گاہوں کو

حلال بنایا ہے، ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ تمہارے بستروں پر کسی کو جگہ نہ دیں؟ اگر ایسا کریں تو ان کو معمولی سزا دو۔ اور ان کے لیے تمہارے اوپر ان کی خوراک اور لباس۔ حالات کے مطابق میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں۔ اگر تم نے اُسے قابو کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پہنچا دیا (ذمہ داری) ادا کی، اور خیر خواہی کی۔ آپ نے شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، اسے لوگوں کی طرف حرکت دی، اور تین بار فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہ، اے اللہ! تو گواہ رہ۔“ ❶

فقہ الحدیث:

- مذکورہ حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔
- ۱: بطلان نظریہ اشتراکیت فی الاموال اور فردی ملکیت کا احترام۔
- ۲: جاہلی امور اور سود کے خاتمے کا اعلان۔
- ۳: عورتوں کے حقوق کا تحفظ۔
- ۴: آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کے لیے حجت قاطعہ کتاب اللہ ہے۔
- ۵: منصب رسالت کا تحفظ۔
- ۶: اللہ تعالیٰ کا عرش پر علو۔

رسول اللہ ﷺ کا خطبہ یوم النحر:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس ذوالحجہ کو ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے کہا حرمت میں کون سا دن بڑا ہے؟ لوگوں نے کہا ہمارا یہی دن، آپ نے فرمایا، حرمت میں کون سا مہینہ بڑا ہے؟ لوگوں نے کہا، یہی ماہ، آپ نے فرمایا، حرمت میں کون

سا شہر عظیم ہے، لوگوں نے کہا ہمارا یہی شہر، آپ نے فرمایا: تو تمہارے خون، تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح اس دن کی حرمت اس شہر میں اور اس مہینہ میں ہے۔^۱

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک اور خطبہ:

سیدنا سلیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا ہے:

”اے لوگو! کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے، تین بار فرمایا، لوگوں نے کہا، حج اکبر کا دن، آپ نے فرمایا، پس تمہارے خون، مال، اور عزتیں تمہارے درمیان حرام ہیں۔ اس دن اس ماہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح۔ خبردار! ہر قصور کرنے والا اپنے قصور کا خود ذمہ دار ہے، والد کا قصور اولاد پر نہیں، اور اولاد کا قصور والد پر نہیں، خبردار! شیطان نا امید ہو گیا ہے کہ اس شہر میں اس کی عبادت کی جائے، البتہ بعض چیزوں میں اس کی اطاعت ہوگی، جنہیں تم معمولی سمجھو گے، وہ اسی پر راضی ہو جائے گا۔ خبردار! جاہلیت کے خون موقوف ہیں۔ پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جسے ہذیل نے قتل کیا تھا جب کہ وہ بنو لیت میں مدت رضاعت پوری کر رہا تھا، خبردار! جاہلیت کے سود وضع کر دیئے گئے ہیں، اب تم اصل مال لے سکتے ہو۔ نہ دوسروں پر زیادتی کرو۔ اور نہ تم پر زیادتی ہو۔ اے امت! کیا واقعی میں تمہیں تبلیغ کر چکا ہوں؟ تین بار فرمایا، لوگوں نے جواب دیا، ہاں۔ آپ نے تین بار فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ۔“^۲

اس خطبہ سے درج ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

قصاص و دیت اور دیگر قانونی معاملات میں مساوات کا حق۔

ند احمد، ۳/۳۱۳ رقم: ۱۴۳۶۴۔ شیخ شعیب ارنؤط نے اس کی سند کو شیخین بنی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔
 ابن ماجہ، کتاب المناسک، رقم: ۳۰۵۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

۲: جزیرۃ العرب میں کفر و شرک سے ابلیس کی مایوسی۔

۳: مسلمانوں کی معمولی کوتاہیوں پر ابلیس کا راضی ہونا۔

۴: داعی پہلے اپنی حالت سنوارے۔

۵: اہمیت تبلیغ دین۔

آپ کا ایک اور خطبہ:

سیدنا ابوخرۃ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ”میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی باگ پکڑے ہوئے تھا، ایام تشریق کا درمیان تھا، لوگوں کو آپ سے ہٹا رہا تھا، آپ نے فرمایا، اے لوگو! جانتے ہو تم کس ماہ میں ہو؟ اور کس دن میں؟ اور کون سے شہر میں؟ لوگوں نے جواب دیا، حرمت کے دن میں، حرمت کے شہر میں اور حرمت کے مہینہ میں۔ فرمایا: تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اس دن، اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر قیامت تک کے لیے حرام ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: میری بات سنو اور حیات دوام حاصل کرو۔ خبردار! ظلم نہ کرو، ظلم نہ کرو، ظلم نہ کرو، کسی مسلمان کا مال اس کی مرضی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ خبردار! خون، مال اور دور جہالت سے آمدہ مطالبے قیامت تک میرے اس قدم کے نیچے ہیں۔ پہلا خون میں جو معاف کرتا ہوں۔ ربیعہ بن حارث کا خون ہے یہ بنو لیث میں مسترضع تھا، ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ خبردار! جاہلی سود وضع کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کا سود وضع کیا جا رہا ہے۔ تمہیں اصل مال ملے گا۔ نہ ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ خبردار! زمانہ اسی ہیئت پر آ پہنچا ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ الْيَوْمُ الْقِيَمُ فَلَا

تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ (التوبة: ۳۶)

”مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اس کی کتاب میں بارہ ماہ ہے، اسی دن سے

جس دن کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں چار مہینے حرمت کے ہیں۔“

یہ سیدھا نظام ہے ان میں کسی پر زیادتی نہ کرو۔ میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگ جاؤ، شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں گے، ہاں! وہ لڑانے میں تمہارے بیچ رہے گا۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان کے تم پر حقوق ہیں، اور تمہارے لیے ان پر حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ بیٹھنے دیں، اور تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں کسی کو نہ آنے دیں۔ اگر ان کی نافرمانی کا خطرہ محسوس کرو تو انہیں سمجھاؤ اور بستر الگ کر لو۔ اور معمولی سزا دو۔ حالات کے مطابق ان کی روزی اور لباس مرد پر ہے، تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اور اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہیں حلال کی ہیں۔ خبردار! جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی واپس کر دے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلانے اور فرمایا: خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ پھر ارشاد فرمایا: حاضر غائب کو پہنچا دیں۔ کئی پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ سعادت مند ہوتے ہیں۔^۱

مذکورہ خطبہ سے درج ذیل مسائل ماخوذ ہیں:

- ۱: خون و مال اور عزت کا تحفظ
- ۲: آپ کی سنت کی اتباع میں زندگی ہے جس میں ظلم کی کوئی گنجائش نہیں۔
- ۳: عدل و انصاف کرنا حکم الہی ہے۔
- ۴: زمانہ گھوم کر پھر اپنی اصلی حالت پر آگیا۔
- ۵: مسلمانوں کا آپس میں لڑنا انہیں دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔
- ۶: اداء امانت کا حکم
- ۷: راوی حدیث کے لیے فقیہ ہونا شرط نہیں ہے۔

وسط ایام تشریف کا ایک اور خطبہ:

امام احمد رحمہ اللہ ابو نصر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے ایک صحابی نے حدیث بیان کی جس نے ایام تشریق کے وسط کا خطبہ رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا!

”اے انسانو! تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے، خبردار کسی عربی کو غمی پر، اور کسی غمی کو عربی پر، اور کسی کالے کو سرخ پر، اور کسی سرخ کو کالے پر تقویٰ کے سوا کوئی برتری نہیں ہے، کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) جواب دیا، رسول اللہ ﷺ پہنچا چکے۔ پھر فرمایا، یہ کون سادن ہے؟ لوگوں نے کہا، حرمت والا دن، پھر فرمایا: یہ کون سامہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت والا مہینہ، پھر فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا، حرمت والا شہر، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے مال حرام کیے ہیں، جس طرح تمہارے اس دن کی اس ماہ اور شہر میں حرمت ہے۔ کیا میں تمہیں پہنچا چکا؟ لوگوں نے جواب دیا، آپ نے پہنچا دیا ہے، فرمایا، حاضرین میرا یہ پیغام ان تک پہنچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔“^①

امام بزار رحمہ اللہ نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس میں مزید الفاظ یہ ہیں۔

”اے لوگو! جس کے پاس کوئی امانت ہے وہ اس کے مالک کو پہنچا دے۔ اے لوگو! شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ آخر زمانہ تک ان بلاد میں اس کی عبادت کی جائے، وہ تمہاری معمولی غلطیوں پر راضی ہوگا۔ اپنے دین کے بارے میں معمولی سمجھے ہوئے برے کاموں سے محتاط رہو۔“^②

امام طبرانی، عداء بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دن آپ ممبر پر چڑھے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ”یقیناً اللہ فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت سے

① مسند أحمد، ۵/ ۴۱۱، رقم: ۲۳۴۸۹، مجمع الزوائد، رقم: ۵۶۲۲۔ علامہ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ”صحیح“ کے راوی ہیں۔

② مسند بزار، رقم: ۱۱۴۱۔

پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں کنبے اور قبائل بنایا، تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور کالے کو سرخ پر اور سرخ کو کالے پر کوئی برتری نہیں ہے۔ سوا تقویٰ کے۔ اے جماعت قریش! تم دنیا کو اپنی گردنوں پر لا کر نہ آنا جب کہ دوسرے لوگ اعمال آخرت کے ساتھ آئیں گے۔ میں تم سے اللہ کا عذاب نہیں روک سکوں گا۔ ❶

نیز امام طبرانی، ابوقبیلہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ پس تم اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ نمازیں قائم کرو، رمضان کے روزے رکھو، حکام وقت کی اطاعت کرو، پھر اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ❷

مذکور حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

- ۱: حقوق اللہ کی پاسداری۔
- ۲: انسانوں میں تقویٰ کے سوا کسی دوسری بات میں تفاضل نہیں ہے۔
- ۳: ایمانی اخوت افضل ہے۔
- ۴: عمل کے مقابلہ میں نسب کی کوئی حیثیت نہیں۔
- ۵: عمل کے بغیر نسب غیر مفید ہے۔
- ۶: سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہے۔
- ۷: حکام وقت کی اطاعت کا حکم۔
- ۸: شیطان کا اپنی عبادت سے مایوس ہونا۔
- ۹: معمولی کوتاہی سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ صحبہ وسلم .

❶ طبرانی کبیر ۱۸/۱۲-۱۳.

❷ طبرانی کبیر، ۷۱۶/۲۲، مجمع الزوائد رقم: ۵۶۴۷. علامہ بیہقی نے اس کے رواۃ کو ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

مطبوعات ادارہ

- ۱۔ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کے تقاضے
- ۲۔ ہم پر نبی کریم ﷺ کے حقوق
- ۳۔ مسنون وظائف و اذکار اور شرعی طریقہ علاج
- ۴۔ خوفِ الہی سے بہنے والے آنسو
- ۵۔ توبہ مگر کیسے؟ حقیقت، فضائل، شروط اور طریقہ کار
- ۶۔ شرک کے چور دروازے
- ۷۔ نبی کریم ﷺ کی نماز
- ۸۔ خواتین اسلام کے لیے نبی رحمت ﷺ کی پانچ سو نصیحتیں
- ۹۔ منہج سلف صالحین
- ۱۰۔ شانِ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام
- ۱۱۔ ریاکاری کی ہلاکتیں
- ۱۲۔ گناہ اور توبہ
- ۱۳۔ محبت، کیوں، کس سے اور کیسے
- ۱۴۔ علم اور تقویٰ
- ۱۵۔ دعوتِ اسلامی کو عام کرنے کے لیے صحیح فضائلِ اعمال
- ۱۶۔ اللہ عزوجل کی پہچان
- ۱۷۔ عقیدہ اہل سنت والجماعت
- ۱۸۔ ایمان اور عمل صالح
- ۱۹۔ سنت نبوی ﷺ اور ہم
- ۲۰۔ شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم بربانِ مصطفیٰ ﷺ
- ۲۱۔ اولیاء اللہ کی پہچان
- ۲۲۔ مصائب و مشکلات اور ان کا مؤثر حل
- ۲۳۔ اسلام کا نظام حقوق و فرائض
- ۲۴۔ اسلام کا نظام اخلاق و ادب
- ۲۵۔ نیکی اور برائی

انصار السنۃ پبلیشنگز لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، ۱۷- اردو بازار لاہور

فون: 042-7357587